UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232839

UNIVERSAL
LIBRARY

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

واقعاتِ دُرّانی

در مطبع نظامی واقع کانپور محلہ پٹکاپور مطبوع گردید

ھ ۲۲۰۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وثنا خالق ارض وسما کو سزاوار ہی جسنے انتظام ہدایات دین انبیاء مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے قبضۂ اختیار مین دیا اور انصرام امور دنیا کے واسطے شاہان باوقار کو پیدا کیا اور لائق درود وسلام وہ مفخر موجودات صاحب لولاک محبوب ایزد پاک ہی جسکے آفتاب ہدایت سے نے بنی آدم کو ظلمت جہالت سے بچایا صراط مستقیم پر لگایا بعد حمد خدا ونعت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بندہ حقیر پر تقصیر امیدوار رحمت رب غفور محمد عبد الرحمن عفا عنہ ولد حاجی محمد روشن خان مرحوم ومغفور غفر اللہ ذنوبہ خدمت مین ارباب فضل وکمال کے عرض کرتا ہی کہ زمانہ حال مین کثرت رواج زبان اردو سے اکثر اہل ہند کو رغبت کتب اردو کیطرف نظر آتی ہی اسی نظر سے احقر نے چاہا کہ کچھ واقعات شاہان نامدار اردو مین انتخاب کر کے ہدیہ احباب کرے چنانچہ تاریخ احمد تصنیف لطیف جناب مستطاب دبیر بے نظیر عطارد رقم خوش تحریر منشی عبد الکریم صاحب مرحوم کی فارسی مین نظر آئی حالات صحیح ودلچسپ سے بے نظیر پائی منشی صاحب ممدوح نے محاربات احمد شاہ درانی اور حالات حضرات چشت علیہم الرحمۃ اور ذکر حکام ترکستان وشمار منازل از پشاور تا ہرات بہت صحیح تحریر فرمایا اور جو کچھ امام الدین حسینی نے ایک مدت تک افغانستان مین رہکر معرکہ شاہان درانیہ بکمال تحقیق سنہ بارہ سو بارہ ہجری وعہد سلطنت زمان شاہ تک کتاب تاریخ مین لکھا تھا مع اکثر روایات صحیح مسطور فرمایا اور باقی حالات تا ختم سلطنت شاہ موصوف زبانی ثقات معتبر روسای کابل بتحقیق کامل دریافت فرما کر زیب کتاب فرمایا جب احقر کی طبیعت مین یہ آیا کہ اگر یہ حالات درانیہ اردو مین ترجمہ ہو کر چھاپے جائین تو شائقین تواریخ کو اوسکے دیکھنے سے کیفیت حاصل ہو پس حسب خواہش خاکسار جناب سیدی مکرمی میر وارث علی صاحب سیفی نے اوسکا ترجمہ کیا اور **واقعات درانی** نام رکھدیا ناظرین پر تمکین سے التماس ہی کہ اسکی سیر سے لطف اوٹھائین اور مولف صاحب اور عاجز کو دعاے خیر سے یاد فرمائین*

بیان نسب سلاطین دُرّانیہ

سمجھنا چاہیے کہ قیس عبدالرشید نامی ایک شخص تھا بنی اسرائیل سے اوسکے باپ دادا کا نسب منیامین بن یعقوب بن اسحاق بن
ابراہیم خلیل اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پہونچتا ہے اور قیس مذکور زمانہ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم مین مشرف باسلام ہوا اوس سے
تین لڑکے پیدا ہوے سربن اور بیتن اور غرغشت سربن سے دو لڑکے پیدا ہوے ایک کا نام شرف الدین جسکا لقب شرخبون
تھا دوسرا خیرالدین مشہور بہ خرشبون شرف الدین سے پانچ لڑکے پیدا ہوے شیرانی و ترین و بہریچ و میانہ و اوتر ترین سے
ایک لڑکا پیدا ہوا ابدال نام کہتے ہین کہ پہلے اوسکا نام کچھ اور تھا جب وہ خدمت مین خواجہ ابو احمد ابدال چشتی قدس اللہ سرہ کی پونہچا
اور اونکی خدمت گزاری مین مشغول ہوا ایک دن اونھون نے مہربان ہوکر اوسکو ابدال کا خطاب دیا اور اوسکے حق مین دعاے خیر
کی تب سے وہ ابدال مشہور ہوا اور اولاد اوسکی ابدالی کہلائی پٹھان لوگ اپنے روزمرہ مین ابدال کو اودل کہتے ہین ابدال سے
دو لڑکے پیدا ہوے زیرک اور پنج پاؤ زیرک سے تین لڑکے پیدا ہوے پوپل و الکو و بارک پوپل سب سے بڑا تھا اوس سے
چھہ لڑکے پیدا ہوے اسمعیل اور حسن اور بامی اور بادو اور غبغب اور فلند اور بامی کے پانچ لڑکے تھے سب سے بڑا
ہندو اور صالح اور علیخان اور ریک اور اورک صدو کے دو لڑکے تھے ایک کا نام خواجہ خضر کہ وہ بڑا عابد اور خدا اندیش تھا
سب پٹھانون نے اوسکی فرمانبرداری اختیار کی اور اوسکو بہت سی نذر و نیاز دیتے تھے احمد شاہ بادشاہ دُرّانی اسی خضر
بن صدو کی اولاد سے ہے اور خضر کو بنظر اوسکی بزرگی کے اوس ملک کے لوگ خواجہ کہتے تھے اور بادشاہ مذکور کو صدوزئی چونکہ قدیم
سے سب پٹھان لوگ ساتھہ خواجہ خضر جد امجد بادشاہ موصوف کے اعتقاد رکھتے تھے بسبب اوسی عقیدت کے بادشاہ ممدوح کو
بعد نادر شاہ کے تخت سلطنت پر بٹھایا اور اوسکی اطاعت کو ذریعہ سعادت تصور کیا دوسرا لڑکا صدو کا کامران تھا کہ اوسکی اولاد کو
کامران خیل کہتے ہین اور جد معتمد الدولہ وفادار خان مدار المہام سلطنت زمان شاہ بادشاہ کا ہے الغرض تمام قوم پٹھانون کی احمد شاہ
کو سعادت مند جانکر ہمیشہ مطیع فرمان اور مستعد جانفشانی رہتی تھی اور اب تک اس خاندان سے لڑنا یا کسیطرح کی بےادبی کرنا بہت
بُرا جانتے ہین اور اولاد بزرگوار احمد شاہ دُرّانی کی کہ بادشاہ ہوئی اون کی اطاعت اور فرمان برداری بدل و جان کرتے ہین

بیان آنے نادر شاہ کا بہ قصد تسخیر خراسان اور آغاز سلطنت احمد شاہ دُرّانی

جب نادر شاہ نے بندوبست ایران سے فراغت حاصل کی تب یہ ارادہ کیا کہ سلطان غلجہ کو زیر و زبر کرے اور قندہار کو کہ وطن قدیم
اوس گروہ کا ہے اپنے قبضے مین لاوے چونکہ سلاطین غلجہ اوس وقت مین بہت آرام طلب ہوگئے تھے اور علاوہ اوسکے سب مین نااتفاقی
اور خلاف تھا اور قوم ابدالی نواح ہرات مین سکونت رکھتی تھی ۱۱۲۹ہجری مین عبداللہ خان صدوزئی بیٹا حیات سلطان جد امجد
احمد شاہ دُرّانی کا ساتھہ اپنے بیٹے محمد زمان خان اور سب رشتہ دارون کے ملتان سے آکر ہرات مین مالک و مختار کل قوم
ابدالی کا کہ تخمیناً ساٹھہ ہزار گھر تھے ہوا تھا اور طمع حکومت ہرات کی رکھتا تھا عباس قلی خان شاملو کہ شاہ حسین صفوی بادشاہ ایران
کیطرف سے حاکم ہرات تھا جب اوسنے ناصیہ حال عبداللہ خان مذکور سے آثار فساد کے مشاہدہ کیے تب اوسکو اور اوسکے لڑکے کو قید کیا
قزلباشان ہرات نے برہم ہوکر عباس قلیخان کو بیدخل کر دیا تب عبداللہ خان فرصت پاکر قید سے بھاگ گیا اور کوہ دوشاخ پر جاکر
اپنی قوم کو جمع کرکے متوجہ ہرات ہوا جعفر خان حاکم ہرات ایک فرسخ شہر سے نکلکر عبداللہ خان سے لڑا اور گرفتار ہوا خان مذکور نے
شہر ہرات کو محاصرہ کرکے اوسکے ہواخواہون کو برج فیلخانہ کی راہ سے شہر مین داخل کیا اور اس معرکے مین بہت سے آدمی طرفین

سے قتل ہوے اور اہل شہر لوٹے گئے اور تمام شہر ہرات اور قلعہ فراہ کہ محمود غلجہ قندہاری سے تعلق رکھتا تھا وہ بھی اوسکے قبضے مین آیا پھر محمود غلجہ ولد میر ویس بادشاہ قندہار نے قلعہ فراہ پر فوج کشی کی اوس وقت ایک شخص اسد اللہ خان نامی عزیزان پدر احمد شاہ سے قلعے سے نکلکر خوب لڑا اور مارا گیا اور قلعہ محمود کے ہاتھ نہ آیا ایک مدت اسی طور سے گذری کہ فوج امیر ونکی متواتر ہرات مین آکر قوم ابدالی سے لڑکر شکست کھاتی تھی یہانتک کہ خود نادر شاہ نے قصد خراسان کا کر کے نواح ہرات مین خیمہ کیا اس وقت مین سردار اور رئیس ہرات کے زمان خان پسر دولت خان ابدالی نے عبداللہ خان صدوزئی جد احمد شاہ کو قید کر کے قتل کیا اور ابدالیون نے الہ یار خان ابدالی برادر محمد خان کو ملتان سے لاکر ہرات کا سردار کیا اور سب ابدالیون نے اتفاق کر کے زمان خان مذکور کو ہرات سے نکال دیا جب نادر شاہ ہرات مین پونہچا پھر ابدالیون نے لڑائی شروع کی لیکن عین کارزار مین حاجی شکین خان ابدالی نے اپنے جاسوس کو بلا کر کہا کہ تو جاکر خبر تحقیق لا کہ نادر شاہ کس صف مین استادہ ہے اور کیا لباس پہنے ہوے ہے تو مین آج مشقت اوٹھا کر اپنے کو اوس تک پونہچاؤن اور ایک کار نمایان ظہور مین لاؤن یا تو اس آفت او مصیبت سے نجات پاؤنگا یا اپنی جان کو اپنی قوم پر فدا کرونگا جاسوس نے جب آکر حال نادر شاہ سے آگاہ کیا تب شکین خان کمال جرات اور شجاعت سے گھوڑے پر سوار ہوا اور بڑی جد و کد سے نادر شاہ تک پہونچکر ایک نیزہ مارا کہ اوس نیزے کے زخم سے پانون نادر شاہ کا مجروح ہوا آخر جب اس لڑائی کو طول ہوا تو مردم ابدالی نایابی غلہ سے عاجز آئے اور قوم عماق اور جمشیدی اور مغول اور تایمنی اور تورانی رئیس نواح ہرات کے نادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوے جب الہ یار خان سردار قوم ابدالی تنہا رہگیا تو وہ بھی مجبور ہوکر نادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا نادر شاہ نے حکومت ہرات کی بدستور الہ یار خان کو عنایت کی اور خود فوج ابدالی کو ہمراہ لیکر متوجہ تسخیر قندہار ہوا او حسین غلجہ کا ہوا غلجہ مذکور قلعہ قندہار مین بیٹھہ رہا جب قلعہ نشینی سے عاجز آیا تب اپنی بڑی بہن زینت نام کو کہ نہایت عاقلہ تھی مع چند سوار کے نادر شاہ کے پاس بھیجکر امان طلب ہوا جب نادر شاہ بادشاہ نے اوسکو امان دی تب وہ تمام سردارون کو لیکر نادر شاہ کے پاس حاضر ہوا اور بہت سی عذر خواہی کی نادر شاہ نے سب کے حال پر مہربانی کر کے مع اونکی اولاد و اقربا کے روانہ مازندران کیا کہ اوس ملک مین جاکر سکونت اختیار کرین اور ذوالفقار خان ابدالی و بھائی اوسکا احمد خان کہ قید غلجہ مین تھا اوسکو بہت سرفراز فرما کے اور مشاہرہ لائق حال ہر شخص کے مقرر کر کے مازندران مین مقرر کیا بعد اسکے قلعہ اور شہر قدیم قندہار کو ویران کر کے نیا قلعہ اور شہر موسوم بہ نادر آباد آباد کر کے اپنا دار الحکومت قرار دیا اور قیدیان ابدالی کو حسب درخواست الہ یار خان ابدالی کے اور قیدیان قندہار کو اپنی مرضی سے رہائی دیکر اونکے وارثون تک پونہچا دیا اور حکومت قندہار کی عبدالغنی خان الکوزئی کو دیکر حکم کیا کہ قوم ابدالی نواح خراسان اور نیشاپور سے کوچ کر کے قندہار اور اوسکے محالات مین سکونت اختیار کرین اور غلجہ اور ہوتکی بجاے اونکے نیشاپور مین رہا کرین تب سے ریاست اور وطن قوم ابدالی کا قندہار ہوا و گرنہ سابق اسکی ریاست اور وطن ان لوگون کا خراسان تھا نادر شاہ بعد بند و بست قندہار کے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوکر کابل مین وارد ہوا کابلیون نے اوسکا مقابلہ کیا تب نادر شاہ نے حکم کیا کہ توپ کو پہاڑ پر لگا کر گولہ مارنا شروع کرو آخر کار شاہ درگاہی رئیس کابل نے عاجز آکر نادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر امان چاہی تب نادر شاہ وہان سے متوجہ پشاور ہوا ناصر خان نامی کہ بادشاہ ہندوستان کی طرف سے حاکم پشاور تھا اوسنے قوم یوسف زئی وغیرہ کو متفق کر کے درہ خیبر کا بند کر دیا اور مستعد بجنگ ہوا نادر شاہ نے بسبب بند ہونے درہ کے ایک مہینے چند روز اوس طرف درہ کے توقف کیا آخر کار سرور نامی ایک پٹھان ورگ زئی نے نادر شاہ کو ساتھہ بارہ ہزار سوار کے اوس راہ سے کہ امیر تیمور کو ہندوستان مین پونہچایا تھا ناصر خان کے لشکر پر پونہچا دیا ناصر خان پہلے لڑا بعد اوسکے شکست کھا کر اور زخمی اور گرفتار ہوکر نادر شاہ کے حضور مین آیا چند روز اوسے نادر شاہ نے نظر بند رکھا بعد اوسکے حکومت نواح ایران اور کابل کی اوسکو عنایت کی چونکہ وارد ہونا نادر شاہ کا

شاہجہان آباد مین بہت مشہور ہی اوسکے لکھنے کی کچھہ حاجت نہین اس قدر واسطے اظہار قوم ابدالی کے کہ احمد شاہ درانی
منجملہ اونکے تھا لکھا گیا آور ابتدا مین بزرگان احمد شاہ ملتان سے کہ وطن قدیم اونکا تھا ہرات مین جاکر سردار قوم عبدالیس قوم
کے ہوے اور بعض کے نزدیک تولد احمد شاہ کا بھی ملتان مین ہوا عہد طفولیت مین اپنے والد بزرگوار محمد زمان خان کے
ساتھہ ہرات اور قندہار مین پہنچا اور حضور نادر شاہ مین اوسکے ہاتھہ سے بڑے بڑے کام ظہور مین آئے اور ہمیشہ نادر شاہ
کے حضور مین حاضر رہتا تھا اور نادر شاہ اوس سے بہت راضی اور خوش تھا چنانچہ اکثر دربار عام مین سب امرا کے سامنے کہا
کرتا تھا کہ مینے ایران و توران و ہندوستان مین کوئی مرد نیک خصلت مثل احمد شاہ ابدالی کے نہ دیکھا اور کبھی اوسکو بغیر تین چار
سوار ابدالی تجربہ کار کے باہر نہین جانے دیتا تھا ایک دن نادر شاہ کرسی زرنگار پر بیٹھا تھا اور احمد شاہ اوسکے سامنے باادب کھڑا
تھا نادر شاہ نے اوسکی طرف دیکھکر فرمایا کہ ای احمد آگے آ جب یہ تھوڑا بڑھا پھر کہا کہ میرے نزدیک آ جب یہ بہت نزدیک پہنچا
تب اوس سے فرمایا کہ ای احمد خان یاد رکھہ کہ بعد میرے یہ سلطنت تجکو ملیگی مناسب ہی کہ میری اولاد کے ساتھہ بہت سلوک اور
اچھی طرح سے پیش آنا احمد خان نے عرض کیا کہ (قربانت شوم) اگر میرا قتل کرنا منظور ہی تو مین حاضر ہون کچھہ حاجت ایسی باتون کے
فرمانے کی نہین ہی نادر شاہ نے کہا کہ مجکو یقین کامل ہی کہ تو بعد میرے بادشاہ ہوگا پس تجکو چاہیے کہ میری اولاد کے ساتھہ
نیکی کرے اور میرے حقوق کبھول نجاے آخر کو ایسا ہی ہوا چنانچہ بعض لوگ اس پیشین گوئی کو نادر شاہ کی کرامات پر حمل کرتے
ہین بہر حال احمد شاہ کلام نادر شاہ کو ہمیشہ منظور خاطر رکھکر اوسکے اولاد کے ساتھہ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اور مشہد مقدس
کو باختیار شاہ رخ میرزا ابن رضا قلی میرزا ابن نادر شاہ کہ فاطمہ سلطان بیگم دختر سلطان حسین صفوی کے پیٹ سے تھا دیکر آپ مدد
اور معاون اونکا رہتا تھا اور تیمور شاہ ابن احمد شاہ نے بھی اس عہد اور قول پر قائم ہوکر پسران شاہ رخ میرزا کو اوسکی قوم کی
قید سے چھوڑا کر مشہد مقدس مین پہنچایا اور تیمور شاہ شاہ رخ میرزا کی ایک لڑکی کو بموجب درخواست اوسکے بھائیون کے اپنے
عقد مین لایا اور اوسکو اپنی سب بیبیون کا سردار بنایا اور ہمیشہ اولاد نادر شاہ کی تعظیم اور خاطرداری بخوبی کیا کرتا تھا سنہ ۱۲۱۳
ہجری تک اسیطرح کا سلوک خاندان احمد شاہی سے بہ نسبت اولاد نادری کے جاری تھا ✦

بیان جلوس احمد شاہ ابدالی کا تخت سلطنت خراسان پر

چونکہ مزاج نادر شاہ بعد تحقیق سبب نابینا کرنے اپنے فرزند رضا قلی میرزا کے نہایت وحشت اور غصہ غالب ہوگیا تھا یہان تک کہ قزلباش
اور افشار کے سیکڑون آدمیون کو ہر روز بیگناہ قتل کرتا تھا اس سبب سے اوسکی قوم عاجز آکر علی قلی خان حاکم ہرات سے سازش
کرکے نادر شاہ کے قتل پر آمادہ ہوئی جب لشکر نادر شاہ کا فتح آباد مین کہ دو کوس خبوشان سے ہی وارد تھا شب یکشنبہ گیارہوین
جمادی الاخری سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین محمد خان قاجار ایروانی اور موسی بیگ ایلدی افشار طارمی اور کوچہ بیگ افشار رومی بصلاح محمد صالح خان
قرقلو اور محمد قلیخان افشار ارومی کشیکچی باشی وغیرہ کے کہ نگہبان اور پاسبان خیمہ نادر شاہ کے تھے نصف شب کو داخل خیمہ خوابگاہ ہوکر
سر نادر شاہ کاٹ کرکے اوسکے لشکر مین پھینکدیا جب اس حال سے ایک شخص ملازم نادری نے احمد شاہ ابدالی کو آگاہ کیا تب
وہ تین ہزار سوار ابدالی لیکر صبح کے وقت گروہ افشار اور فتنہ انگیزان قزلباشیہ سے لڑکر اون سب کو ہزیمت دے کر سب مال
و اسباب نادر شاہ کا لیکر روانہ قندہار ہوا نقل ہی کہ تین برس قبل قتل نادر شاہ سے ایک درویش صابر شاہ نام
رہنے والا لاہور کا نادر شاہ کے لشکر مین وارد ہوا اوسکا یہ حال تھا کہ چھوٹے چھوٹے خیمے گزی کے بناکر ذرا ذرا سی

لنگر یونہیں کھڑے کرتا تھا اور سٹی کے گھنڈر سے باکر اون خیمون کے آگے باندھا کرتا تھا جب احمد شاہ نادر شاہ کے سلام کو اوس راہ
سے جاتا اور اس فقیر کو بھی سلام کرتا تب یہ فقیر اوس سے کہتا کہ ای احمد خان مین تیری سلطنت کا اہتمام کر رہا ہون احمد خان کو اس
بات سے اوس فقیر کی خدمت مین بڑا اعتقاد تھا جب روز نادر شاہ قتل ہوا اور احمد شاہ سب مال و متاع نادر شاہ کا اوسکے دشمنون سے
بچا کر اور حق پرورش بادشاہ موصوف کا بجالا کر قندھار کو چلا تو اس فقیر کو بھی اپنے ساتھ لے لیا جب احمد شاہ دو منزل لشکر نادری سے
نکل گیا تب اوس فقیر نے کہا کہ ای احمد شاہ اب تو بادشاہ ہو جا اوسنے کہا کہ ای حضرت میرے پاس سامان اور اسباب سلطنت
کا کہان ہی کہ مین بادشاہ ہون تب اوس فقیر نے ایک چبوترہ مٹی کا بنایا اور احمد شاہ کا ہاتھ پکڑکر اوسپر بٹھایا اور کہا کہ یہ تیرا تخت
بادشاہت ہی اور تھوڑی سی سبز گھاس لیکر اوسکے سر پر رکھدی کہ یہ تاج بادشاہی ہی اور تو بادشاہ دُرانی ہوا اوس دن سے احمد شاہ
نے اپنی قوم کو کہ ابدالی کہلاتی تھی درانی لقب دیا اور اپنا نام احمد شاہ درانی رکھا اور وہ جو تین چار ہزار آدمی اوسکے ساتھ تھے
اونمین سے شاہ ولی خان بامزئی کو اپنا وزیر کرکے خطاب اشرف الوزرا کا دیا اور سردار جہان خان کو خانخانان و سپہ سالار اور شاہ پسند خان کو امیر لشکر بنایا
اور اسی طرح سے ہر شخص کو بقدر اوسکی لیاقت کے خدمت سپرد کی اور وہان سے کوچ بکوچ نواح ہرات مین پونہچا اور ہرات کے
شہر اور قلعہ کو چھوڑکر نادر آباد قندھار مین وارد ہوا اور سبب عدم تعرض کا ہرات سے یہ تھا کہ اوسکو اپنے ہمراہیون پر اعتماد نتھا
اور یہ نہین جانتا تھا کہ ان مین سے کون مجھسے موافق ہی اور کون مخالف اتفاقاً تقی خان آختہ بیگی سرداران نادری سے اور نواب
ناصر خان حاکم کابل و پشاور اپنے ملک کا حاصل لیکر نادر شاہ کے واسطے لیے جاتے تھے جب قندھار مین پونہچے
تو واسطے رفع ماندگی راہ کے چند روز وہان مقام کیا اس اثنا مین احمد شاہ بھی وارد قندھار ہوا التقی خان نے بموجب حکم احمد شاہ
کے خبر قتل نادر شاہ کی اور خوشخبری سلطنت احمد شاہ کی تمام اہل شہر کو پونہچائی چنانچہ تمام خزانہ اور مال ہمراہی ناصر خان کا احمد شاہ
کے قبضے مین آیا اور ناصر خان وغیرہ چند روز نظر بند رہے بعد از چندے بقول بعضے بھاگ گئے اور بقول بعض بموجب حکم
احمد شاہ کے رہائی پاکر پشاور مین پونہچے اور وہان کچھ اپنی فوج جمع کرکے فتنہ و فساد برپا کیا احمد شاہ نے قندھار مین
جلوس شاہانہ کرکے ہر ایک کو اپنے امیرون اور رفیقون سے مرتبہ اور منصب بلند عطا کرکے خلعت فاخرہ اور جیغے اور گوشوارے
مرصع عنایت فرمائے اور اپنے نام کا سکہ جاری کیا سکہ پر یہ شعر تھا ؎ حکم شد از قادر بیچون باحمد بادشاہ + سکہ زن بر سیم و زر
از موج ماہی تا بماہ + اور اپنی مہر مین یہ عبارت کھدائی (الحکم للہ یا فتاح احمد شاہ دُرانی) اور طاوس کی صورت اپنی مہر مین کھدائی
تھی اور صورت انگوٹھی کی مستدیر او مستطیل یعنی گول کچھ لانبی صراحی نما بنائی گئی تھی ایک شخص رفقای ناصر خان سے نقل کرتا ہی
کہ مین ایک روز ہمراہ ناصر خان بمقام قندھار دربار احمد شاہ درانی مین گیا کیا دیکھتا ہون کہ احمد شاہ تخت پر بیٹھا ہی اور ایک درویش سر و پا
برہنہ تمام جسم خاک آلودہ اوسکے پاس لیٹا ہی ہر وقت اپنے ہاتھ سے احمد شاہ کے کان اور ناک پکڑکر کہتا ہی کہ ای افغان
تو نے دیکھا کہ مینے تجھے بادشاہ کردیا اور احمد شاہ کمال نیاز سے اپنا سر جھکائے اوس سے کچھ باتین کرتا ہی مین نے وہان کے
لوگون سے حال اور نام اوس درویش کا پوچھا وہ بولے کہ نام اس درویش کا صابر شاہ ہی اور یہی درویش بعد چند روز کے
لاہور مین آیا اور مجذوبون کیطرح ہر گلی اور کوچے مین پھرتا تھا اور بآواز بلند کہتا تھا کہ مین نشان اور علم احمد شاہ درانی کے
یہان کھڑے کرون گا غرض کہ اوسی زمانے مین شہنواز خان بن خان بہادر زکریا خان صوبہ دار لاہور نے بسبب جہالت
اور نادانی کے اوس درویش کو قتل کرایا احمد شاہ درانی بعد قتل صابر شاہ کے اوسکے عزیز و اقربا کے ساتھ بہت سلوک اور
احسان اور عزت اور توقیر اونکی کرتا تھا شہنواز خان چند روز مین سرگردان اور پریشان ہوکر مرگیا اور درویش بیگناہ کے خون ناحق

کا نتیجہ پایا احمد شاہ بعد از بندوبست قندھار اور اطاعت جملہ قوم درانیہ کے بقصد تنبیہ و تادیب ناصر خان اور تسخیر ملک کے روانہ کابل و پشاور ہوا جب لشکر احمد شاہی غزنین مین پونہچا وہان کا حاکم کہ نادر شاہ کیطرف سے تھا بجنگ پیش آیا مگر شکست فاش کھائی شاہ نے حکومت غزنی کی ایک شخص کو معتمدان خاص سے سپرد کی اور خود متوجہ کابل ہوا وہان کا حاکم ناصر خان کا مقرر کیا ہوا تھا طاقت مقابلے کی نہ دیکھکر پشاور بھاگ گیا اور احمد شاہ باشان و شوکت داخل کابل ہوا اور وہان کا انتظام کرکے پشاور کیطرف متوجہ ہوا ہنوز لشکر شاہی راہ مین تھا کہ ناصر خان مستعد جنگ ہوکر پہلے عبد الصمد خان محمد زئی سے کہ عمدہ زمینداران پشاور اور رئیس ملک دوآبہ عشق نگر کہ جانب شمال سولہ کوس کے فاصلے پر پشاور سے ہے آکر لڑا عبد الصمد خان کو جب معلوم ہوا کہ احمد شاہ پشاور کو آئے ہین اپنے ملک سے بھاگ کر لشکر شاہی کیطرف روانہ ہوا ناصر خان نے بہت سے آدمی کہ عبد الصمد خان کے پیچھے رہگئے تھے اونکو قتل کیا اور پشاور کو پھر گیا عبد الصمد خان قریب جلال آباد کے پہونچکر سردار جہان خان خانخانان سے کہ سپہ سالار لشکر شاہی تھا ملکر اوسکے ساتھ روانہ پشاور ہوا ناصر خان آمد فوج قاہرہ شاہی سے پشاور سے بھاگ کر دریای سندہ اوترکر ملک چھچھ ہزارا مین پونہچا اور احمد شاہ بافتح و فیروزی داخل پشاور ہوا سرداران ملک اور تمام پٹھان نواح پشاور کے حاضر ہوے اور سبنے اطاعت اور فرمانبرداری قبول کی احمد شاہ نے واسطے تنبیہ ناصر خان کے سردار جہان خان سپہ سالار فوج کو ساتھ سپاہ جرار کے چھچھ ہزارا کی طرف روانہ کیا جب سپہ سالار نے دریای سندہ سے عبور کیا ناصر خان وہان سے بھاگ کر لاہور مین آیا اور تمام مال و اسباب اوسکا سپہ سالار کے ہاتھہ لگا پھر سپہ سالار پشاور مین آکر داخل لشکر شاہی ہوا احمد شاہ بسبب بعض امور ضروری کے پشاور سے قندہار مین جاکر انتظام بعض ممالک خراسان مین مشغول ہوا

بیان توجہ کرنا احمد شاہ درانی کا طرف ہندوستان کے

جب احمد شاہ نے انتظام ملک قندہار اور کابل اور پشاور اور بعضے ملک خراسان سے فراغت حاصل کی تب قصد تسخیر ہندوستان مصمم کرکے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین قریب بارہ ہزار سوار کے دریاے سندہ اور دریاے جہلم اور چناب کہ یہ بڑے دریاے پنجاب ہین عبور کرکے وارد لاہور ہوا شاہنواز خان بیٹا خان بہادر ذکریا خان اور بھانجا قمر الدین خان وزیر دہلی کا صوبہ دار لاہور کا تھا اوسنے عرضی بہیجکے لشکر شاہ درانی کی لاہور مین محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کو لکھکر درخواست مدد کی ہنوز فوج شاہجہان آباد سے اوسکی مدد کو روانہ نہوئی تھی کہ شاہ درانی نواح لاہور مین وارد ہوا شاہنواز خان فوج درانی کی ہیبت سے شاہجہان آباد کو چلا گیا اور مال و اسباب و آلات حرب قسم توپ اور جزائر اور زنبورک و بان وغیرہ کہ لاہور مین چھوڑ گیا تھا وہ سب شاہ درانی کے ہاتھہ لگے اور جمنو اور رامو وغیرہ راجہای کوہستانی نے اپنے وکیل شاہ درانی کے حضور مین بھیجکر اطاعت اور فرمانبرداری قبول کی اور زمیندار اور رئیسان پنجاب بھی سب مطیع شاہ درانی ہوگئے جب محمد شاہ بادشاہ ہندوستان نے یہ خبر سنی تو اپنے شاہزادہ عالیجاہ احمد شاہ کو مع نواب قمر الدین خان وزیر الممالک اور نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ اور بہت سے امراے عظیم الشان کہ قریب ڈھائی سو کے تھے بہت فوج اور توپخانہ دیکر لاہور کو روانہ کیا اور کیسری سنگہ راجہ جیپور کہ سب ہندوستان کے راجون کا سردار تھا اور زمیندار اطراف سرہند کے اور سب جاٹ اور زمیندار پٹیالہ وغیرہ بھی اپنی سپاہ لیکر شاہزادے کے پاس حاضر ہوے اور عبد اللہ خان اور فیض اللہ خان علی محمد خان روہیلے کے لڑکے کہ شاہجہان آباد مین نظربند تھے وہ بھی ہمراہ رکاب شاہزادہ ہوے اور جب فوج ہندوستان کی نواح سرہند مین پونہچی علی محمد خان روہیلا کہ بادشاہ ہندوستان کی طرف سے حاکم سرہند تھا بخوف شاہ درانی

سے آیا جون سے عبور کر کے سہارن پور کی راہ سے اپنے وطن کو چلا گیا نواب قمرالدین خان وزیر تمام مال و اسباب اپنا بحفاظت عبداللہ خان اور فیض اللہ خان پسران روہیلہ مذکور کے چھوڑ کر آپ جریدہ مع فوج متوجہ ماچھیواڑہ کا ہوا شاہ درانی نے یہ خبر سنکر سرہند میں پہونچکر تمام مال و اسباب اور قلعہ پر قبضہ کر لیا علی محمد خان کے دونون لڑکونکو بھی اپنے ساتھ لیکر لشکر اپنا سرہند میں چھوڑ کر سردار عبداللہ خان اردو باشی کو سندہ کا حاکم کر کے بارادہ مقابلہ لشکر ہندوستان روانہ ہوا نواب قمرالدین خان یہ خبر سنکے سراسیمہ سرہند کیطرف چلا دونون لشکرون کا مقابلہ قصبہ مالوپور کہ سرہند سے چھ کوس ہے واقع ہوا چند روز لڑائی رہی کیسری سنگہ مذکور ہمراہ ہزار زرد پوش اپنے ساتھ لیکر فوج دُرانی سے مقابل ہوا آخر کو تاب شمشیر دُرانی نلا کر بھاگا اور اپنے وطن جیپور میں دم لیا اور اوسکو بڑی زرد روئی حاصل ہوئی اس سبب سے کہ قوم راجپوت کا قاعدہ ہے کہ جب زرد لباس پہنکر دشمن کا مقابلہ کرتے ہین پھر میدان سے نہین بھاگتے ہین الغرض سولہ روز تک قمرالدین خان اور شاہ دُرانی سے لڑائی رہی ایک روز صبح سے شام تک مقابلہ رہا اور ہزارون آدمی طرفین سے کام آئے دوسرے روز اتفاقاً ایک گولہ توپ خانہ درانی سے نواب قمرالدین خان کے خیمے مین پونہچا اور نواب کا کام تمام کیا یہ واقعہ بھی عجائب قدرت الٰہی سے سمجھا چاہیے کہ گولہ کئی ہزار خیمے چھوڑ کر اوسیکے خیمے مین جا پڑے الحاصل معین الملک میر منو بیٹا وزیر کا اپنے باپ کی لاش پر گریہ وزاری کرنے لگا تب احمد خان پنجہزاری منصبدار شاہی کہ مرد دلیر اور صاحب تدبیر تھا اوسنے پسر وزیر کو تسلی دیکر کہا کہ یہ وقت گریہ وزاری کا نہین ہے مردون کی طرح ہمت کر کے غنیم سے لڑو اور اوسکو شکست دو تب معین الملک نے خبر فوت وزیر کو چھپا کر سب سرداران فوج کو جمع کر کے فوج دُرانی کا مقابلہ کیا اور بڑی لڑائی واقع ہوئی درانیون نے کئی چھکڑے بان کے جو ضبطی صوبہ دار لاہور مین پائے تھے اور طریقہ اونکے چھوڑنے کا معلوم نہ تھا مونہہ بانون کا اپنی فوج کیطرف کر کے سب مین آگ لگا دی اوس آگ سے تمام لشکر دُرانی پریشان ہو گیا اون لوگون نے کبھی بان نہ دیکھا تھا اسی سبب سے اپنی زبان مین کہتے تھے کہ (این بلا ایست از ہندوستان آمدہ تباہ کو شاہ کو میگوید و شاہ مارا میجوید) القصہ تمام فوج دُرانی بان کے صدمے سے منتشر ہو گئی احمد شاہ دُرانی دُرانیون کی حماقت دیکھکر اپنے غلامون کو ساتھ لیکر روانہ ولایت ہوا اور عبداللہ خان اردو باشی سرہند کی فوج دُرانی کو جمع کر کے لاہور مین پونہچا اور لشکر ہندوستان سے کوئی تدبیر بن نہ پڑی کہ شاہ درانی کے لشکر پر دست انداز ہوون مگر میر منو معین الملک فوج درانی کا پیچھا کر کے لاہور مین پونہچا پھر احمد شاہ شاہزادہ مع اپنی سب فوج کے دارالخلافت شاہجہان آباد کو پھرا اثنائے راہ مین خبر ملی کہ محمد شاہ بادشاہ نے رحلت کی پہلے سب سے یہ خبر نواب صفدر جنگ کو پونہچی تھی اوسنے شاہزادے کے پاس جا کر کلمات تعزیت کہکر نذر گذرانی اور عرض کیا کہ تخت سلطنت حضرت کو مبارک ہو شاہزادے نے نواب موصوف کو عہدۂ وزارت عنایت کیا پہلے یہ شخص میر آتش توپخانہ بادشاہی صوبہ دار ملک اودہ واقع بلاد شرقیہ کا تھا بعدہ میر منو کو صوبہ دار لاہور اور ملتان کا مقرر کیا میر منو معین الملک نے لاہور مین ٹھہر کر تمام ملک پنجاب پر قبضہ کر کے وہان کا انتظام بخوبی کیا اور احمد شاہ درانی مع اپنے تمام مال و اسباب کے داخل قندھار ہوے اور جو فوج اونکی کہ سرہند مین رہگئی تھی وہ بھی قندھار مین بخیریت پہونچی

بیان قصد احمد شاہ درانی کا دوسری بار بارادۂ تسخیر ہندوستان اور پھر جانا پنجاب سے

جب یہ خبر قندھار مین شاہ دُرانی کو معلوم ہوئی کہ نواب قمرالدین خان وزیر گولے کی ضرب سے مارا گیا اور محمد شاہ بادشاہ ہندوستان نے اپنی موت سے قضا کی بہت افسوس کیا کہ اگر یہ خبر مجکو ہندوستان مین معلوم ہوتی تو مین ہرگز قندھار کو نہ آتا اور وہان کی سلطنت پر قبضہ کرتا بہرحال پھر احمد شاہ درانی نے اسباب اور سامان لڑائی کا مہیا کر کے قصد ہندوستان کا کیا

اور نواح لاہور مین پہونچا میر منو معین الملک صوبہ دار لاہور سامان جنگ کا طیار کر کے لڑائی کا آمادہ ہوا اور گورہ مل کھتری اپنے دیوان کو بہت سی فوج دیکر طرف شاہ درہ کے کہ دو کوس لاہور سے اوس پار دریای راوی کے واقع ہے رخصت کیا دیوان مذکور جنگ اخیر مین مارا گیا اور فوج معین الملک کی بھاگ کر داخل لاہور ہوئی یہ حال دیکھکر معین الملک نے پھر قصد لڑائی کا شاہ درانی سے نکیا اور بوسیلہ شاہ ولی خان وزیر کے تین چار آدمی اپنے رفیقون سے ساتھ لیکر احمد شاہ درانی کے پاس حاضر ہوا شاہ نے از روے ظرافت کے معین الملک سے پوچھا کہ اگر مین تیرے ہاتھ آتا تو میرے ساتھ تو کیا معاملہ کرتا اوسنے کہا کہ مین آپ کا سر کاٹکر اپنے بادشاہ کے پاس بھیجدیتا پھر بادشاہ نے کہا کہ اب تو میرے اختیار مین ہے مین تیرے ساتھ کیا معاملہ کرون اوسنے عرض کیا کہ اگر آپ رحیم المزاج ہین تو مجھے بخش دیجیے اور اگر آپ ظالم اور بیرحم ہین تو قتل کیجیے بادشاہ کو یہ راست گوئی اوسکی بہت پسند آئی اور اوسکے حال پر مہربان ہوکر فرزند خان بہادر رستم ہند خطاب دیا اور خلعت فاخرہ اور کئی گھوڑے خاص اور شمشیر مرصع عنایت فرمائی اور چند سپاہی اوسکے ہمراہ کر کے حکم کیا کہ کوئی شخص ہماری فوج کا لاہور مین نجاوے اور وہانکے رہنے والون پر کوئی کسی طرح کا ظلم نکرے معین الملک نے نذرانہ لائق حضور بادشاہ کے داخل خزانہ کیا اور بادشاہ کی طرف سے سند جدید صوبہ داری کی حاصل کر کے بدستور لاہور مین حاکم رہا اور اسی سفر مین صوبہ ملتان کا بھی انتظام واقع ہوا پھر احمد شاہ ملک پنجاب سے پھر کر داخل قندہار ہوے اور یہ دونون صوبہ یعنی لاہور اور ملتان داخل ممالک محروسہ درانیہ ہوگئے احمد شاہ نے قندہار مین جاکر شہر نادر آباد کو ویران کر کے ایک نیا شہر جسکا نام اشرف البلاد احمد شاہی رکھا آباد کیا چنانچہ اب تک یہی شہر قندہار مین آباد ہے اور ہرات کہ خراسان کے سب شہرون مین عمدہ اور بہتر ہے وہ بھی احمد شاہ درانی کے قبضے مین آیا اور مشہد مقدس کو مع متعلقات شاہرخ میرزا نادر شاہ کے پوتے کے حوالے کیا بعد چند سال مراجعت احمد شاہ سے طرف قندہار کے معین الملک نے مرض ہیضہ مین مبتلا ہوکر لاہور مین رحلت کی اور مغلانی بیگم زوجہ معین الملک نے سب ملک اور فوج پر قبضہ کیا بھکاری خان ولد روشن الدولہ طرہ باز خان مرحوم کو کہ مختار اور مدار المہام سرکار معین الملک کا تھا اس تہمت سے کہ اسنے میرے شوہر کو زہر دیکر مارا ہے قتل کیا اور تمام مالی اور ملکی کا انتظام کرنے لگی اسی عرصے مین آدینہ بیگ خان ملک دوآبہ سے وارد لاہور ہوا مغلانی بیگم نے اوس سے متوہم ہوکر دو دستہ فوج شاہی بذریعہ سردار جہان خان خانخانان بہادر قندہار سے طلب کیے ان وجہون سے ریاست اور صوبہ داری لاہور مین خلل اور فتور واقع ہوا +

بیان توجہ احمد شاہ درانی کا تیسرے مرتبہ طرف ہندوستان کے اور شاہجہان آباد مین داخل ہونا

جب خبر مرنے معین الملک میر منو کی اور برہم ہونا انتظام لاہور اور ملک پنجاب کا احمد شاہ درانی نے سنا تو بہت سا لشکر لیکر قندہار سے لاہور مین وارد ہوا مغلانی بیگم زوجہ معین الملک بذریعہ سردار جہان خان شاہ موصوف کے پاس آکر اونکے لشکر مین شامل ہوے اور شاہ ممدوح کوچ بکوچ سرہند کی راہ بلا مزاحمت اور بے تکلف نواح شاہجہان آباد مین آپہونچے نواب نجیب الدولہ بہادر شاہجہان آباد سے نکلکر قریب کرنال کے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عماد الملک غازی الدین خان وزیر نے مع عالمگیر ثانی بادشاہ ہندوستان کے شاہ کے استقبال کو جاکر قصبہ نریلہ کہ دس کوس شاہجہان آباد سے طرف سرہند کے ہے وہان بادشاہ سے ملاقات کی بادشاہ

ممدوح کمال اخلاق اور التفات سے پیش آیا چنانچہ عالمگیر ثانی اور شاہ موصوف متفق دارالخلافت شاہجہان آباد مین داخل ہوے تب احمد شاہ درانی نے بوسطہ سردار جہان خان کے انتظام الدولہ خانخانان پسر قمرالدین خان وزیر سے چالیس پچاس لاکھ روپیہ طلب کیا اور فرمایا کہ اگر اس قدر روپیہ مجکو دے تو مین عہدۂ وزارت اور مدارالمہامی ہندوستان کا اوسکو عنایت کرون انتظام الدولہ مذکور نے باوجود طلب مکرر بسبب خست اور بخل کے دینا روپیہ کا قبول نکیا تب سردار ممدوح کہ واسطہ اور مربی انتظام الدولہ کا تھا اوسکے انکار سے ناخوش اور ناراض ہوا اور محرم خان خواجہ سرا سے فرمایا کہ اس شخص کا مال و اسباب تلاش کرکے خزانہ شاہی مین داخل کرا اور اوسکے سب مکانات کھدوا ڈال چنانچہ بعد از تفحص اور کھدوانے مکانات انتظام الدولہ کے ایک مکان مین دو کرور روپیہ کی اشرفیان ایک حوض مین نکلین اور قریب ایک کرور روپیہ سکے اور اسباب مثل جواہرات اور ظروف طلائی و نقرئی بھی ہاتہ آیا یہ سب خزانہ شاہی مین داخل ہوا بعد اوسکے بصلاح عالمگیر ثانی چوکی پہرہ سب امیرون اور تاجرون کے دروازے پر بٹھایا گیا کہ ان سب سے روپیہ تحصیل کرکے داخل خزانہ شاہی کرین مغلانی بیگم زوجہ میر منو کہ سب امراے شاہجہان آباد کے حال سے بخوبی واقف تھی اوسنے ہر شخص کا حال سردار جہان خان سے مفصل بیان کیا اور سب اہل دولت کا گھر لٹوایا خصوصًا قمرالدین خان کا مال و اسباب جزو و کل ضبط کرایا اور شولاپوری بیگم زوجہ قمرالدین خان مرحوم خوش دامن اپنی کو قید کراکے کمال جبر و تکلیف سے روپیہ اور جواہرات وغیرہ حاصل کیا الغرض بہت کچھہ مال و اسباب ارباب دولت شاہجہان آباد کا اوس عورت نے شاہ درانی کو دلوایا اور تمام فوج درانیہ دولت و زر سے مالامال ہوگئی قریب چالیس روز کے شاہ درانی نے شاہجہان آباد مین قیام کیا اور حضرت بیگم صاحبہ دختر محمد شاہ کو جو بطن صاحبہ محل سے تھی بصلاح عالمگیر ثانی اپنے عقد مین لایا اور عالمگیر ثانی کی دختر کا عقد تیمور شاہ اپنے فرزند کے ساتھہ کرکے رابطہ قرابت و یگانگی کا خاندان تیموریہ سے استوار کیا اسی ضمن مین حکم قتل شہر متھرا کا سردار جہان خان کو دیا گیا سردار مذکور نے متھرا مین جاکر تمام بت وہان کے بتخانون کے توڑ والے اور سیکڑون ہندون کو قتل کیا عمادالملک غازی الدین خان شاہ درانی کے خوف سے شہر بشہر بھاگا پھرتا تھا اس عرصے مین سردار جہان خان حسب الحکم متھرا سے تنہا حاضر بارگاہ شاہی ہوا پھر شاہ ولی خان وزیر کو حکم ہوا کہ تمام مال و اسباب متھرا والون کا ضبط کرے کہتے ہین کہ پہلے عمادالملک شاہجہان آباد سے بھاگ کے بھرت پور مین مختفی ہوا جب متھرا مین لوٹ مار شروع ہوئی اور فوج قاہرہ قریب بھرت پور اور اکبر آباد تک پہونچ گئی تب عمادالملک بھرت پور سے بھاگ کر فرخ آباد مین پونہچا شاہ ولی خان متھرا کی ضبطی کرکے شاہجہان آباد مین آیا الحاصل شاہ درانی نے کسی امیر اور رئیس کے گھر مین ایک تنکا نچھوڑا اور سب کا مال و اسباب لوٹ لیا پھر عالمگیر ثانی کو بدستور سلطنت دہلی پر برقرار رکھکے انتظام الدولہ پسر قمرالدین خان کو وزیر عالمگیر ثانی کا مقرر کیا اور نواب نجیب الدولہ کو امیرالامرا بناکر بادشاہ کی خدمت مین چھوڑا اور آپ مع قبائل بہت سا مال و اسباب لیکر بکمال حشمت و جاہ روانہ ولایت ہوا اثناے راہ مین عبدالصمد خان محمدزئی کو حکومت سرہند کی اور سرفراز خان افغان کو سرداری دوآبہ کی عنایت کی اور خود دارالسلطنت لاہور مین پہونچکر تیمور شاہ اپنے لڑکے کو حاکم لاہور کرکے سردار جہان خان سپہ سالار کو اوسکا نائب مقرر کرکے حکم دیا کہ جس قدر شریف لوگ لاہور اور ملک پنجاب کے بہم پونہچین اونکو نوکر رکھو اور بلند خان صدوزئی ملتانی کو صوبہ داری کشمیر کی بخشی اور امرتسر مین پہونچکر سیکڑون سکھون کا قتل کیا اور ہزارون مکان گرواکر روانہ قندھار ہوا +

بیان واقع ہونا خلل و فتور کا ملک پنجاب اور تمام ہندوستان مین

جب پنجاب کے لوگون اور امیرون نے دیکھا کہ شاہ درانی ولایت کو گیا تب ادینہ بیگ خان کہ مرد صاحب تدبیر اور اہل جرات

تھا اور سب سردار اوس نواح کے اوسکو مانتے تھے وہ شاہ دُرّانی کے خوف سے کوہستان شمالی مین جا چھپا تھا اور منتظر فرصت
وقت تھا اب وہ موقع دیکھکر فوج اور توپخانہ اور سامان لڑائی کا بہم پونہچا کر تیمور شاہ اور سردار جہان خان کے مقابلے کو آیا اور
طرفین مین خوب جنگ و جدل واقع ہوئی جب سردار جہان خان نے بسبب قلت فوج اور بے اعتمادی نوکران جدید ہندوستان کے
فوج حریف پر غالب ہونا ممکن ندیکھا تب مجبور ہوکر تیمور شاہ کو ساتھ لیکر لاہور سے نکلکر چہار محال امین آباد مین جاکر مورچہ بناکر منتظر پہونچنے
فوج کا تہا کہ ادینہ بیگ خان داخل لاہور ہوا اور خواجہ مرزا جان کو اپنی طرف سے صوبہ دار لاہور کا مقرر کرکے آپ سرفراز خان کے زیر
زبر کرنے کو کہ شاہ درانی نے اوسکو حکومت دوابہ کی عنایت کی تھی روانہ ہوا اور بہت سے سکھ اپنے ساتھ لیے غرضکہ سرفراز خان نے
قریب جالندھر کے ادینہ بیگ خان سے شکست فاحش کھائی پھر ادینہ بیگ خان بعد بندوبست دوابہ کے روانہ سرہند ہوا
اور دار الخلافت شاہجہان آباد مین یہ فساد برپا ہوا کہ عماد الملک نے شاہ درانی کا قندھار چلے جانا غنیمت سمجھکر بڑے بڑے
سرداران دکن قوم مرہٹہ کو مثل کنھوا اور صوبہ دار ملہار و جھنکوراو و دتا پٹیل کہ سپہ سالار اور چچا جھنکوراو کا تھا طلب کیا اور سورج مل
جاٹ کو کہ بسبب ضعف سلطنت ہندوستان کے بہت سے ملک ہند پر قبضہ کرکے فرعون با سامان ہوگیا تھا متفق کرکے برفاقت
عماد الملک مع نواب مذکور اول نجیب الدولہ پر دہلی مین پونہچا اور مستعد جنگ ہوا نجیب الدولہ فوج غنیم سے قلعہ بند ہوکر آمادہ جنگ ہوا اور
عماد الملک نے مع سرداران مرہٹہ شہر کا محاصرہ کرکے توپ بندوق سے لڑنا شروع کیا اور مرہٹون نے رسد بند کردی اور عماد الملک
نے نجیب الدولہ کو پیغام دیا کہ مجکو تمسے کچھہ کام نہین تمکو چاہیے کہ دہلی کو چھوڑکے اپنے ملک کو چلے جاؤ کوئی تمسے مزاحم نہوگا
نجیب الدولہ مجبور ہوکر سہارن پور کو روانہ ہوا عماد الملک مع سرداران مرہٹہ داخل شہر ہوا اس عرصے مین ادینہ بیگ خان بھی سرہند مین
پونہچا اور عماد الملک سے وعدہ تنخواہ کا کرکے مرہٹہ کی فوج اپنی مدد کے واسطے مانگی کچھہ سرداران دکن بھی فوج کثیر کے ساتھ داخل نواح
سرہند ہوے عبد الصمد خان محمدزئی کہ احمد شاہ درانی کی طرف سے حاکم سرہند اور یہ شخص بڑا جری اور دلیر تھا اور دیوانہ مشہور تھا
اپنی قلت فوج اور کثرت مخالف کا خیال نکرکے آمادہ جنگ ہوا اوسوقت ادینہ بیگ خان نے بھی سرہند مین پہونچکر اور مرہٹون
سے شریک ہوکر عبد الصمد خان کو شکست دیکر گرفتار کیا مرہٹون نے سرہند اور اوسکے گرد و پیش کے شہرون کو خوب لوٹا اور
پھر تمام فوج کو ہمراہ لیکر متوجہ لاہور ہوے و بعد بندوبست کے مقام چار محال پر کہ جہان شہزادہ تیمور اور سردار جہان خان مقیم تھے
اونپر حملہ کیا شہزادے اور سردار نے ہر چند جرأت رستمانہ کی مگر فتحیاب نہوے ناچار اس خیال سے کہ ہمارے پاس فوج قلیل ہے
اور نئے نوکرون کا کچھہ اعتماد نہین ہے ایسا نہو کہ کہین شہزادہ گرفتار ہو جاے نصف شب کو اپنے آدمی ولایت کے ہمراہ لیکر
شبخون کا بہانہ کرکے ولایت کو راہی ہوا اور دریاے سندہ اوترکے پشاور مین پونہچا جب یہ حال غنیم کو معلوم ہوا تب لشکر شاہی
اور سپاہ ہندوستانی پر حملہ کرکے بہت سے آدمیون کو قتل کیا سکھون نے مسلمانون کو پکڑکے امرت سر کا تالاب کہ احمد شاہ درانی
نے اوسکو خاک اور کوڑے سے بھروا دیا تھا بجبر و ستم صاف کرایا اور مسلمانون کو بہت ایذا دی اور اکثر کو قتل بھی کیا ادینہ بیگ خان
اور مرہٹون نے دریاے اٹک پر پہونچکر دتا پٹیل کو ساتھ فوج سنگین کے گھاٹ پر مقرر کیا اس نظر سے کہ فوج ولایت کی اوترنے
نپاوے اور ملک پنجاب اور ہندوستان پھر اونکے قبضے مین نہ آئے باقی سردار اور مرہٹہ مع خان مذکور سرہند مین پونہچے اور وہان
پہونچکر حکومت سرہند کی صدیق بیگ خان کو دیکر ادینہ بیگ خان دوابہ کو پھر گیا اور سرداران مرہٹون نے ہندوستان مین
آکر برفاقت عماد الملک نواب نجیب الدولہ کو مقام سکرتال مین محاصرہ کیا اور فتنہ و فساد عظیم اطراف ممالک ہندوستان
مین برپا ہوا +

آنا احمد شاہ درانی کا چوتھی بار طرف ہندوستان کے با فوج کثیر واسطے تنبیہ و تادیب سرکشان شریر کے

جب شاہ درانی نے سنا کہ سردار جہان خان مع شہزادہ تیمور لاہور سے بھاگ گئے اور مرہٹہ فوج کثیر سے دارالخلافت دہلی میں آئے اور نجیب الدولہ کو مرہٹوں نے محاصرہ کیا ہے یہ خبر عرائض نجیب الدولہ سے معلوم کرکے شاہ کو بڑا ملال و تاسف ہوا اور نہایت جلد لشکر جرار لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوا جب مرہٹوں نے خبر آنے شاہ درانی کی سنی تو سب خوف کھاکر دریاے اٹک اور پنجاب کو چھوڑکر مع سرداروں اپنے کے روانہ شاہجہان آباد ہوئے اتفاقاً اوسی عرصے مین ادینہ بیگ خان نے وفات کی عماد الملک اور مرہٹہ ایک مدت دراز تک نواب نجیب الدولہ سے لڑا کیے اور باوجود کثرت فوج کے مرہٹہ نجیب الدولہ پر غلبہ نہ پاسکے تھے یہان تک کہ عماد الملک نے نواب شجاع الدولہ کو لکھا کہ آپ بھی آکر ہمارے شریک ہوجیے تو ہم اور آپ متفق ہوکر اس پٹھان کو یہان سے نکال دین اور اس سلطنت کا انتظام کرین اور نجیب الدولہ نے بھی نواب موصوف کو لکھا کہ بیٹے احمد شاہ درانی کو ولایت سے بلایا ہے مناسب یہ ہے کہ آپ اس وقت مین ہماری مدد کرین اور جب شاہ درانی یہان تشریف لائین تو اون سے ملاقات کیجیے کہ یہ بات ہمارے اور تمہارے حق مین بہت بہتر ہے نواب شجاع الدولہ مرد صاحب عقل و شعور تھا اور جانتا تھا کہ عماد الملک غازی الدین خان آدمی بدطینت اور مفسد ہے چنانچہ ایکبار جنگباز خان اور بہت سی فوج ہندوستان کی واسطے برہمی ریاست نواب موصوف کے لایا تھا مگر نواب نے دانشمندی کی راہ سے نواب سعداللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ سے کہ آپس مین پگڑی بدلی تھی اور جیغہ اخوت باندھا تھا اور دوسرے سرداران روہیلہ مثل حافظ رحمت خان اور دوندی خان حقیقی چچازاد حافظ ممدوح اور سردار خان بخشی اور فتح خان خانساماں ان سب کو اپنے ساتھ متفق کرکے شر و فساد عماد الملک سے اپنی ریاست کو محفوظ رکھا تھا اسی سبب سے عماد الملک کے قول پر اعتبار نہ کیا اور نجیب الدولہ کی موافقت کو عین اشتداد جنگ مین حسن سمجھا چنانچہ سکرتال مین پہونچا نجیب الدولہ کا شریک ہوا تب نجیب الدولہ نواب موصوف کی مدد اور اعانت سے مرہٹوں کو ہزیمت دیکر گنگا پار اوترے جب شریک ہونا شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کے ساتھ اور وارد ہونا احمد شاہ درانی کا لاہور تک عماد الملک اور مرہٹوں نے سنا تو سب شاہجہان آباد مین چلے آئے اور بہت جلد عزیزالدین محمد اور عالمگیر ثانی بادشاہ ہند اور انتظام الدولہ پسر قمرالدین خان وزیر کو اس عداوت سے کہ یہ دونوں شخص احمد شاہ درانی سے ملے ہوئے ہین اور میری برائیان شاہ موصوف کو لکھا کرتے ہین دغا و فریب سے قتل کرایا اور جنکو راو مرہٹہ ایک فوج جرار سب لشکر سے انتخاب کرکے سہارن پور سے شاہ درانی کے مقابلے کو روانہ ہوا اور اسباب اپنا دہلی مین بھیجدیا جب مرہٹہ مذکور دریاے جمن سے عبور کرکے متصل کنج پورہ کے پونہچا وہان دتا پٹیل مرہٹہ سے [illegible] ہوکر آتا تھا ملاقات ہوئی کہتے ہین کہ اس مرہٹہ نے بھی اپنا اسباب ساتھ صدیق بیگ خان صوبہ دار سرہند رفیق اپنے کے روانہ شاہجہان آباد کیا تھا الحاصل نواب شجاع الدولہ بہادر سکرتال سے اپنے صوبہ اودہ مین پھر آئے اور شاہ درانی نے مرہٹوں کا مقابلہ کیا جب مرہٹوں نے اپنے مین طاقت لڑنے کی فوج ولایت کے ساتھ نہ دیکھی تو سب شاہجہان آباد مین چلے آئے اور احمد شاہ درانی مع اپنے لشکر کے سہارنپور کو روانہ ہوئے نجیب الدولہ نے سکرتال سے استقبال کرکے ملاقات کی شاہ درانی نے خلعت اور گھوڑا تازی عنایت فرمایا بعد چند روز کے سب پٹھان ملک کٹھیر کے مثل حافظ رحمت خان بہادر مع اپنے فرزند عنایت خان اور دوندی خان وغیرہ شاہ درانی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بحکم شاہ یہ سب لوگ شاہجہان آباد

کو روانہ ہوے وہان مرہٹون نے شہر سے باہر جمنا کے کنارے پر سنگر اور مورچال باندھا تھا جب یہ پٹھان وہان پونہچے تو باہم دو ہا
لڑائی شروع ہوئی چونکہ یہ روہیلے پیادہ تھے اور مرہٹہ لوگ سوار اس سبب سے روہیلے اونکے مقابلے سے عاجز آگئے مگر مال غیرت در
حمیت سے میدان نہین چھوڑا جب یہ حال شاہ درانی کو معلوم ہوا تو شاہ نے اونکی مدد کے لیے فوج بھیجی اور اونکو زنبورک مارنے کا
حکم کیا فوج نے اونٹون کا قلعہ بناکر زنبورک مارنا شروع کیا اور دوسری طرف سے دستۂ غلامان صف شکن فوج شاہی کے جمنا سے اوتر کے
اور مرہٹون کے اوپر حملہ کیا آخر کو بعد شلک بندوق نوبت تلوار کی آئی اور دتا پٹیل اس لڑائی مین مارا گیا پٹھانون نے اوسکا سر کاٹکے
شاہ درانی کے پاس بھیجدیا اور جھنکو راوکہ سردار عمدہ مرہٹون کا تھا وہ زخمی ہوا اور ہزارون مرہٹے زخمی اور قتل ہوے اور فوج
شاہی فتحیاب ہوئی تب عماد الملک اور سب مرہٹے عاجز آکر دھلی سے بھاگ کر کمہیر مین سورج مل جاٹ کے پاس پونہچے اور احمد شاہ درانی داخل
شاہجہان آباد ہوے فوج درانی نے دہلی والون پر دست درازی شروع کی اور لوٹ پر مستعد ہوے چنانچہ تین روز تک یہ آفت شہر مین
رہی اہل شہر کا اسباب اور حرمت درانیون کے ہاتھ سے بہت کم محفوظ رہی آخر کو چوتھے روز شاہ درانی کے حکم سے تمام فوج شہر کے
باہر جا ٹھہری الحاصل بعد قتل ہونے عالمگیر ثانی کے بصلاح نواب نجیب الدولہ بہادر کے اکبر ثانی فرزند ارشد جلال الدین شاہ عالم ثانی
معروف عالی گوہر بن عالمگیر ثانی کو کہ بسبب فتنہ انگیزی عماد الملک غازی الدین خان کے اس ملک سے صوبہ بہار اور بنگالہ کی طرف چلا گیا
غازی الدین خان نے ولیعہد اور نائب قرار دیکر تخت پر بٹھایا اور سکہ اور خطبہ بنام عالی گوہر شاہ عالم کے جاری کیا جب شاہزادہ موصوف نے شاہ درانی
سے ملاقات کی شاہ نے بہت شفقت اور عنایت شہزادہ ولیعہد کے حال پر فرمائی اور عمدہ راجہ ہندوستان کے مثل راجہ جے پور اور مارواڑ
وغیرہ خبر وارد ہونے شاہ درانی کی شاہجہان آباد مین سنکر نذرین اور وکیل بھیجکر مطیع فرمان ہوے پھر فوج درانی متوجہ تسخیر ملک جاٹ ہوکر کمہیر
مین کہ اس شہر کا نام غابت گڑہ تھا اور سورجمل جاٹ نے اسکا نام آرام گڈہ رکھا تھا پونہچی اور سولہ روز کی محنت مین اس شہر کو قبضے مین لاسکے وہان
بھی بہت سا مال و اسباب سورج مل جاٹ کا سرکار شاہی مین داخل ہوا حافظ رحمت خان حسب التماس عماد الملک اور سورج مل جاٹ کے
شاہ درانی کی خدمت مین حاضر ہوے کہ جرم ان سب کا معاف کرائے اس اثنا مین موسم برسات آپونہچا شاہ درانی نے مع سرداران
افاغنہ کٹھیر کے انوپ شہر مین لشکر کی چھاونی کی اسی مقام مین نواب شجاع الدولہ اور نواب احمد خان بنگش باون ہزاری فرخ آباد سے
ملاقات شاہ درانی کے واسطے وارد ہوے بعد ملاقات کے نواب شجاع الدولہ نے خطاب فرزند خانی پایا

بیان آنے لشکر مرہٹہ کا بقصد جنگ ساتھ احمد شاہ درانی کے اور بھاؤ کا سپہ سالار ہوکر مع اور سرداران مرہٹہ کے آنا

جب موسم برسات گذر گیا تب فوج دکن کی نہایت کثیر اور بے شمار کل سازو سامان لڑائی کا کرکے احمد شاہ درانی کے مقابلے کے
لیے نواح شاہجہان آباد مین پونہچی اس فوج مین بڑے بڑے سردار نامی تھے خصوصاً افسر سرداران نامور جنوب رویا اور سپہ سالار
قوم مرہٹہ کا بھاؤ نام اور وسواس راو بیٹا باجی راو کا کہ سردار کل قوم مرہٹہ کا تھا اور جھنکو راو اور صوبدار ملہار راو اور شمشیر بہادر بیٹا
باجی راو مذکور کا کہ ماں اوسکی اور خود بھی مسلمان تھا اسواسطے کہ ہندوؤن مین رسم ہے کہ جو لڑکا مسلمان عورت کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے وہ
مسلمان رہتا ہے اور ابراہیم خان گاردی کہ اوسکے ساتھ فوج سوار اور بارہ پلٹن کہ ہر پلٹن مین ہزار سپاہی بندوق چقماق کی رکھتے
تھے اور لڑائی اونکی بطور اہل فرنگ کے تھی اور یہ ابراہیم خان ایک مرد جری اور شجاع کہ تمام دکھن اور قوم مرہٹہ مین جرات او بہادری
اسکی مشہور تھی اور سوا ان کے اور سرداران مرہٹہ بھی مثل سیندھیا وغیرہ اور پندرہ سو توپ کہ گولہ انداز اونکے اکثر انگریز تھے اوہ

بارہ ہزار راوت اور کئی ہزار پٹے باز کہ فن پٹہ بازی مین نہایت کامل اور مشاق تھے خلاصہ یہ کہ شمار سوارا ور پیادون کا حد حساب سے
خارج تھا جب یہ سب لشکر قریب دار الخلافت شاہجہان آباد کے پونہچا تب عماد الملک اور سورج مل جاٹ نے قلعۂ دہلی کا محاصرہ کیا اور
چاہا کہ اسپر قبضہ کرلین اوس وقت مین نواب محسن الملک یعقوب علی خان کہ قلعہ دار تھا وہ قلعہ کی حفاظت کر کے لڑنے مین مشغول ہوا اور
یہ یعقوب علی خان جنید ہشت سے شاہجہان پور مین کہ دہلی سے جانب مشرق قریب ڈیڑہ سو کوس کے ہوگا سکونت رکھتا تھا اور قبل اسکے
واسطے سوال وجواب کے حافظ الملک رحمت خان بہادر کیطرف سے شاہ ولیخان وزیر احمد شاہ درانی کے پاس آیا تھا اب اس عرصے
مین وزیر موصوف نے بنظر ہمقومی کے کہ دونون بامی زئی تھے اوسکو بادشاہ درانی کے پاس لیجاکر قلعہ دار شاہجہان آباد کا کرادیا پھر
جب مرہٹون نے یعقوب علی خان اور قلعہ نشینان پر محاصرہ سے کام تنگ کیا تب خان مذکور نے حال اپنی تکلیف اور سختی کا اور کثرت
فوج مخالف کی شاہ درانی اور شاہ ولی خان وزیر کو لکھی تب حسب ارشاد شاہ درانی بنظر مصلحت وقت کے قلعہ دکھنیون کے حوالے کیا
اس ضمن مین عماد الملک اور سورج مل جاٹ کہ وجہ اسکی معلوم نہین ہی دہلی سے کوچ کر کے بھرت پور اور کمہیر کی طرف گئے اور سرداران
مرہٹہ نے شاہجہان آباد کا بندوبست کر کے ایک شخص کو قلعہ دار وہان کا مقرر کیا بھاؤ مرہٹہ کمال نخوت اور غرور سے اکثر اپنی زبان پر لاتا تھا
کہ بعد فتح اور قتل شاہ درانی اور سب پٹھانون کے وسواس راو کو بادشاہ ہندوستان کرونگا اور یہ ٹرابت کہ ہمارے ساتھ ہی جامع مسجد
مین رکھکے عبادت خانہ ہندوٗن کا مقرر کرونگا اور بجاے آواز اذان کے ناقوس بجایا کرے گا بہرحال حق تعالے نے اون سب کو ایسا
نیست و نابود کیا کہ کسیکا نام ونشان باقی نرہا بعد اسکے کل سرداردکن مع فوج کنج پورہ مین حملہ کر کے اور خوب لڑکے اوس قلعہ کو اپنے
قبضے مین لائے عبد الصمد خان محمد زئی اور میان قطب شاہ وغیرہ سرداران نامو سبب دغابازی نجابت خان جنیدار رئیس کنجپورہ کے انھون
نے وقت پہونچنے فوج مرہٹہ کے دروازہ قلعہ کا بند کرلیا تھا اور ان کو قلعے کے اندر راہ ندی اس سبب سے یہ لوگ بعض قید اور بعض
قتل ہوے آخر کو نجابت خان بھی بڑی ذلت وخواری سے مارا گیا جب خبر یورش مرہٹون کی کنجپورہ پر اور سختی اور تکلیف سرداران درانیہ
کی شاہ درانی کو پونہچی تب اونھون نے انوپ شہر سے مع نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان اور فیض اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ
کے واسطے تنبیہ اور سزا دینے قوم مرہٹہ کے کوچ کیا جب لشکر شاہی مقام باکپت مین پونہچا معلوم ہوا کہ سب سردار مرہٹون کے
ہاتھہ سے قتل ہوے اس سبب سے بادشاہ کو بڑا ملال اور رنج ہوا چاہا کہ بہت جلد جمنا اوترکے مرہٹون کو خراب کرے مگر بسبب قرب ایام
بارش کے دریا بہت بڑھا ہوا تھا اور بہم پہونچنا کشتیون کا سر دست ممکن نہوا تب شاہ درانی دریا کے کنارے پر کھڑے ہوے
اور ایک تیر ترکش سے نکالا اور کچھہ آیتین قرآن مجید کی پڑھکر تیر پر دم کر کے دریا مین ڈال دیا پھر چار ہزار سوار غلام کہ قریب شاہ کے
کھڑے تھے اونکو حکم کیا کہ بسم اللہ کہکے گھوڑے دریا مین ڈالکر اوتر جاؤ اور اوس کنارے پر پہونچکر کھڑے رہو کہ فوج حریف کی بیشمار
پچیس کوس کے حلقے مین پڑی ہی چنانچہ سواران غلام نے حسب ارشاد گھوڑے دریا مین ڈالدیے اور بے تکلف عبور کر گئے کہتے ہین
کہ پانی دریا کا گھوڑون کے زین دخوگیر تک تھا پھر حکم کیا کہ ہر سوار ایک پیادے کو مع کچھہ اسباب کے اپنے پیچھے بٹھا کر اور بھاری
اسباب ہاتھیون پر رکھکر اوتر جائین چنانچہ سب پیادون کو سوارون نے اپنے پیچھے بٹھا کر دریا سے پار کردیا بلکہ مردم ہندوستانی
بھی اسی طرح باقبال احمد شاہ درانی بسم اللہ کی برکت سے دریا سے گذر گئے

بیان آغاز جنگ فوج درانی اور مرہٹون کا

جب تمام فوج اور لشکر احمد شاہ درانی کا اللہ کی قدرت سے دریا سے عبور کر گیا شاہ درانی نے حکم دیا کہ دو ایک روز لشکر کوچ نیادہ

نہ کیا کرے چند کوس چلکر ٹھہر جایا کرین تاکہ سب کے ہوش وحواس درست ہو جاوین الغرض جب لشکر شاہی قریب سرائے سنبھالکہ پونہچا خبر آئی کہ پچیس ہزار سوار مرہٹہ سرائے مذکور اور اوسکی نواح مین برسم پیش جنگی ٹہیرے ہین شاہ نے گھوڑے سے اوترکر اور زین پوش پر بیٹھکر ترتیب فوج کا حکم دیا شاہ پسند خان کہ جوان نہایت خوشرو اور زبردست تھا ہاتھ باندھے ہوے شاہ کے آگے کھڑا تھا شاہ نے اوس سے فرمایا کہ اے شاہ پسند خان آج ان مرہٹون کی تنبیہ وتادیب تیرے ذمے ہی خان مذکور آداب بجالایا اور اپنے سوارون کے ساتھ کہ قریب چار ہزار کے ہون گے روانہ ہوا اور مرہٹون سے جاکر مقابلہ کیا اور خوب لڑائی واقع ہوئی آخرکو مرہٹے تاب نہ لاکر بھاگ اوٹھے شاہ پسند خان نے کئی سر مرہٹون کے کٹواکر شاہ کے حضور مین گذرانے شاہ نے اس فتح کو شگون نیک خیال کیا اور خان مذکور کی بہت تحسین وآفرین کی خان مذکور نے عرض کیا کہ قبلۂ عالم آج مجکو اس قوم کا طریقہ جنگ بخوبی معلوم ہوا اب انشاء اللہ تعالے بفضل الہی اور آپ کے اقبال سے مین ان سب کو قتل کرونگا جب اس ہزیمت کی خبر بھاؤ وغیرہ سرداران دکھنی کو پونہچی وہ لوگ کنج پورہ سے کوچ کرکے درمیان کرنال اور پانی پت کے کہ دہلی سے چالیس کوس جانب مغرب ہی پونہچے درانیون نے بموجب حکم شاہ کے گرد پیش لشکر مرہٹون کے زدوکوب شروع کی تب اونھون نے گرد اپنے لشکر کے ایک گہری خندق کھود کے سنگر بنایا اور اونچے اونچے دمدمے بناکر اوسکے اوپر توپین لگائین شاہ درانی مصلحتاً چند کنج پچھان کی طرف چلے گئے اور کچھ اسباب ناقص جیسے پورانے پھٹے خیمے اور گھوڑے اور بیل دُبلے اپنی فرودگاہ لشکر مین چھوڑ گئے ہندوستانی اور دکھنی آدمی کہتے تھے کہ شاہ درانی اسی طرح آہستہ آہستہ اپنی ولایت کو بھاگ جاویگا جب یہ خبر مرہٹون کو پونہچی کہ بادشاہ بہت سے گھوڑے اور اسباب اپنا فرودگاہ لشکر مین چھوڑ گیا ہی اون لوگون نے ازراہ طمع کے وہان آکر گھوڑے اور بیل اور اسباب جو کچھ پایا سب لیکر خوش خوش روانہ ہوے سردار جہان خان بہادر سپہ سالار بموجب حکم کے ایک جنگل مین قریب اوس مکان کے مع فوج گھات لگائے ہوے بیٹھا تھا یکایک اس گروہ پر گرکے سب کو قتل کیا اور جتنے آدمی کہ اسباب لوٹنے آئے تھے اون مین سے ایک بھی جیتا نہ بچا اتفاقاً نواب شجاع الدولہ بہادر کہین اوس راہ سے گذرے سپہ سالار کو دیکھکر سلام علیک کرکے ایکدم بہم وہان بیٹھ گئے اور کٹے ہوے سرون کا شمار کیا قریب بیس ہزار سرون کے شمار مین آئے سردار جہان خان نے وہ سب سر حضور شاہ مین گذرانے اسیطرح سے ہر لڑائی مین دو تین ہزار مرہٹے قتل ہوتے تھے اس درمیان مین جو سردار ہندوستانی کہ شریک لشکر شاہ تھے اونکو خبر پونہچی کہ گوبند پنڈت نامی ایک سردار بموجب حکم بھاؤ وغیرہ سرداران مرہٹہ کے شاہجہان آباد سے واسطے لوٹنے ملک اور مال اور قبائل پٹھانون اور نواب شجاع الدولہ کے چالیس پچاس ہزار فوج لیکر روانہ ہوا ہی یہ لوگ اس حال کے دریافت ہونے سے کمال مضطر ہوے اور حضور شاہ مین عرض کیا شاہ نے ازراہ بندہ نوازی واسطے حفظ ملک اور ننگ وناموس سرداران مذکور کے حاجی عطائی خان اور حاجی کریم داد خان درانی کو کہ اوسی عرصے مین برسم یلغار قندھار سے پونہچے تھے ارشاد کیا کہ تم اسی وقت اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر جاؤ اور گوبند پنڈت کا سر کل اسیوقت میرے پاس حاضر کرو جس وقت شاہ نے یہ حکم دیا تھا ایک پہر دن بلکہ کچھ کم باقی تھا دونون سردارون نے چھ جاسوس اور پانسو سوار رسالہ نواب عنایت خان ولد حافظ الملک سے رہبری کے واسطے ہمراہ لیے اور مع تین چار ہزار سوار ہمراہی اپنے بطور یلغار روانہ ہوے اور بعد عبور دریاے جمن کے نماز صبح کے وقت اون لوگون پر پہونچکر قتل کرنا شروع کیا اور پنڈت مذکور کا سر اور اٹھارہ ہزار اور سر اوسکے ہمراہیون کے کاٹ کے دوسرے روز تیسرے پہر کو نذر شاہ مین گذرانے اس سبب سے تسلی سب سرداروں کی ہوئی کہ اونکی حرمت اور آبرو اون موذیون کے ہاتھ سے محفوظ رہی پھر لشکر بھاؤ اور سپاہ ولایت مین لڑائی شروع ہوئی ہر شخص لشکر ہندوستان اور ولایت سے جو ہمراہ شاہ تھے اپنے مورچون مین نہایت ہوشیار اور مستعد رہتے تھے ایک دن رات کے وقت بہت سا خزانہ دہلی سے بھاؤ کے لشکر کو جاتا تھا یکایک گذر مرہٹون کا کہ خزانے کے ہمراہ تھے بسبب ناواقف ہونے راہ اور تاریکی شب کے لشکر شاہی کے

پٹھانون کے مورچے پر ہوا مرہٹون نے اپنا لشکر جان کے زبان دکھنی مین پوچھا کہ کون مرہٹہ اس لشکر کا سردار ہی پٹھانون نے جب زبان مرہٹی سنی اونکو اونکے قتل پر مستعد ہوگئے اس شور و غوغا مین درانی بھی جمع ہو کر پٹھانون کے شریک ہوئے الغرض جتنے مرہٹے کہ خزانے کے ساتھ تھے سب قتل ہوگئے اور کل خزانہ سپاہ شاہ کے ہاتھ آیا ایک دن رات کے وقت فتح خان کاردی بھائی ابراہیم خان کاردی کا فوج اور توپخانہ لیکر شب خون مارنے کے ارادے سے لشکر شاہ پر آیا اور گذر اوسکا ہندوستانی پٹھانون کے مورچے پر پڑا لشکر کے آدمی خبردار ہو کر اوس سے لڑے قریب تیس نشان اور چند ضرب توپ اوسکے لشکر شاہی کے ہاتھ لگی اور وہ بھاگ کر نادم اور پشیمان اپنے لشکر مین پہونچا ایک دن کا ذکر ہی کہ پٹھان لوگ ہمراہی نواب عنایت خان اور نجیب الدولہ نے مرہٹون کے سنگر مین داخل ہو کر لڑائی شروع کی اور بہت سے مرہٹون کو قتل کر کے اونکی بازار سے گذرے اور توپخانے مین جا کر توپون پر بیٹھ کے دف بجانا اور بلہجہ افغانی گانا شروع کیا یکایک قریب چالیس پچاس ہزار سوار مرہٹہ کے گھات سے نکل کے سب پٹھانون کو اپنے سنگر مین محاصرہ کر کے پتھر اور تیر مارنا شروع کیا اوس روز ہر چند کہ پٹھان خوب لڑے مگر بسبب کثرت فوج غنیم کے کچھ بن نہ پڑی بہت سے قتل ہوئے چنانچہ قریب چھ ہزار روہیلے ملازم نواب نجیب الدولہ اوس روز کام آئے فقط پانسو پیادے زخم تلوار کے کھائے ہوئے اور خون ٹپکتا ہوا دف بجاتے ہوئے اور ناچتے ہوئے اونکے سنگر سے نکلے نواب شجاع الدولہ کہ اونکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے کے قریب تھا ان لوگون کا حال دیکھکر متعجب ہوا اور انکی جرات اور بہادری پر آفرین کہی حافظ الملک بسبب بیماری سرسام کے آپ اس لڑائی مین حاضر نتھا مگر نواب عنایت خان بن دوندے خان حافظ الملک کے چچا کا بیٹا اپنی فوج ہمراہی کے ساتھ ہمرکاب شاہ رہکر کارہائے نمایان کرتا تھا اکثر ہندوستانی سردارون سے ان لڑائیون مین اچھے اچھے کام ظہور مین آئے اور یہ لوگ میدانون مین ثابت قدم رہے کہتے ہین کہ احمد شاہ درانی باوجود فوج قلیل کے مرہٹون سے اکثر اونپر غالب آیا اور فتحیاب ہوا اور ہزارون مرہٹے اور بہت سے اونکے سردار قتل کیئے ہر چند کہ اونکی فوج اور توپخانہ حد سے زیادہ تھا

بیان قتل ہونے بھاؤ کا اور شکست دکھنیون کی

جب پانچ مہینے برابر فوج احمد شاہی اور مرہٹون سے لڑائی رہی فوج شاہی نے رسد غلے کی اور دانہ گھاس سب طرف سے مرہٹون پر بند کر دیا اس سبب سے مرہٹون کے لشکر مین اس قدر قحط غلہ وغیرہ کا ہوا کہ جانورون کی ہڈیان پیسکر کھاتے تھے اور اونکے گھوڑے مارے بھوک کے محض بیکار ہوگئے نہ دانہ میسر تھا نہ گھاس اس سختی سے بہت ہلاک بھی ہوگئے تب مرہٹے تنگ آکر میدان مین آئے اور خوب دل توڑ کے لڑے چنانچہ ایک روز نواب عنایت خان سردار شاہی اپنے ہمراہیون کو لیکر مرہٹون کے مقابلے مین آیا اور خوب لڑا آخرکار بسبب کثرت فوج مرہٹون کے اونکے لشکر مین گھر گیا شاہ نے حاجی عطائے خان کو اوسکی مدد کے لیے بھیجا جب حاجی مذکور نے مرہٹون کی فوج پر حملہ کیا حسب اتفاق حاجی کے ایک گولی لگی اور اوسی وقت جان دی تب شاہ نے بعد قتل حاجی کے ایک دستہ غلامون ہزار سوار کا بسرگردگی وسرداری منیک باشی کے لشکر مرہٹہ پر بھیجا ہنوز وہ دستہ نظر شاہ سے غائب نہوا تھا کہ دوسرا دستہ بھی بھیجا یہ دستہ بھی پیش نظر تھا کہ تیسرا دستہ ہزار سوار کا روانہ کیا اسیطرح سے کئی دستہ متواتر ایک بعد دوسرے کے روانہ کیے پہلا دستہ لسواس راو وغیرہ سرداران مرہٹہ فیل سوار کیطرف کہ قریب تین سو ہاتھی کے تھے گیا اور اوس لشکر کے قریب پہونچکر بندوقون کے فلک سر کر کے چکر کھایا پھر دوسرا دستہ بھی پہونچا اوسنے بھی اسیطرح گولیان مار کر گردش کھائی پھر تیسرے دستے نے بھی پہونچکر اوسی طرح گولیونکی باڑ ماری تب سب لشکر مرہٹون کا درہم و برہم ہوگیا اور بھاؤ اور لسواس راو اور بہت سردار گولیون کے زخم سے مارے گئے اور ہاتھی

گولیون کے زخم اور بندوقون کی آواز سے سب بھاگ گئے اور اپنے لشکر کی طرف پھر کے سب لشکر کو پامال کردیا پھر سب دستہ ہای شاہی نے تلوارین کھینچکر مرہٹون کو قتل کرنا شروع کیا سب مرہٹے دست و پاچہ ہوکر باوجود کمال جمعیت کے بھاگ اوٹھے اور شکست فاش کھائی الغرض اس لڑائی مین اس قدر مرہٹون کی خونریزی ہوئی کہ کبھی کسی نے نہ دیکھی تھی ہزہنی مقتولونکی لاشین چالیس پچاس کوس کے گردمین پڑی تھین کہتے ہین کہ کوئی سردار مرہٹون کا اوس لڑائی مین زندہ نرہا مگر ملہار راو ہلکر کہ اوسکا مورچہ نواب شجاع الدولہ اور نواب نجیب الدولہ کے مورچے کے مقابلے مین تھا وہ البتہ اپنے سب ہمراہیون کو لیکر نکل گیا اور اپنی جان بچالی اور مہاجی سیندھیہ چچا دولت راو سیندھیہ کا کہ مشہور بہ پٹیل تھا اور بعد اوسکے اوسنے ہندوستان مین اقتدار عظیم حاصل کیا تھا وہ بھی زخمی ہوکر بھاگا ایک سوار نے لشکر شاہی سے ساٹھ کوس تک اوسکا پیچھا کرکے بندوق کی گولی اوسکے پانون مین مارکر گھوڑے سے گرادیا اور اوسکے گھوڑے کا ساز و یراق لیکر اپنے لشکر مین پھر آیا اسی سبب سے مہاجی سیندھیہ بے مدد دوسرے آدمی کے چل نہین سکتا تھا اور ایک پانون اوسکا بالکل بیکار ہوگیا تھا اور شمشیر بہادر بھی اپنی گردن پر زخم کاری کھاکر بھرت پور یا کمبیر کیطرف بھاگ گیا ہرچند کہ سورج مل جاٹ نے شمشیر بہادر کے زخم کا علاج کرایا مگر وہ زخم اچھا نہوا آخر کو مرگیا **نقل** ہے کہ لڑائی مین ولایتی لوگ ہرطرف مرہٹون کا تعاقب کرتے تھے یک قزلباش کسی مرہٹے کے قریب جاپونہچا وہ گھوڑی پر سوار تھا اوس مرہٹے نے اپنی گھوڑی کو اوڑایا اور ایک چھت مکان سونی پت پر پونہچا یا وہان سے چاہا کہ گھوڑی کو کود اکر دوسری طرف اوترجائے کہ دونون اگلے پانون منڈیر پر اولجھ گئے اور بعضے کہتے ہین کہ لوہے کی سیخ گھوڑی کے پیٹ مین لگ کر پار ہوگئی پس وہ گھوڑی اوسی دم بیجان ہوگئی اور وہ مرہٹہ بھی گرکے مرگیا سمجھنا چاہیے کہ مرہٹے لوگ گھوڑیون کی سواری اکثر پسند کرتے ہین اور اونکی گھوڑیان بہت تیز رو اور چالاک سو سو کوس کے دھاوے کی ہوتی ہین لوگون نے مدت تک اوس گھوڑی کی لاش وہان لٹکی ہوئی دیکھی ابراہیم خان کاردی بھی گرفتار ہوکر احمد شاہ درانی کے سامنے آیا شاہ نے اوسکے قتل کا حکم دیا نواب شجاع الدولہ نے ہرچند اوسکی شفاعت کی مگر شاہ نے قبول نکی اور اوسکو قتل کرایا سبب یہ تھا کہ شاہ نے کئی بار اوسکو پیغام بھیجا تھا کہ ہماری رفاقت قبول کر اور مرہٹون کا ساتھ چھوڑ دے مگر اوسنے نمانا تھا الحاصل اس لڑائی مین بہت سا مال و اسباب مرہٹون کا شاہ درانی کے ہاتھ لگا فتح کے نقارے بجے اور ہر ایک کو سرداران لشکر سے بقدر اونکی لیاقت اور جانفشانی کے خلعت عنایت ہوے شاہ نے از راہ کمال شفقت عنایت خان پسر عم حافظ الملک رحمت خان کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ فتح تجکو مبارک ہو اور رحمت خدا کی تجھپر اور تیرے باپ پر ہو بعد اوسکے سب سرداران ہندوستان کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اب ملک ہندوستان کا دہلی سے بنگالہ تک اور تمام دکن دشمنان دین سے پاک ہوگیا اب تم بھی بآسایش تمام عملداری کرکے میرے حق مین دعا کرو اور شجاع الدولہ کو کہ تمھاری قوم مین نہین ہے اوسکو مین اپنے ساتھ لیے جاتا ہون وہان پہونچکر ایک بڑا ملک اوسکو عنایت کرونگا سب سردار خاموش ہوگئے مگر حافظ الملک نے عرض کیا کہ ہم مین اور نواب شجاع الدولہ مین کچھہ مغائرت نہین ہے اور وہ ہمیشہ معین و مددگار رہتے ہین اور یہ بات صحیح ہے کہ حضور اونکو اپنے ہمراہ لیجاکر بہت سرفراز فرماینگے مگر ہندوستان کے آدمی سب یہی کہینگے کہ آخر کو ان پٹھانون نے ایک سردار ولایتی جو باقی رہا تھا اوسکو بھی ہندوستان سے نکالدیا اس سبب سے انکا جانا یہان سے مناسب نہین ہے کہ ہم لوگونکی بڑی بدنامی کی بات ہے تب شاہ نے فرمایا کہ ہمکو فرزند خان بہادر سے عداوت نہین ہے ہمنے تمھاری بہتری کے واسطے یہ بات تجویز کی تھی خیر اگر تم قبول نہین کرتے ہو تم جانو مگر یاد رکھو کہ ایک ذرا اسکا نتیجہ بد پاؤگے الحاصل شاہ درانی سب سردارونکو اونکی حیثیت کے موافق امتیاز دیکر متوجہ ولایت ہوے اور صوبہ داری سرہند کی زین خان مہمند کو عطا فرمائی اور خود کچ کوچ داخل قندہار ہوے

بیان توجہ احمد شاہ درانی کا پانچوین مرتبہ واسطے مدد باشندگان قصبہ جنڈیالہ واقع پنجاب کے

کہتے ہین کہ ایک رات احمد شاہ درانی خواب راحت مین تھے کہ یکایک نصف شب کو جاگ کر باہر آئے اور کسیکو خبر نکی اور گھوڑے پر سوار ہوکر تین سو سوار غلامان خاص کہ بطور چوکی کے در دولت پر حاضر رہتے تھے اونکو ساتھ لیکر ہندوستان کو روانہ ہوے وقت چلنے کے نقیبون کو ارشاد کیا کہ اشرف الوزرا شاہ ولی خان سے کہدینا کہ جہاد کرنے کو ہندوستان مین جاتا ہون تم سب فوج لیکر میرے پاس بہت جلد حاضر ہونا جب شاہ ولی خان وزیر نے یہ بات سنی اوسکو نہایت حیرت اور تعجب ہوا اور اپنے دل مین کہا کہ آیا کیا معاملہ شاہ کو خواب مین نظر آیا کہ فورًا بغیر کہے سنے اس بے سامانی کے ساتھ چلدیے چونکہ یہ وزیر نہایت ذی شعور اور صاحب تدبیر تھا اوسی وقت پچاس ساٹھ فرمان اس مضمون کے سرداران افواج کے نام جاری کیے کہ بادشاہ بارادۂ جہاد ہندوستان کو تشریف لے گئے ہین تمکو لازم ہے کہ اس فرمان کے دیکھتے ہی بہت جلد شاہ کے حضور مین حاضر ہو اور خود بھی اپنے ہمراہیون کو لیکر روانہ ہوا شاہ بطور یلغار کوچ بکوچ دریاے سندھ اور جہلم وغیرہ کو اوترکے نواح لاہور مین وارد ہوے اس وقت مین شاہ کے پاس دس بارہ سوار سے زیادہ جمعیت نہ تھی جب شاہ نے دریاے راوی سے عبور کیا ایک مسلمان وہان کا رہنے والا شاہ کو ملا شاہ نے پوچھا کہ سکھ لوگ کہان ہین اوسنے عرض کیا کہ سب سکھ پنجاب کے جمع ہوکر قریب ستر اسی ہزار آدمی کے قلعۂ جنڈالہ پر کہ امرتسر سے سات کوس کے فاصلے پر ہے گئے ہین اور اوس قلعہ کو گھیر لیا ہے اور اذان دینے کی ممانعت کی ہے مسلمان بیچارے اپنی جان سے تنگ آگئے ہین بادشاہ یہ سنتے ہی جنڈالہ کیطرف روانہ ہوے جب سکھون کو یہ خبر پونہچی کہ شاہ درانی آپونہچے سب سکھ محاصرے سے دست بردار ہوکر بھاگ اوٹھے نانک شاہی فقیرون نے جب دیکھا کہ سب سکھ قلعہ چھوڑکر بھاگ گئے حالانکہ ابھی شاہ درانی یہان تک نہین پونہچا ہے وہ سمجھے کہ شاید سکھون نے اہل اسلام کو فریب دیا ہے کہ محصور لوگ ہمکو غافل جانکر دروازہ قلعے کا کھولدین تب ہم دفعتًا قلعہ مین گھسکر سب کا کام تمام کرین آخر جاسوسون نے اہل قلعہ کو خبر دی کہ کچھ حال سکھون کا معلوم نہین ہوتا ہے کہ کہان گئے اور چارون طرف کئی کوس تک اونکا نام اور نشان نہین ہے مگر یہان سے دو کوس کے فاصلے پر ایک شخص قبلہ رو ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہے اور دو شخص بانات کی چادر کا سایہ اوسکے سر پر کیے ہوے کھڑے ہین اور وہ شخص جو بیٹھا ہے اوسکے سر پر چار جھنڈے ہین کہ ہوا سے اون جھنڈون کے پھل رہے ہین اور دس بارہ آدمی اور تھوڑی دور کمال ادب سے بندوقین اپنی ٹھوڑیون سے لگائے ہوے کھڑے ہین جب سردار جنڈالہ نے یہ حال سنا اوسنے معلوم کیا کہ یہ ضرور شاہ دین پناہ درانی ہے کہ ہماری مدد کے لیے تشریف لایا ہے اسواسطے کہ یہ علامتین اوسی بادشاہ اولوالعزم کی ہین پس سردار مذکور کچھ لوگ اپنی قوم کے مع نذر و نیاز بطور زمینداروں کے لیکر حاضر ہوا دیکھا کہ فی الحقیقت شاہ درانی تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور قریب دو سو سوار کے روبرو اوسکے پیادہ حاضر ہین تب سب آدمیون نے شاہ کو کورنش کرکے نذرین دین اور موافق دستور اپنی ولایت کے شاہ کے آس پاس پھرے اور عرض کیا کہ ایک ساعت قبل تشریف لانے حضور کے بیس ہزار سکھ قلعہ کا محاصرہ کیے تھے جب حضور کی خبر آمد سنی تو سب سراسیمہ ہوکر بھاگ گئے مگر یقین ہے کہ ابھی بہت دور نگئے ہونگے صلاح یہ ہے کہ لشکر شاہی قریب قلعے کے ٹھہرے شاہ نے فرمایا کہ ہم یہین ٹھہرینگے کچھ مقام خوف اور ہراس کا نہین ہے استنے مین اہل قلعہ کیا دیکھتے ہین کہ فوج شاہی بادستہ باستہ غلامان صف شکن برابر چلی آتی ہے پھر قریب شام شاہ ولیخان وزیر بھی داخل لشکر ہوا اور رات تک قریب تین ہزار آدمی کے جمع ہوگئے شاہ نے اپنا خیمہ وہین کھڑا کرایا اور صبح تک قریب چھ ہزار سوار کے جمعیت ہوگئی جاسوس واسطے خبر لانے سکھون کے مقرر ہوے شاہ ولی خان وزیر نے موقع دیکھکر عرض کیا کہ تشریف لانا حضرت کا ایسی جلدی اور اوس بے سامانی کے ساتھ ملک دشمن مین مصلحت سے خالی نہوگا مین امیدوار ہون کہ اس راز سے فدوی کو آگاہ فرمایئے کہ میرا خلجان طبیعت رفع ہو شاہ نے فرمایا قریب نصف شب کے خواب مین مجھکو زیارت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت محبوب سبحانی کی نصیب ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے احمد ہمنے تجکو برگزیدہ کیا ہے

جلد اوٹھہ اور پنجاب کو روانہ ہو کہ سکھون نے چنڈالہ کے مسلمانون کو نہایت تنگ اور عاجز کیا ہے پس مینے جب حکم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا پھر مجکو یہ پسند نہ آیا کہ مین اس حکم کی تعمیل مین ذرا سا بھی توقف کرون اور فوج ولشکر کے جمع کرنے مین عرصہ ہوتا اسلیے محض فضل خدا پر تکیہ کرکے تعمیل حکم حضرت رسالت پناہ صلعم اوس وقت جریدہ روانہ ہوا اور تمکو وہ حکم کہلا بھیجا القصہ شاہ نے دو تین روز قصبہ چنڈالہ مین مقام کیا اسی عرصے مین جاسوس خبر لائے کہ سب سکھہ یہان سے بھاگ کے موضع کوپ مین جا کر ٹھہرے ہین اور زین خان مہمند صوبہ دار سرہند اور بھیکن خان مالیری اور دوسرے سردارون اوس نواح مثل مرتضی خان بڑیچ وقاسم خان وغیرہ کو محاصرہ کرکے تنگ کر رکھا ہے اور لشکر اہل اسلام کا بہت کم ہے شاہ نے یہ حال سنکر جلد تر دو شخص زین خان کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ ہرگز مضطر ہونا مین انشاء اللہ تعالی کل تیری مدد کو پہونچتا ہون اور دلجمعی کے ساتھہ سکھون سے لڑ اگر قلت فوج کا خیال کرکے تامل کرے گا تو مجرم ہوگا زین خان بمجرد دریافت اس حکم کے صبحکو اپنے ہمراہیون کو ساتھہ لیکر میدان مین موجود ہوا اور سکھون سے لڑنا شروع کیا سرداران سکھون نے بھی قریب بیس ہزار سوار کے زین خان کے مقابلے کو بھیجے اور جنگ ہونے لگی عین لڑائی مین زین خان کو اپنی پشت پر گرد سوارون کی نظر آئی ڈرا اور گمان کیا کہ شاید سکھون نے ارادہ کیا ہے کہ دوسری طرف سے پہونچکر زین خان کو مغلوب کرلین یہ سمجھکر ایک شتر سوار کو اس بات کی تحقیق کے لیے بھیجا کہ پھر کر جلد خبر لائے وہ شتر سوار آیا اور اوسنے خبر دی کہ لشکر شاہی کے سوار آتے ہین یہ بات سنکر زین خان کو اطمینان ہوا اتنے مین کئی نقیب پہونچے اور اونھون نے آکر زین خان سے کہا کہ شاہ نے فرمایا ہے کہ زین خان سے کہدو کہ اپنے سب لوگون سے کہے کہ اپنے سر پر خواہ کسی درخت کے پتے یا سبز گھاس رکھہ لین اس واسطے کہ ہماری فوج توم او زبک ہے ہمنے حکم کیا ہے کہ جسکے بدن مین لباس ہندی دیکھو اوسکو بے محابا قتل کرو اور تمھارے آدمیون کی ہمنے یہ علامت اون سے کہدی ہے کہ دہوکے مین آکر تمھارے آدمیون کو بھی نہ قتل کر ڈالین پس جس شخص کے سر پر پتا کسی درخت کا یا سبز گھاس ہوگی اوسکو تمھاری فوج کا آدمی سمجھکر چھوڑ دینگے چنانچہ سب ہمراہیان زین خان نے اس بات پر عمل کیا کہ درخت کے پتے یا سبز گھاس اپنے سر و پیر رکھہ لی ذرا دیر نہ گذری تھی کہ فوج شاہی نے پہونچکر سکھون کو قتل کرنا شروع کیا اگرچہ سکھہ لوگ قریب اسّی ہزار کے تھے مگر تاب مقابلے کی فوج شاہی سے نہ لائے اور شام تک بھاگ گئے فوج شاہی نے اونکا تعاقب کرکے قریب تیس ہزار کے سکھون کو قتل کیا اور اونکا سر کاٹ کے شاہ کے حضور مین لائے شاہ بعد قلع و قمع سکھون کے چند روز وہان مقام کرکے بدستور وہ ملک زین خان کو دیکر خود روانہ قندھار ہوے

بیان توجہ فرمانا شاہ درانی کا چھٹی مرتبہ ہندوستان کو

جب پھر سکھون نے جمعیت کرکے اور جا و بادھر کے مسلمانون کو لوٹنا اور ایذا دینا شروع کیا شاہ درانی اس حال کو سنکر پھر قندھار سے اس طرف کو روانہ ہوے اور انبالے مین کہ دہلی سے سو کوس طرف لاہور کے ہے تشریف لائے اوسوقت مین سب پٹھان ہندوستان کے بطفیل شان وشوکت شاہ درانی بے خوف وخطر اوقات اپنے نہایت خوشی سے گذرانکر اچھی طرح سے حکمرانی کرتے تھے اب جو اونکو معلوم ہوا کہ شاہ درانی اس طرف آتے ہین تو اونکے آنے کو خلل انداز اپنے عیش و آرام کا سمجھکر نہایت عاجزی اور انکساری سے عرضیان لکھکر اپنے وکیلون کے ہاتھہ حضور شاہی مین بھیجین اور لطائف الحیل سے عذر حاضری کا بیان کیا مگر ان سب لوگون مین سے نواب نجیب الدولہ شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اب حضرت کے اقبال سے ہندوستان مین کسی طرح کا خلل اور کوئی غنیم ملک ہندوستان مین باقی نہین رہا اب حضور اپنی ولایت کو تشریف لیجاکر آسایش فرمائین شاہ نے حسب درخواست سرہند کی نواب مسطور کو عنایت کی اور موافق سفارش شاہ ولی خان وزیر کے حکومت پٹیالہ کی امر سنگہ کو کہ دست ... وہان حاکم تھا مرحمت کرکے خلعت اور

خطاب راجہ راجگان دیکر اوسکو ممتاز فرمایا چنانچہ اب تک پٹیالہ و سرہند مین اسی راجہ کی اولاد کا عمل ہے کہتے ہین کہ راجہ مذکور نے بنظر اظہار و خلوص عقیدت نسبت شاہ ولیخان وزیر کے کہ بامی زئی تھے اپنی مہر مین امر سنگہ بامی زئی کہدوایا تھا الحاصل شاہ درانی نے اپنی فراست اور دانائی سے دریافت کیا کہ مین تو اپنے اوپر تکلیف شاقہ اوٹھا کر مفسدان ہندوستان کی تنبیہ کے واسطے آیا کرتا ہون اور یہ پٹھان ہندوستان کے میری فوج کے آنے سے خوش نہین بلکہ ملول ہوتے ہین اسواسطے شاہ درانی نے اپنی ولایت کو معاودت فرمائی

بیان وفات احمد شاہ دُرّانی کا

جب احمد شاہ دُرانی ہندوستان سے قندھار کو تشریف لے گئے کئی برس عیش و کامرانی اور کمال راحت و آسایش سے بسر کی پھر تقدیر الٰہی سے اونکی ناک مین ناسور پڑگیا اور مزاج نے حد اعتدال سے تجاوز کیا ہر چند طبیب حاذق دوا و علاج مین بدل و جان توجہ کرتے تھے مگر کچھ فائدہ نہوتا تھا اور روز بروز ضعف و ناتوانی ترقی پر تھی تیمور شاہ شہزادہ کہ ہرات مین تھا جب اوسکو شاہ عالی رتبہ یعنی پدر بزرگوار کی علالت کی خبر پونہچی چاہا کہ واسطے عیادت کے حاضر ہو مگر چونکہ شاہ ولیخان وزیر کو شاہزادے سے کدورت اور کاوش تھی اوسنے شاہ سے کچھ ایسا کہدیا تھا کہ شاہ نے شہزادے کو آنے سے ممانعت لکھی اور کچھ لوگ تعین کیے کہ اگر شاہزادے نے ہرات سے قندھار کے آنے کا قصد کیا ہو اور روانہ ہو چکے ہون تو راہ سے پھر اونکو ہرات کیطرف پھیر لیجائین الحاصل شہزادہ مجبوری چار کوس قندھار سے ہرات کو لوٹ گیا اور شاہ نے ۲۳ سال ۲ مہینے چند روز سلطنت کرکے ۱۱۸۶ھ ہجری کو جہان فانی سے ملک جاودانی کو کوچ کیا اور لڑکے اونکے جو مشہور تھے اونکے یہ نام ہین تیمور شاہ سلیمان شاہ سکندر شاہ پرویز سوا تیمور شاہ کے اورون کو شاہ نے قید رکھا تھا جب بادشاہ نے وفات پائی شاہ ولی خان وزیر اور دوسرے امرائے سلطنت نے بموجب شریعت نبوی اور مذہب حنفی کے تجہیز و تکفین کرکے بمقام احمد شاہی قندھار مین دفن کیا اب تک دُرانی لوگ اور اولاد اس شاہ کی اوسکی قبر کا اسقدر پاس اور ادب کرتے ہین کہ اگر کوئی خونی واجب القتل اونکے مقبرے مین جاکر پناہ لیتا ہے تو اوسکو گرفتار نہین کرتے اور قصاص نہین لیتے آخرکار شاہ ولی خان وزیر نے سلیمان شاہ برادر علاتی تیمور شاہ کو کہ اس وزیر کا داماد تھا تخت سلطنت پر بٹھا کر سکہ اور خطبہ اوسکے نام کا جاری کیا جب خبر رحلت شاہ دُرانی کی شاہ تیمور کو پونہچی مع تمام امرا اور فوج ہمراہی کے برسم تعزیت و ماتم داری ہرات سے قندھار کو روانہ ہوے وزیر مذکور ڈیڑہ سو آدمی اپنے ساتھ لیکر بطور استقبال تیمور شاہ کے شہر سے روانہ ہوا اور غرض اوسکی اس جانے سے یہ تھی کہ شاہزادہ تیمور شاہ کو کچھ فریب دیکر اپنے ساتھ لاکر قید کرلے جب تیمور شاہ فراہ مین پونہچے شہزادے کو معلوم ہوا کہ وزیر ڈیڑہ سو آدمی لیکر میری ملاقات کو آیا ہے شہزادے کے ارکان دولت مثل قاضی فیض اللہ وغیرہ نے عرض کیا کہ ہمکو اس وزیر کے اوپر اعتماد نہین یہ شخص فریبی اور مکار ہے جب آپکے پاس آئیگا تو ایسی ایسی باتین کریگا کہ آپ فریفتہ ہوجائینگے اور جو بات کہ اوسکے دل مین ہے وہ خاطر خواہ ظہور مین آئیگی اس سے بہتر یہ ہے قبل اسکے کہ وہ آپ کے پاس آئے کام اوس نالائق کا تمام کیا جائے تیمور شاہ کو یہ صلاح اپنے خیرخواہون کی پسند آئی اس سبب سے کہ شہزادے کو بھی اوسکی طرف سے اطمینان نہ تھا پس انکو خان دُرانی بامی زئی کو کہ وزیر مذکور کے قریبون مین تھا شہزادے نے حکم دیا تو جاکر وزیر اور اوسکے دونون لڑکون کو قتل کر چنانچہ خان مذکور گیا اور سا اوسنے وزیر اور اوسکے لڑکو نکو قتل کیا اور دو بھائی وزیر کے کہ اوسکے ہمراہ تھے اسلام خان کے ہاتھ سے مارے گئے پھر شہزادے کے حکم سے پانچون لاشین اوس نہر کے کنارے پر کہ وزیر کی بنائی ہوئی تھی دفن کی گئین

بیان جلوس تیمور شاہ کا تخت سلطنت دُرانیہ پر

جلوس تیمور شاہ

جب شہزادہ تیمور شاہ نے وزیر کیطرف سے اطمینان حاصل کیا تو قندھار مین پہونچکر دولت خانہ شاہی مین نزول فرمایا سلیمان شاہ
کہ شاہ ولی خان وزیر نے اوسکو تخت پہ بٹھایا تھا وہ تیمور شاہ اپنے بڑے بھائی کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ سلطنت از روے
استحقاق کے آپکو پہونچتی ہے حضرت کو مبارک ہو مین بے تقصیر ہون غرضکہ تیمور شاہ نے بساعت سعید سریر شہریاری پر جلوس کیا
اور سلیمان شاہ کی بہت تسلی اور تشفی کی اور فرمایا کہ میری طرف سے ہر طرح خاطر جمع رکھو تیمور شاہ کا سکہ یہ تھا سکہ زد چرخ مے آرد
طلا و نقرہ از خورشید و ماہ + تا زند بر چہرہ نقش سکہ تیمور شاہ + اور تیمور شاہ کی انگوٹھی مین یہ لکھا تھا (علم شد از عنایات الہی در عالم
دولت تیمور شاہی) الحاصل جب تیمور شاہ نے لوازم جشن اور مراتب بزم سے فراغت کی تب سب امرا و اعیان سلطنت کو بقدر حال حیثیت
ہر شخص کے خلعت اور خطاب عنایت فرمائے اور مخالف اور سرکشون کو سزا قرار واقعی دی اور چند روز واسطے انتظام قندھار کے
قیام کیا بعد اسکے چونکہ سب درانیون کو بسبب قتل شاہ ولی خان وزیر اور اوسکے لڑکون اور بھائیون کے تیمور شاہ کیطرف سے دل مین
عداوت تھی اس سبب سے تیمور شاہ نے ٹھہرنا اپنا قندھار مین مناسب نجانا اور اپنی فوج اعتمادی مثل دستہ غلامان صف شکن وغیرہ
کو ساتھ لیکر روانہ کابل ہوے جہان خان سپہ سالار بھی ہمراہ رکاب تھا جب کابل مین داخل ہوے بندوبست اوس ملک کا کر کے
دیوان بیگی اور چند سرداران باغیون کو قتل کرایا مگر درانیون سے انکو ہمیشہ خوف و خطر رہتا تھا چنانچہ اوس وقت مین عبدالخالق خان
درانی نے چچا احمد شاہ درانی کا بیٹا باغوای و تقویت درانیان قندھار دعوی سلطنت کا کر کے ایک شورش اور فساد عظیم برپا کیا
اور قریب پچاس ہزار سوار کے جمع کر کے کابل کو روانہ ہوا اس وقت مین تیمور شاہ کے پاس بھی چھ ہزار سوار تھے اونکا بھی یہ حال کہ باپ
تیمور شاہ کا نوکر اور بیٹا مخالف کے ساتھ بہرکیف تیمور شاہ اللہ کی ذات پاک پر توکل کر کے باوجود قلت سپاہ کے کابل سے نکلا عبدالخالق
کے مقابلے کو آمادہ ہوا محراب خان اور پایندہ خان اور دلدار خان ہمراہی عبدالخالق کی ترک کر کے تیمور شاہ سے آملے غرض کہ
دونون طرف لڑائی شروع ہوئی اور معرکہ عظیم واقع ہوا آخر کو باغیون نے شکست کھائی اور عبدالخالق گرفتار ہوکر تیمور شاہ کے پاس آیا شاہ
نے اوسکی دونون آنکھین نکلوا ڈالین باقی درانی لوگ کہ جنکو تیمور شاہ کی فوج والے گرفتار کرلائے تیمور شاہ نے اونکو سپاہیون سے بعوض سیر بھر
اناج کو خرید کر کے آزاد کر دیا اسیطرح سرداران فوج شاہی نے بھی قیدیون کو خریدا اور آزاد کر دیا اور جو سردار لوگ کہ مخالف کا ساتھ چھوڑ کے
تیمور شاہ کی خدمت مین حاضر ہوے اونھون نے خلعت اور منصب سے سرفرازی پائی چنانچہ پایندہ خان بارکزئی کو سرفراز خان کا
خطاب ملا اور دلدار خان اسحاق زئی کو مدد خان خطاب دیا اور جو لوگ کہ شریک عبدالخالق کے تھے تیمور شاہ نے اونکو تلاش کرا کے
قتل کرایا اور بدستور کابل مین رونق افروز ہوے اوسوقت سے قوم مغل اور قزلباش پیستہ غلامان پر اعتماد کامل حاصل ہوا اور انھین دو
فرقون کو ہر جگہ سے بہم پہونچا کر اپنا نوکر کرتے تھے اور قوم درانی نظر تیمور شاہ سے گر گئے اور قاضی فیض اللہ کو مدار المہام سلطنت
اور مشیر تدبیر مملکت مقرر کیا یہان تک کہ قاضی موصوف کو رفتہ رفتہ تیمور شاہ کے مزاج مین نہایت دخل ہوگیا اور سب سے ممتاز ہوا
اور عبداللطیف خان جامی وکیل رعایا اور مختار امور خلافت اور عبدالغفار کہ یہ ایک لاہور کے کھتری کا لڑکا تھا عہد احمد شاہ مین مسلمان ہوکر
علوم دینی اور فنون دنیوی خوب حاصل کر کے کیتا ے زمانہ ہوا اسکو تیمور شاہ نے کارپرداز امور سلطنت مقرر کیا اور سب انتظام کارخانہ
سلطنت کا ان لوگون کے سپرد کر کے آپ گرمی کا موسم کابل مین اور جاڑے کا موسم پشاور مین بسر کرتے تھے اور تمام رعایا
اور رئیس نہایت عیش و آرام سے زندگانی کرتے تھے

بیان خروج فیض اللہ خان خلیل کا پشاور مین اور قتل ہونا اوسکا

فیض اللہ خان خلیل رئیس اور زمیندار نواح پشاور کے دل مین ہوس سلطنت کی ہوئی اوسنے یعقوب خان خواجہ سرا کو کہ تیمور شاہ کے نزدیک بہت معتمد تھا اور دوسرے کئی سردارون کو اپنے ساتھ متفق کرکے اور زر دیکر و فریب کے تیمور شاہ سے عرض کیا کہ حضرت بہت سے سکھون نے جمعیت کرکے مسلمانان پنجاب کی اذیت کا قصد کیا ہے اگر حکم ہو تو مین بہت سے پٹھانون کو جمع کرکے ملک پنجاب مین پونہچون اور اون موذیون کو مسلمانون کی ایذا رسانی سے باز رکھون اور فتح کرون تیمور شاہ نے اس نظر سے کہ اس شخص نے ایک امر خیر کا ارادہ کیا ہے اوسکو اجازت دی فیض اللہ خان خلیل نے کچھ لوگ اپنی قوم کے اور کچھ پٹھان نواح کشمیر کے اور کچھ یوسف زئی قریب پچیس ہزار آدمی کے جمع کیے ایکدن تیمور شاہ حسب معمول کھانا دوپہر کا کھاکے بالاحصار پشاور مین سوتے تھے کہ دفعۃً فیض اللہ خان مذکور اپنے آدمیون کو لیکر قلعے مین داخل ہوا دربانون نے کہا کہ اس وقت بادشاہ آرام کرتے ہین کہان جاوگے اوسنے کہا کہ مجکو بادشاہ نے واسطے ملاحظہ جمعیت اور سامان جنگ کے بلایا ہے یہ کہکر آگے بڑھا اور تلوار کھینچکر دربانون کو قتل کرنا شروع کیا اور پٹھان لوگ قحط زدون کیطرح باورچی خانے مین جاگھسے اور وہ کھانے کہ اونھون نے کبھی خواب مین بھی نہ دیکھے تھے کھانے لگے اور ناظر وغیرہ محافظان باورچیخانہ کو زخمی کیا عورتین ترکیہ اور قلماقیان ودبشیہ کہ حرم سرا مین تھین جب اونھون نے پٹھانون کا مجمع حرم سرا مین دیکھا تو مضطر ہوکر بادشاہ کو جگایا بادشاہ نے یہ حال دیکھکر بنگلے پر کہ فصیل بالاحصار پر بنا تھا چڑھ کر زینے کو اوپر کھینچ لیا اور غلامون کا دستہ اور پہرے کے آدمی جو حاضر قلعہ تھے اونکو حکم کیا کہ کسی دستار بند کو زندہ نچھوڑو جن جن کے قتل کروا اونھون نے سب کو قتل کیا چنانچہ بہت سے عالم پشاور کے بھی اون کے شمول مین قتل ہوے صحن قلعے کا اور حرم سراے شاہی لاشون سے بھر گیا سوا اون لوگون کے جو نواح پشاور مین پانچ سات کوس تک مقتول پڑے تھے قریب چھہ ہزار مقتول شمار مین آئے فیض اللہ خان خلیل بھی اپنے لڑکون سمیت گرفتار ہوکر آیا بادشاہ نے اسکو بھی قتل کرایا اور بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ میان محمدی پیرزادہ بیٹا شیخ عمر ساکن چمکنی بھی شریک اور صلاح کار بغاوت کا تھا اس لیے حکم ہوا کہ قصبہ چمکنی بھی لوٹ لو چنانچہ تھوڑا سا قصبہ لٹا تھا کہ سرداران درانی نے سفارش کرکے لوٹ وہان کی موقوف کرائی پھر یہ بھی دریافت ہوا کہ یہ فساد یعقوب خان خواجہ سرا کی ذات سے پیدا ہوا یعنی اوسنے فیض اللہ خان سے کہا تھا کہ مین قلعے کے دروازے سے خوابگاہ شاہی تک چاول پھیلا دونگا اسکے نشان سے تم خوابگاہ تک پہونچکر اپنا کام کرلینا اس وجہ سے خواجہ کو بھی بڑی تکلیف سے قتل کرایا

بیان توجہ کرنا تیمور شاہ کا واسطے تسخیر قلعہ ملتان اور سزا دینے سکھون کے

چونکہ تیمور شاہ اپنی قوم کی بغاوت کی اصلاح مین مشغول تھے اس سبب سے سکھون نے ملتان پر قبضہ کرلیا جب یہ خبر تیمور شاہ کو پونہچی کہ سکھ لوگ قریب ساٹھہ ہزار کے دریاے چناب اور راوی سے عبور کرکے دیرہ اسمعیل خان و غازی خان وغیرہ اور ملک سندہ پر قبضہ کیا چاہتے ہین تیمور شاہ نے پہلے حاجی علی خان نامی سردار کو سکھون کی فہمایش کے لیے بھیجا کہ اونکو سمجھاے کہ حد اعتدال سے تجاوز کرنا تمھارے حق مین بہتر نہین ہے مناسب ہے کہ سمجھہ بوجھہ کر کام کرو سکھون نے بسبب غرور جمعیت کے شاہ کے کہنے پر کچھہ خیال نکیا اور قاصد مذکور کو درخت سے باندھکر گولیون سے مار ڈالا اور کہا کہ تمکو بادشاہ ڈراتا ہے حالانکہ ہم بادشاہ سے کراہ گروانے کا چاہتے ہین بادشاہ ہم سے ڈرکر تمھارے گرو کے لیے لوہے کے کڑے ادین چلوائیگا جب جاسوسون نے جو قاصد کے ساتھ تھے یہ خبر بادشاہ کو پونہچائی بادشاہ کو اس بات کے سننے سے بڑا غصہ آیا اور سرخ پوشاک منگواکر پہنی (ایسا لباس پہننا بادشاہون کا دلیل نہایت غضب اور قہر کی ہوتی ہے) اور دیوان عام مین داخل ہوکر حکم کیا کہ تمام سرداران رکاب دولت کے مع افواج ہمراہی مسلح و مستعد حضور مین حاضر ہون اور دوسرے روز حسب الحکم بادشاہ مع سپاہ کے طیار ہوکر دو صفین باندھکر دونون طرف کھڑے ہوے شاہ ہاتھی پر سوار ہوکر

فوج کو ملاحظہ کرتے تھے اور دور کے آدمیون کو دوربین سے دیکھ رہے تھے یکایک کیا دیکھتے ہین کہ سردار وکیل الرعایا حاجی کہ مالک
پندرہ ہزار سوار کا تھا اور سردار بدو خان یہ دونون بہت فاصلے سے اپنے گھوڑون کے سایہ مین بیٹھے تھے بادشاہ نے چوبدارونکو
اشارہ کیا اونھون نے سردارون سے جاکر کہا کہ تم زمین مین لیٹ جاؤ جب وہ لیٹ گئے تب چوبدارون نے دس دس چھڑیان اونکی
کمر مین مارین وہ لوگ اپنی سعادت سمجھکر گھوڑون پر سوار ہوئے اسیطرح سے جو سوار اور سردار گھوڑے کے سایہ کے نیچے بیٹھا تھا اوسکو
بھی سزا دی گئی ایک عالم صاحب عزت کہ بادشاہ کے مصاحب تھے اونھون نے پوچھا کہ ان سردارونکی تنبیہ اس صورت سے جو کی گئی
اسمین کیا مصلحت اور حکمت تھی بادشاہ نے کہا کہ مینے دوربین سے دیکھا کہ یہ لوگ گھوڑون کے سایے مین بیٹھے ہین اس سے معلوم ہوا
کہ یہ سب آرام طلب ہین تمام فوج تو دھوپ مین کھڑی ہے اور یہ جہاد کا ارادہ رکھتے ہین پس یہ حرکت ان لوگون کی ہمکو نہایت ناپسند ہوئی
اسواسطے انکو یہ ذلت دی گئی کہ پھر ایسا نکرین اور جفاکشی اختیار کرین اب کل اسکے عوض مین اونکو اچھے خلعت عنایت کرونگا الغرض
بادشاہ نے قوم یوسف زئی اور درانی اور مغول اور قزلباشی سے قریب اٹھارہ ہزار آدمی کہ مرد دلیر اور صاحب جرأت تھے انتخاب
کرکے زنگی خان درانی خارجی باشی کو کہ مرد صاحب تدبیر تھا سردار انکا مقرر کرکے حکم کیا کہ اوس قوم پر پہونچکر قتل اور لوٹ شروع
کرین اور سر اون لوگون کے کاٹ کر حضور مین بھیجین زنگی خان موافق رسم اوس ولایت کے تین بار گرد ہاتھی سواری بادشاہ کے
پھرا پھر بادشاہ نے سپہر کو باشارۂ بلانے رومال کے حکم کیا کہ روانہ ہو اور اون لوگون کو یہ بھی حکم دیا کہ کوئی راہ مین کلام نکرے اور
وقت لڑنے کے گالی زبان سے نہ نکالے اسواسطے کہ ان باتون سے ثواب جہاد کا باطل ہو جاتا ہے بہرکیف سردار مذکور مع فوج روانہ
ہوا آدمی فوج کے بعد عبور دریاے سندھ کے کہ ایک پہر دن باقی تھا تمام رات دوسرے روز تک اس صورت سے چلے جاتے تھے
کہ کوئی شخص کسی سے بات نکرتا تھا جب دوسرا دن ہوا ڈیڑھ پہر دن باقی رہے آٹھ گروہ سکھون کے بھی آپہونچے اور گھوڑون سے اوتر کے
دانہ گھاس کی فکر کی اور سردار لشکر اسلام نے لشکر سکھون سے کچھ فاصلے پر قیام کرکے حکم دیا کہ گرد لشکر کے سوار کھڑے ہوکر
نگہبانی کرین اور کوئی مسافر سکھون کے لشکر کیطرف جانے نپائے تاکہ اونکو ہمارے لشکر کی مطلق خبر نہو القصہ ڈیڑھ پہر دن اور تین پہر
رات لشکر اسلام نے اپنے گھوڑون کو اوس جنگل مین خوب چرایا اور آپ بھی خوب کھانا کھاکے آسودہ ہوے اور پہر رات رہے سردار
لشکر اسلام نے اپنی فوج کے تین غول بنائے ایک غول قوم مغول اور قزلباش کو داہنی طرف اور قندھار کے درانیون کو بائین طرف
مقرر کرکے حکم کیا کہ داہنے بائین برابر قدم بقدم چلے آئین اور اسکے خلاف ہرگز نکرین اور آپ پانچہزار سوار نیزہ باز یوسف زئی اور قندھار
کے درانیون کو لیکر روانہ ہوا جب لشکر سکھون کا دو کوس رہگیا اور صبح ہوگئی تب سردار نے نماز صبح ادا کی اور فاتحہ خیر پڑھکر سوار ہوا سکھ
لوگ یہ جانتے تھے کہ بادشاہ مع فوج پشاور مین ہے کہ وہان سے سو کوس کا فاصلہ تھا اور دریای سندھ درمیان مین حائل ہے اس سبب سے
غافل اور مطمئن تھے کہ دفعتہً لشکر اسلام مانند بلاے ناگہانی کے سکھون پر جا گرا وہ لوگ بھی جھٹ پٹ اپنے گھوڑون پر کہ کسے ہوئے کھڑے
تھے سوار ہوکر مقابلے پر مستعد ہوے تب دلاوران دینداران نے بندوقون کے شلک سے بہت سے سکھونکو بیجان کیا اور غول داہنے
اور بائین کا تلوارین کھینچکر اونپر جا پہونچا چونکہ فوج سکھون کی کثیر تھی اور لشکر اسلام کم تب زنگی خان سردار نے اپنی ٹوپی سر سے اوتار
ننگے سر ہوکے واسطے فتح لشکر اسلام کے جناب کبریا مین دعا کی اور فوج سے کہا کہ بہادرو یہی وقت شجاعت اور دلیری کا ہے اسوقت
آبرو پر جان کو عزیز نکھو اور ان کافرون سے دل توڑ کے لڑو اللہ تعالے تمھاری مدد کریگا اور اوسکے فضل وکرم سے تم فتحیاب ہوگے
سردار کے اس کلام سے تمام لوگ مستعد جانفشانی ہوے اور سکھون سے لڑنا شروع کیا چنانچہ اللہ تعالی کی مدد سے لشکر اسلام سکھون پر غالب آیا
اور کفار نے شکست کھائی اور سب بھاگ اوٹھے فوج منصورہ نے اونکا تعاقب کیا اور اوس ہوسکے سے کوئی سکھ زندہ نہ بچا قریب بیس ہزار

سکھ کے قتل ہوئے ایک گروہ سکھون کا کہ ذرا علیحدہ تھا اوسنے اپنے گھوڑونکو دریا مین ڈال دیا کہ پار ہو کر امان پائین جوانان مغول نے اونپر پہونچکر بندوقون کی باڑ ماری اور سب کو غرق دریاے عدم کیا مگر دو ہزار سوار سکھون کے دریا اوتر کے بچ گئے یہ معلوم نہوا کہ وہ کیونکر پار ہو گئے اور کس طرحسے فرصت عبور کی پائی الحاصل بعد قتل اور لوٹ کے تیس ہزار سکھون کے سر کاٹ کر اوس نواح سے اونٹ بہم پونچا کر اونپر سر اونکے لادکے سہ پہر کو روانہ پشاور کیا اور پھر سے بادشاہ تشریف لاتے تھے راہ مین سردار نے قدمبوسی حاصل کرکے وہ سب سر نظر بادشاہ سے گذرانے اور یہ فتح و فیروزی زنگی خان سردار کو چوتھے دن روز رخصت سے نصیب ہوئی بادشاہ نے خلعت اور انعام سب سرداروں کو مثل زنگی خان اور شاہ ولی خان پسر فتح خان کمال زئی اور بہادر خان پسر فیض طلب خان محمد زئی اور سرداران یوسف زئی اور مغول کو عنایت فرمایا اور یہ سب جوان مورد تحسین و آفرین ہوئے اور بادشاہ کوچ بکوچ داخل ملتان ہوئے وہان پہونچکر قلعے کے محاصرہ کا حکم فرمایا چند روز محاصرہ رہا آخر کو سکھون نے کہ قلعہ مین تھے عاجز آکر امان چاہی اور مال و اسباب اور کنجی قلعہ کی کارپردازان شاہی کے حوالے کی بادشاہ نے صوبہ داری قلعہ ملتان کی شجاع خان صدوزئی کو عنایت کی اور آپ دریای سندھ اوتر کے رونق افزای پشاور ہوکر سیر و شکار مین مشغول ہوئے کہتے ہین کہ سنہ ۱۲۳۱ ہجری تک صوبہ ملتان داخل ممالک محروسہ درانیہ تھا اور اب صوبہ دار وہان کا نواب مظفر خان بہادر صفدر جنگ بیٹا شجاع خان مذکور کا ہے بعد چند روز کے سردار مدد خان واسطے تنبیہ و تادیب سندھیون کے حسب استدعاے حاکم شہر شکارپور بادشاہ کیطرف سے مقرر ہوا اوسنے جو لوگ باغی تھے اونکو سزا دی اور سب سرکشون کو پھر حاکم شکارپور کا مطیع و فرمانبردار کرکے حضور بادشاہ مین حاضر ہوا ✱

بیان توجہ فرمانا تیمور شاہ کا دوسری بار بسمت ملتان واسطے تسخیر ملک بہاولپور وغیرہ کے

چونکہ رکن الدین محمد بہاول خان بہادر عباسی نصرت جنگ حافظ الملک سردار قوم داؤد پوترہ کا بہت سے ملک نواح سندھ اور ملتان وغیرہ کے اپنے قبضے مین لاکر بدون مزاحمت غیر کے حکمرانی کرتا تھا اور کسیکو اوس ملک کا محصول کچھہ نہین دیتا تھا اس سبب سے تیمور شاہ کے دل مین آیا کہ اس ملک کو بھی داخل ممالک محروسہ کرکے اوسکو اپنی اطاعت مین لاوے چنانچہ یہ قصد مصمم کرکے ملتان مین داخل ہوئے شہر بہاولپور کہ دار الریاست بہاول خان کا تھا ملتان سے پینتیس کوس کے فاصلے پر جانب مشرق آباد ہے جب بہاول خان مذکور کو معلوم ہوا کہ تیمور شاہ میرے ملک کے لینے کو آتے ہین اپنے عیال و اطفال کو لیکر اوس قلعہ مین کہ ریگستان بے آب مین بنایا تھا جا بیٹھا فوج شاہی نے بہاولپور مین جاکر لوٹ شروع کی اور بہت سے مکانات مین آگ لگادی تیمور شاہ نے بھی وہان جا جو اسباب بہاول خان کا قلعہ مین تھا اوسکے لوٹنے کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ بیس ہزار سوار تین روز کا سامان کھانے پینے کا لیکر قلعہ بے آب پر جائین اور تین روز کے بعد فوج اول پھر آئے پھر بیس ہزار سوار دوسری فوج کے مع سامان وہان جائین کہتے ہین کہ پہلے سردار مدد خان بیس ہزار سوار لیکر بموجب حکم تیمور شاہ کے گیا تھا جب اوسکو معلوم ہوا کہ اسی جنگل مین مطلق پانی نہین فوج بادشاہی پانی کے نملنے سے بہت تکلیف اوٹھائے گی تب سردار مذکور نے کئی کنوے کھدوائے کہ اونکا پانی تمام فوج کو کافی ہو گیا پھر اوسی فوج اول نے پانی کی طرف سے مطمئن ہو کر قلعہ پر گولے مارنا شروع کیے چونکہ وہ قلعہ نہایت مستحکم تھا گولون کے ضرب نے کچھ اوسپر اثر نہ کیا مگر ایک گولہ اتفاقاً ایک تشندان مین جا لگا قریب اوسکے باروت خانہ تھا اوسمین جا پڑا اوس باروت کے اوڑنے سے ایک زلزلۂ عظیم ارکان قلعہ مین پڑ گیا سب اہل قلعہ اوسکے صدمے سے بدحواس و مضطر ہو گئے اور مجبور ہو کر قلعہ سے بھاگ نکلے ایک فصیل قلعہ کی اوس باروت کے زور سے گر پڑی اور قلعہ مین جانے کی راہ ہو گئی اوسی راہ سے فوج شاہی قلعہ مین داخل ہوئی اور تمام مال و اسباب قلعہ کا شامل خزانہ شاہی ہوا

آخر کو بہاول خان نے بھی عاجز ہوکر بواسطۂ بعض سرداران شاہی کے اپنے لڑکے کو نذر و پیشکش دیکر شاہ کی خدمت مین بھیجا اور اقرار کیا کہ مین اس ملک کا خراج سال بسال خزانۂ شاہی مین داخل کیا کرونگا اور جب فوج شاہی واسطے تنبیہ و تادیب سکھون کے لاہور مین آیا کریگی مین اپنے لوگونکو شریک فوج شاہی کرونگا پادشاہ نے اوسکا قصور معاف کر کے خلعت اور فرمان اطمینان سے سرفراز فرمایا اور وہان سے متوجہ پشاور و کابل ہوئے وہ ملک بھی داخل ملک محروسہ ہوا جاننا چاہیے کہ نواب بہاول خان نے اپنے کو اولاد حضرت عباس بن عبدالمطلب عم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے قرار دیا تھا اس سبب سے عباسی کہلاتا تھا جب نادر شاہ بعد تسخیر ملک ہندوستان کے براہ کابل ملک سندھ مین وارد ہوا سندھ کا ملک مع نواح ملتان کے داؤد پوترہ کے رئیسون کو عنایت کیا بعد اوسکے بہاول خان اول کہ بانی شہر بہاول پور کا ہے اور اس شہر کا نام اپنے نام پر رکھا تھا وہ نواح بیکانیر اور کنارۂ لکھی جنگل تک اپنے قبضے مین لایا اوسکے مرنے کے بعد بہاول خان دوسرا بھتیجا اوسکا وہان کا حاکم ہوا اوس نے حکومت وہان کی اپنے چچا سے بہت اچھی طرح سے کی کہتے ہین کہ یہ شخص حافظ قرآن مجید اور عالم متبحر اور خوش نیت رعیت پرور تھا جب فوج تیمور شاہ نے بہاول پور کو جلایا اور وہانکی رعایا کو لوٹا اس بہاول خان نے بعد مراجعت شاہ کے طرف پشاور کئی لاکھ من غلا اور کئی لاکھ روپیہ نقد رعایا کو دیکر اپنے شہر کو ایسا آباد کیا کہ اب ہر قسم کی جنس اور ہر طرح کی چیز وہان بہم پہونچتی ہے اور رعیت پر ایسا رعب اور خوف اور اس طرح کا انتظام ہے کہ اگر کوئی مسافر سونا اور جواہرات میدان مین ڈالکر سو رہے یہ کسی رہزن اور چور کی مجال نہین ہے کہ اوسکی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھے اور وہ ملک ایسا آباد ہے کہ بیگھہ بھر زمین زراعت سے خالی نہین ہے اوس ملک کی حدود ملتان اور بیکانیر اور لکھی جنگل اور سندھ وغیرہ سے ملی ہوئی ہین وہان کا حاکم ضرورت کے وقت تیس ہزار آدمی سوار اور پیادے اپنی قوم سے جمع کر سکتا ہے

بیان تادیب کرنا تیمور شاہ کا شاہ مراد بی والی ترکستان کو

چونکہ اکثر مراد بی اوزبک والی بخارا بہت سے نواح خراسان اور ایران کو کہ داخل ممالک محروسہ شاہی ہین لوٹا کرتا تھا تیمور شاہ اسلام کی پاسداری کرکے اوسکی ان حرکات سے پہلو تہی کرتا تھا جب تیمور شاہ نے بہاولپور پر یورش کی تھا شاہ مراد بی نے خراسان پر دوڑ مار کر شہر مرو کو کہ خراسان کے ملکون سے بڑا عمدہ شہر ہے لوٹ کر قریب تیس ہزار آدمی کو وہان سے لیجا کر بخارا مین آباد کیا اور بخارا اور سبزوار کے لوگون کو مرو مین آباد کیا جب یہ خبر تیمور شاہ کو معلوم ہوئی بہت ملال ہوا اور قصد ترکستان کا مصمم کیا اور قبل از روانگی اپنے ارکان دولت کے صلاح اور مشورے سے مراد بی مذکور کو ایک نامہ کہ مضمون اوسکا بسبب طول عبارت کے اس مقام پر لکھنا گنجایش نہین رکھتا بہ نصائح و پند اور اطلاع اپنے قصد کے اوس طرف لکھکر روانہ کیا اس نظر سے کہ شاید راہ راست پر آکر فضولی اور بے راہی سے دست بردار ہو مگر شاہ مراد بی نے کچھ اوسپر خیال اور عمل نہ کیا اور راستی پر نہ آیا بلکہ اپنی اوسی بدسوشی پر قائم رہا اور پوشیدہ فوج خراسان اور ایران کیطرف بھیجتا تھا ناچار تیمور شاہ ایک لشکر جرار اور سرداران باوقار ساتھ لیکر کابل سے بخارا مین پہونچے اس خیال سے کہ شاید والی بخارا از روے عقیدت کے معرفت قاصدون کے اپنا قصور معاف کرالے کہ خونریزی مسلمانون کی نہو مگر جب لشکر درانیہ ماہ ذیحجہ مین آقچہ دریاے اموے یعنی جیحون کے کنارے پر پہونچا تب شاہ مراد بی بارادۂ جنگ فوج اوزبکیہ اور سرداران ترکیہ قریب پچاس ہزار سوار کے بخارا سے لیکر لشکر شاہی کے مقابلے کو آیا اور جنگ قراولی فیمابین شروع ہوئی ایک روز شاہ مراد بی نے اپنے بھائی کو تیس ہزار سوار دیکر رخصت کیا اور کہا کہ دریاے اموے سے اوتر کے لشکر تیموریہ کی پشت پر پہونچکر حالت غفلت مین

شبخون مارے چونکہ تیمور شاہ کو اس حال سے پہلے ہی آگاہی ہوگئی تھی لعنمون نے اپنے لشکر کا انتظام کر کے حکم دیا کہ ہر وقت لشکر
کے لوگ مسلح اور مستعد داہنے بائین سے خبردار اور ہوشیار رہین چنانچہ تمام فوج نے تعمیل حکم بخوبی کی جب برادر شاہ مرادبی نے قریب
شام کے لشکر شاہی پر یورش کر کے مقابلہ کیا تو پچیان شاہی نے ایک طرف سے یکبارگی توپین مارنا شروع کین اور دوسری طرف سے
زنبورچیون نے زنبور مارے یہان تک کہ تمام اوزبکی اور ترکی ہلاک ہوئے اور توپخانہ شاہی کی تاب نہ لاکر سب بھاگ اوٹھے سواران شاہی
نے اونکا تعاقب کیا پھر دونون طرف ایک جنگ عظیم واقع ہوئی بھر بھائی شاہ مرادبی کا دلاوران درانیہ کے آگے سے بھاگا اور آفتاب
غروب ہوگیا قریب چھ ہزار اوزبک اور ترک کے قتل ہوئے اور لشکر درانیہ سے بھی بہت سے آدمی مقتول اور زخمی ہوئے اور
کئی سردار بھی کام آئے آخر فتح لشکر درانیہ کو نصیب ہوئی شاہ مرادبی اس شکست فاش سے شکستہ خاطر ہوا اور اپنے ارکان دولت
کی صلاح سے وو عالم نامی تیمور شاہ کے پاس بھیجکر عذرخواہی کی اور اپنی حرکات سے پشیمانی ظاہر کی اور اقرار کیا کہ آئندہ کبھی ایسی حرکتین
ناشایستہ مجھسے زندگی بھر واقع نہونگی اور ہمیشہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری مین مستعد ہونگا تیمور شاہ نے فرمایا کہ مین نے تیرا قصور معاف
کیا بشرطیکہ تو اس قول اور اقرار پر قائم اور ثابت رہے اور پھر میری نافرمانی نہ کرے بعد اسکے شاہ مرادبی نے بہت سے تحفے حضور
شاہی مین گذرانے شاہ نے بھی موافق اوسکی حیثیت کے خلعت عنایت کیے اور آپ طرف کابل کے کوچ کیا جب لشکر شاہی کوہ ہندوکش
کے قریب پونہچا اور وہ پہاڑ ایک سو کئی کوس کابل سے طرف ترکستان اور بدخشان کے واقع ہے باوجود ممانعت شاہی کے ایک
شخص نے لشکریون سے بندوق چھوڑی یا نقارہ بجایا پس دفعتاً بارش شدید ہوئی اور ہوا تیز اور سخت چلی اسکے سبب سے ایسی سردی
ہوئی کہ بہت سے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ اور کچھ آدمی بھی ضائع ہوئے تیمور شاہ نے یہ حال دیکھکر جلد وہان سے کوچ کیا اور کابل
مین داخل ہوئے کہتے ہین کہ اس پہاڑ کی یہ خاصیت ہے کہ توپ اور نقارے کی آواز سے کوئی موسم ہو اس سے بشدت پانی برستا ہے
اور آدمیون کو بہت ایذا پہونچتی ہے واضح ہو کہ یہ شاہ مرادبی عمدہ سرداران اوزبکیہ اور خوانین ترکیہ سے ہے دارالاسلام بخارا اور سمرقند اور خجند
اور شہر سبزوار وغیرہ بلاد ماوراءالنہر سے یہ سب شہر اسکے قبضے مین تھے اگرچہ اوزبک صحرانشین اسکے فرمانبردار اور مطیع نہین ہین مگر
اور شہر کہ اسکے عمل مین ہین وہان سے تیس چالیس ہزار سوار ضرورت کے وقت جمع کرسکتا ہے اور یہ شخص مذہب حنفی پر بہت ثابت قدم ہے
اور لباس بھی بہت کم قیمت پہنتا ہے اور اکثر چکن دوزی اور خیاطی بھی کیا کرتا ہے اور مسائل شرعیہ مین عبادات اور معاملات کے
مقدمے مین مجتہدون کیطرح دخل کیا کرتا ہے اور اس باب مین جو کچھ کہتا ہے وہان کے عالم فاضل کتب فقہ وغیرہ کے حاشیہ پر
لکھ لیا کرتے ہین کہ حضرت ولی نعمی نے ایسا فرمایا ہے اور وہان کے عالم کوئی مسئلہ مشکل بغیر صلاح اوسکے جاری نہین کرتے اور
اوسنے ایک کنوان بنوایا ہے اور اسکا نام گنہ خانہ رکھا ہے جو شخص کہ خلاف عقیدہ اہل سنت کے کچھ کہتا ہے اوسکو اوس کنوے مین ڈالدیتا
ہے اور ظاہر مین ایک مرد بے مروت ہے مگر باطن مین صاف جسقدر کہ سونے کے تبے سمرقند مین تیمور صاحب قران کے مزار پر تھے
سکو اوتروا کے بیچڈالا اور روپیہ اونکی قیمت کا علما اور فضلا کو دیا اور کہا کہ قبر پر گنبد بنانا بدعت اور اسراف ہے اور شہر مرو کہ بلاد خراسان
سے ایک عمدہ شہر ہے جلد سے قبضہ کیا تب قریب تین ہزار آدمی اعلےٰ وادنی ساکنین شہر کو بخارا وغیرہ مین لاکر آباد کیا اور بخارا اور سمرقند اور سبزوار کے ساکنین کو مرو مین لیجا کر
بسایا اور وہان ایک بڑا مدرسہ بنایا اور اوسمین علمائے حنفیہ مقرر کیے کہ مسئلہ عبادات اور معاملات کے موافق اپنے مذہب کے بیان کرین اور سلطان الغازی خان
کہ بادشاہ بخارا کہلاتا ہے وہ اوسکے تسلط سے نہایت ذلیل اور بے وقر ہے کہ اپنی حکومت مین اوسکو کچھ اختیار نہین چنانچہ شاہ ہیبت اللہ
کا شاہ عزت اللہ پیرزادہ سرہندی کا نقل کرتا ہے کہ مین ایک روز بخارا مین ایک رئیس کے بالاخانے پر بیٹھا تھا کہ قریب شام دو جوان
ترکی گھوڑون پر سوار عمامہ عالمانہ باندھے ہوئے اور کپڑے ترکانہ پہنے ہوئے آئے اور بالاخانے کے تلے کھڑے ہو کر زبان فارسی

قزلباشی مین پانی مانگا صاحب خانہ نے بہت تعظیم اور ادب سے پانی پلوایا جب وہ چلے گئے تب مینے پوچھا کہ یہ کون تھے اوس رئیس نے کہا کہ یہ دونون لڑکے سلطان ابوالغازی خان کے ہین شاہ مراد بی کے ہاتھ سے انکی ایسی حالت ہے یہ دو گھوڑے اوسکی سرکار سے انکی سواری کے لیے مقرر ہین شاید کہ یہ دونون خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار کی زیارت کو گئے ہونگے پھر اوس پیرزادہ نے پوچھا کہ انکے باپ سلطان کا کیا حال ہے اوسنے کہا کہ وہ مسجد جامع مین نماز کے لیے جاتا ہے ایک گھوڑا اوسکی سواری کے لیے اور کچھ آدمی اردلی کے واسطے معین ہین جب وہ مسجد مین جاتا ہے تو اوسکی کوئی تعظیم نہین کرتا شاہ مراد بی نے منع کر دیا ہے کہ تم سب نمازی بھی بنی آدم ہو اور سلطان بھی بنی آدم پھر تعظیم کی کیا وجہ اور قطع نظر اسکے مسجد مین کسی کی تعظیم جائز نہین اور ابوالغازیخان کا نام سکہ سے موقوف کرکے اپنے باپ کا نام سکہ پر نقش کرایا ہے اور وہ سکہ سونے کا ہے کہ چار روپیہ پر ترکستان مین رائج ہے اور اوس سکے مین ایکطرف دانیال بی مرحوم کہ اوسکے باپ کا نام ہے اور دوسری طرف نام شہر کا اور سال ہجری لکھا گیا ہے جب پیرزادے نے یہ بات سنی چندروز بخارا مین قیام کیا اور اس حال کو موافق بیان کے پایا الغرض شاہ مراد بی نہایت متشرع اور دیندار ہے اور احکام شرعیہ کی ترویج پر کمال مستعد اور مصروف ہے

بیان باغی ہونے صوبہ کشمیر کا اور جانا فوج تیمور شاہ کا اوسکی تنبیہ کے لیے اور شکست کھانا فوج کا

چونکہ حاجی کریم داد خان عرف بگی بامی زئی احمد شاہ درانی مرحوم کی طرف سے صوبہ دار کشمیر تھا پھر اوسکے مرنے کے بعد آزاد خان اوسکا چھوٹا لڑکا اپنی جرأت اور دلاوری سے کشمیر کا صوبہ دار ہو گیا اوسنے اپنے بھائیون کو وہان سے نکالا اور انتظام مالی اور ملکی وہان کا اپنے طور پر کیا اور تمام سپاہ کو زر نقد اور ٹکڑے نفیس شال کشمیری کے دیکر سبکو راضی اور خوشنود کیا اور قریب تین ہزار آدمی سکھ اور نواح کے جوان خوب دلاور نوکر رکھے اور تیمور شاہ کو خراج کا دینا موقوف کرکے باغی ہو گیا تیمور شاہ اوسکی اس حرکت سے نہایت متغض اور مکدر ہوے اور اپنے دولتخواہون کی صلاح سے مرزا محمد علی مخاطب بکفایت خان موسوی کو اوسکے پاس بھیجا کہ اوسکو نصیحت اور فہمایش کرکے راہ راست پر لائے چنانچہ خان مسطور کشمیر مین پہونچے مگر آزاد خان کی جرأت اور سفاکی دیکھکر چند کلمہ نصیحت آمیز اوسکی مرضی کے موافق کہکر اور قریب دو تین لاکھ روپیے کے نقد و جنس لیکر مراجعت کی ہنوز خان مذکور کشمیر سے آگے نہ بڑھا تھا کہ تیمور شاہ نے اوسکے تمرد اور سرکشی سے ناراض ہوکر مرتضی خان اور زمان خان کو کہ یہ دونون بڑے بھائی آزاد خان کے تھے تیس ہزار سوار اور بہت سے سردار ساتھ کرکے آزاد خان کی تنبیہ کے لیے روانہ کیا جب یہ فوج کشمیر کے قریب پہونچی قصبہ کھپلی کے متصل کہ آزاد خان کا خسر اسمین رہتا تھا اور اوس روز حسب اتفاق یہ بھی وہین تھا ٹھہرے آزاد خان آمد فوج شاہی ہمراہ اور بھائیون کے سنکر فوج کے دیکھنے کے واسطے دریا کے کنارے پر کہ فوج شاہی اور اوسمین فاصلہ تھا گیا اور کچھ سوار بھی اسکے ساتھ تھے فوج شاہی کہ اس کنارے پر تھی اوسنے پوچھا کہ اے سوارو تم کون ہو آزاد خان نے زبان افغانی مین کہا کہ تمھارا باپ آزاد خان ہے اور تین آوازین بندوق کی کرکے چلا گیا دوسرے دن فوج شاہی اور آزاد خان سے لڑائی ہوئی کہتے ہین کہ پہلی بار فوج شاہی فتحیاب ہوئی اور ملا اعظم خان کہ سردار اعظم آزاد خان کے لشکر کا تھا مارا گیا اور قریب دو ہزار آدمی اوسکے لشکر کے دریاے مظفر آباد مین غرق ہو گئے آزاد خان کشتی پر سوار ہوکر چاہتا تھا کہ دریا سے اوترکے بھاگے اور اپنے ساتھیون کو بھاگتے دیکھکر ہنس رہا تھا اتنے مین پہلوان خان چچا زاد بھائی اوسکا کہ بڑا بہادر اور دلاور تھا اوسنے آزاد خان سے کہا کہ اے سردار مین تجھسے نہ کہتا تھا کہ شاہ سے بغاوت کرنا خوب نہین تو نے قبول نہ کیا اب بھلا بھاگ کر کہان جاے گا اور شاہ کے ہاتھ سے کیونکر امان پائیگا اب تو ٹھہر جا کہ مین فوج شاہی سے لڑکے اوسکو

شکست دیتا ہون غرضکہ پہلوان خان نے اپنے لشکر کو چارون طرف سے جمع کیا اور لڑائی شروع کی اور خوب رستمانہ لڑا یہانتک کہ ہارے فوج شاہی بھاگ اوٹھے اور برہان خان یوسف زئی گرفتار ہوا پس آزاد خان فتحیاب ہو کر کشمیر کو روانہ ہوا پھر فوج شاہی نے قصبہ پکھلی مین آکر ساز و سامان اپنا درست کر کے کشمیر پر حملہ کیا آزاد خان نے وہان بھی مقابلہ کیا اور بڑی لڑائی واقع ہوئی آخر کو پھر فوج شاہی اوسکے مقابلے کی تاب نہ لا کر پسپا ہوئی اور دو تین سردار نامی اور بہت سے آدمی لشکر شاہ کے گرفتار ہوے اس لڑائی مین ایک شخص کی نقل عجیب ہے کہ وہ باوجود شکست کے تلوار ہاتھ مین لیکر آزاد خان کے آدمیون سے لڑتا تھا اور تلوار مارتا ہوا پیش قدمی کیے چلا جاتا تھا آزاد خان نے اوسکی جرأت اور بہادری دیکھ کر اپنے لوگون کو حکم دیا کہ اس جوان کو زندہ میرے پاس لے آؤ ہر چند لوگون نے اوس سے کہا کہ تجکو ہمارا سردار آزاد خان بلاتا ہے اور تجکو امان دی ہے مگر اوسنے نمانا اور اوسیطرح سے تنہا لڑتا رہا آخر ایک سکھ نے آکر اوسکے ہاتھ پر تلوار ماری اور نیزہ اوسکے ہاتھ سے گر پڑا تب اوسنے بائین ہاتھ مین تلوار لی اور لڑا کیا پھر آدمیون نے اوسکو چارون طرف سے گھیر لیا اور اوس سے کہا کہ ای جوان تو نے اپنے آقا کا حق نمک خوب ادا کیا صد آفرین مگر اب کہ تیری فوج کی شکست ہوئی اور تو تنہا رہ گیا ہے اب کیون اپنی جان دیتا ہے آ تو ہم تجکو اپنے سردار کے پاس لے چلین اوسنے تو تمکو امان دی ہے تب اوسنے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو تم لوگ مجھسے دور رہو مین آپ تمھارے سردار کے پاس جاتا ہون بس لڑنا موقوف کر کے تھوڑا سا پانی پیا اور سردار کے پاس جا کر گھوڑے پر سوار سلام علیک کہکر کھڑا ہو گیا آزاد خان نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان کا رہنے والا اور کس قوم مین ہے وہ بولا کہ مین سپاہی رہنے والا ملک یوسف زئی قریہ اتمان خیل کا سید زادہ ہون نام میرا علولی شاہ ہے آزاد خان نے سنکر اوسیوقت ایک جراح کو بلا کر کہا کہ اگر دس روز مین اس جوان کے زخم تو نے اچھے نکر دیے تو تجکو قتل کر دونگا اور سو روپیہ نقد خرچ کے لیے دیے اور دونون وقت کھانا اپنے باورچیخانے سے مقرر کیا اور سو روپیہ درماہہ کر دیا جب یہ جوان دس روز کے بعد غسل صحت کر کے آزاد خان کے پاس حاضر ہوا اوسنے پوچھا کہ ای سید ہمارے لشکر مین سے کوئی شخص تجکو پہچانتا ہے یا تو کسیکو پہچانتا ہے اوسنے کہا کہ مین سوا نجیب اللہ خان کے اور کسیکو نہین پہچانتا ہون آزاد خان نے نجیب اللہ خان کو بلا کر اوسکے روبرو کیا خان مذکور نے اوسکو دیکھکر کہا کہ ہان مین اس جوان کو خوب پہچانتا ہون اور اوس سے اچھی طرح واقف ہون کہ یہ سید ہے آزاد خان نے پانسو روپیہ نقد عنایت کیا اور تین سو روپیہ تنخواہ مقرر کی اور کہا کہ تو اپنے وطن سے ایسے اچھے جوان دلاور کار آزمودہ بلا لے مین اونکی تنخواہ معقول اور عزت کے ساتھ اپنا نوکر کرونگا بعد اسکے آزاد خان نے فوج شاہی کے قیدیون کو طلب کر کے فرمایا کہ تم سب آدمی میری نوکری قبول کرو جن لوگون نے قبول کی اونکی تنخواہ بیش قرار مقرر فرمائی اور قریب پندرہ سو آدمیون کے آزاد خان کی نوکری پر راضی نہوے اور انکار کیا اون سبکو آزاد خان نے کشتیون پر بٹھا کر دریا مین ڈبوا دیا کہتے ہین کہ آزاد خان اپنی سپاہ کی قدردانی جس قدر کرتا تھا اوسیقدر ظالم اور خونریز بھی تھا

بیان مقرر ہونے دوسری بار فوج کا بسرداری مددخان آزاد خان پر اور قتل ہونا آزاد خان کا

جب دار السلطنت کابل مین تیمور شاہ کو خبر پہونچی کہ مرتضےٰ خان اور زمان خان نے آزاد خان اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ سے ہزیمت پائی اور مع فیض طلب خان وغیرہ سردارون کے بھاگ کر پشاور پہونچے اور بہت سی فوج تباہ ہو گئی اس حال کے سننے سے شاہ کی طبیعت نہایت ملول ہوئی اور فی الفور کابل سے مع لشکر پشاور مین آ پہونچے اور سردار مددخان کو کہ مردانا اور دلاور اور نمک حلال اور خدا ترس تھا مع اور سرداران درانی اور یوسف زئی کے بہت سا سامان جنگ دیکر آزاد خان کے

استیصال کے واسطے رخصت کیا سردار مذکور دریاے سندھ کو اٹک کے کنارے سے عبور کر کے نواح کشمیر مین وارد ہوا آزاد خان نے کہ شجاعت خلقی رکھتا تھا مدد خان کا مقابلہ کیا چند روز فیما بین جنگ قراولی رہے سردار مذکور نے کئی آدمیون کو رفقاے آزاد خان سے وعدہ الطاف شاہی کا کر کے اور قہر سلطانی سے ڈرا کے اپنے ساتھ متفق کیا کہتے ہین کہ ایک دن رات کے وقت آزاد خان نے اپنے ایک سردار شادی خان نام کو شب خون مارنے کے لیے لشکر شاہی پر بھیجا مگر سردار مدد خان خبردار ہوگیا اور خوب لڑائی ہوئی - آزاد خان نے بھی پیچھے سے پہونچکر بہت سی کوشش کی مگر کچھ مفید نہوئی آخر کو اپنے لشکر مین جاملا اور حال فریقین کا یہ تھا کہ جس قدر لڑنے مین کوشش زیادہ کرتے تھے اوسی قدر دونون طرف کے زخمی اور قتل ہوتے تھے جب آزاد خان کو معلوم ہوا کہ میرے لشکر کے کئی سردار مدد خان سے مل گئے ہین اب مجھسے کچھ نہوسکیگا بس بہتر یہ ہے کہ کسی اور جگہ جاکر زور و تدبیر کوئی بڑا کام میرے ہاتھ سے نکلے یہ سوچکر کشمیر کو چھوڑا اور کچھ آدمی معتمد اپنے ساتھ لیکر لڑتا ہوا کوہستان منبس کیطرف گیا اس واسطے کہ وہان کا حاکم رستم نام آزاد خان کا خسر تھا اور وہ پہاڑ بھی مکان قلب تھا اور رستے دشوار گزار وہان بہت سے تھے رستم مذکور نے ظاہر مین اپنے داماد کی خاطر داری بہت کی اور اپنے مکان مین اوسے ٹھہرا کر دعوت کی اس سبب سے آزاد خان نے اوسکے گھر کو گویا اپنا گھر سمجھ کے باطمینان قیام کیا سردار مدد خان نے رستم مذکور کو مخفی سمجھا دیا تھا کہ آزاد خان آدمی بدنیت ہے اس سبب سے وہ تردد مین تھا اور ڈرا کہ آزاد خان مرد جرار ہے ایسا نہو کہ مجھکو قتل کر کے میرے ملک کا مالک ہو جاے اور یہ بھی اوسنے خیال کیا کہ اگر سردار مدد خان کی مرضی کے موافق عمل نکرونگا تو قہر بادشاہی مین گرفتار ہونگا پس اوسنے آہستہ آہستہ حیلہ اور بہانہ سے آزاد خان کے رفیقون اور ہتھیارون کو اوس سے جدا کیا مگر ایک طپنچہ اوسکی کمر مین رات دن رہتا تھا کہتے ہین کہ ایک دن رستم مذکور نے اوس کوٹھری کے دروازے مین کہ جس مین آزاد خان سوتا تھا باہر سے قفل لگا دیا اور سردار مدد خان کو کہلا بھیجا کہ مین نے آزاد خان کو قید کر لیا ہے تم جلد آؤ اور کام اوسکا تمام کرو سردار مدد خان نے اسلام خان درانی کو ساتھ دو ہزار سوار کے اوسکی گرفتاری کے لیے بھیجا جب آزاد خان جاگا تو اپنے کو حجرے مین قید دیکھکر سمجھا کہ میرے خسر نے مجھسے دغا کی اب میرا بچنا بہت دشوار ہے اگر گرفتار ہوا تو بڑی ذلت اور خواری سے مارا جاؤنگا اس واسطے اوسنے طپنچہ اپنے اوپر مار لیا اسلام خان نے جب دروازہ حجرہ کا کھولا دیکھا کہ نیم جان ہے پس آنکھین اوسکی دونون نکال لین آزاد خان نے کہ کچھ سانس باقی تھی اسلام خان سے کہا کہ اے کتے اگر میرے پاس ہتھیار ہوتے تو میرے پاس تو ہرگز نہ آسکتا یہ کہا اور مر گیا تیمور شاہ کہ آزاد خان کے فساد سے متردد پشاور مین تھے جب اوسکا سر اور آنکھین اور پیچھے سے لاش بھی حضور مین پونہچی ظاہر مین اوسکے قتل ہونے سے بہت تاسف کیا اور فرمایا کہ آزاد خان جوان دلاور اور صاحب عزم تھا مگر اوسکی لاش کو دفن کا حکم ندیا اور میدان مین پھکوا دی کہ چیل اور کوّے کھا گئے پھر آزاد خان کی مان کو قندھار سے بلا کر کہا کہ ہمارے امیرون مین سے جس سے تو راضی ہو نکاح کر لے کہ تیرے پیٹ سے اور ایک لڑکا مثل آزاد خان کے صاحب جرارت پیدا ہو اس واسطے کہ مین جانتا ہون کہ یہ شجاعت اور دلاوری آزاد خان کی تیرے پیٹ کی تاثیر سے تھی اگر یہ وصف حاجی کریم داد خان اوس کے باپ کے سبب سے ہوتا تو اوسکے اور لڑکے بھی کہ اور عورتون سے پیدا ہوے ہین وہ بھی آزاد خان کی طرح سے بہادر اور شجاع ہوتے اوسکی مان نے عرض کیا کہ قربانت شوم نہ احمد شاہ سا پادشاہ پیدا ہوگا کہ تیمور شاہ سا لڑکا اوس سے پیدا ہوا اور نہ حاجی کریم داد خان سا مرد ہوگا کہ آزاد خان سا لڑکا اوس سے پیدا ہوا اور یہ امیر جو آپ کے سامنے ہین مین ان کے منہ پر پیشاب کرتی ہون انکی کیا حقیقت ہے بادشاہ نے یہ سنکر کچھ سکوت کیا بعد اوسکے اوس سے فرمایا کہ آزاد خان نے تیرے پاس بہت سا روپیہ کشمیر سے بھیجا ہے وہ سب سرکار حوالہ کر اوس عورت مردانہ سیرت نے خوب سوال وجواب دلاورانہ کیے اور لاکھ دو لاکھ روپیہ دیکر کچھ اپنی تنخواہ مقرر کرا لی اور فتح جنگ خان آزاد خان کے لڑکے کم سن کو لیکر قندھار کو روانہ ہوئی تیمور شاہ آزاد خان کی جیرہ کو کہ کشمیرن تھی اپنے عقد مین لائے اور حرم سرا مین

داخل کیا کہتے ہین کہ آزادخان کا لڑکا سنہ ۱۲۱۲ ہجری تک زندہ تھا آزادخان کے حال مین یہ بھی لوگون نے لکھا ہے کہ وہ سوا بہادری کے
سخاوت بھی بہت رکھتا تھا چنانچہ دو تین ہزار اپنے سردارون اور مصاحبون کے واسطے جیغہ مرصع اور گھوڑون کے ساز سونے روپہلے
اور ولایتی تلوارین اور چھریون کے غلاف سونے سے منڈھے ہوے اور قبائین کمخواب اور زربفت اور جامہ وار اور مخمل کاشانی اور ٹوپیکے
اور شملے کشمیری بنواکر عنایت کیے تھے اور تنخواہین بھی بیش قرار مقرر کی تھین اور اپنی فوج خاص کے آدمیون کو کہ بارہ ہزار سوار تھے
حکم کیا تھا کہ اپنے گھوڑون کے ساز اور زین اور تلوار اور بندوق اور چھریون کے غلاف نقرئی بنوائین اور روپیہ اسکا اپنے پاس سے
سبکو دیا اور سب لوگون کو قبائین بانات اور اطلس کی دیتا تھا اگرچہ این سخاوت مزاج نادرشاہی تھا بلکہ اوس سے بھی زیادہ چنانچہ اہل دربار جب
اوسکے پاس جانیکا قصد کرتے تھے تو اپنے گھر والون سے یہ کہکر رخصت ہوتے تھے کہ ہم نہین جانتے کہ اوسکے پاس سے زندہ پھر آئینگے
یا نہین اور دسترخوان اوسکا ایسا وسیع تھا کہ تین ہزار قاب پلاو اور بریانی برنج پشاور کی دونون وقت اوسکے سامنے آتی تھین اور سب
آدمی کھاتے تھے اور کسی قاب مین ڈیڑھ سیر سے کھانا کم نہوتا تھا کہتے ہین کہ ایک دن کشمیر سے کچھ دور ایک جنگل مین شکار کو گیا تھا کہ کھانیکا
وقت آپہونچا حکم کیا کہ بدستور کھانا حاضر کرو نا واقف آدمی حیران ہوے اور سمجھے کہ اس جنگل مین اسقدر کھانے کا اسباب کہان بہم پہونچیگا
کہ تین ہزار قاب طیار ہون معلوم ہوتا ہے کہ آج بہت سے آدمی کارپردازان باورچیخانے کے قتل کیے جائینگے اتنے مین تین ہزار قاب بھری
کھانے کی مع سامان حاضر ہوئین کہ بدستور سب آدمیون نے خوب سیر ہو کر کھایا اور بہت سا کھانا بچ رہا الغرض یہ شخص بجمیع صفات متصف
تھا ایک قوم کہ مسافرون کو نواح کشمیر مین لوٹا کرتی تھی اون مین سے اتنے قتل کیے کہ اونکے سرون کا ایک بڑا مینار بنایا تھا کہ بہت دور سے
وہ مینار نظر پڑتا تھا اور چار برس کی کشمیر کی صوبہ داری مین یہ سب باتین حاصل کی تھین اور عمر اوسکی تخمیناً ستائیس برس کی ہوگی کہ جب مارا گیا
کہتے ہین کہ اوسکے مزاج مین غصہ بہت تھا اور سنگدلی بھی تھی ایک دن ایک لڑکی سال بھر کی اوسکی مسند کے کنارے پر بیٹھی تھی اتفاقاً اوسنے
پیشاب کر دیا پس اوسنے فوراً اوس بچے نافہم کو غصے سے ہاتھ مین اوٹھا کر آگ مین ڈال دیا کہ وہ جلکر خاک ہوگئی ✢ ✢ ✢

بیان باغی ہونے ارسلاخان مہمند کا اور قتل ہونا فوج شاہی کے ہاتھ سے

ارسلاخان مہمند کہ عہد سلطنت احمد شاہ درانی مین صوبہ دار سرہند کا ہوا تھا اوسنے تیمور شاہ سے بغاوت کی اور مقام دکا مین کہ
پشاور سے درہ خیبر کے اوس طرف ہے اپنے قلعے مین مستعد فساد ہو کر بیٹھ رہا اور آدمی قوم آفریدی اور بہت سے پٹھانون کو
اپنے ساتھ متفق کر کے آمد و رفت فوج شاہی اور مسافرونکی بند کی جو شخص کہ امیر یا تاجر اوسکا نذرانہ قبول کرتا تھا اپنے ایک آدمی کو اوسکے
ساتھ کر کے درہ خیبر سے بسلامت نکلوا دیتا تھا اور اس سبب سے کہ مکان بہت مضبوط اور پہاڑ دشوار گذار تھے فوج شاہی اوسپر
قابو نہین پاسکتی تھی تیمور شاہ نے کئی مرتبہ فوج بھیجی مگر کچھ پیش نہ گئی اس سبب سے تیمور شاہ بہت منغص اور ملول رہا کرتے تھے
آخر قاضی فیض اللہ خان کہ مدار المہام سلطنت تھا اوسنے اپنی تدبیر سے قسمین سخت کھا کے اور وعدہ امان جان کا کر کے ارسلاخان
کو حضور بادشاہ مین طلب کیا جب وہ آیا تو اوسکو قید کر کے تیمور شاہ کے پاس لیجا کر اوسکے قتل کی درخواست کی بادشاہ نے فرمایا
کہ بعد امان دینے کے قتل کرنا خلاف قانون بادشاہی ہے آخر کو قاضی مذکور نے اس بات کے درپے ہو کر اوسکو بڑی ذلت سے
قتل کرایا اور اوسکی لاش کو ہاتھی کے پانون مین بندھوا کے تمام شہر مین پھرایا اور اسیطرح فتح خان یوسف زئی اتمان خیل کو کہ زمیندار
اور رئیس مظفرآباد وغیرہ نواح کشمیر کا تھا اور وہ بھی از راہ بغاوت کے فوج شاہی کے ہاتھ نہین آتا تھا بوساطت فیض طلب خان
محمد زئی کے حضور شاہ مین حاضر ہوا بادشاہ کے حکم سے گلا دبا کر اوسکو مار ڈالا سنہ ۱۲۱۳ ہجری تک اوسکا بیٹا ظفر خان وہانکا

حاکم تھا اور وہ بھی بادشاہ سے بنی تھا مگر مردم شاہی کو کچھ ایذا نہین دیتا تھا اور اس خوف سے کہ جو واردات اوسکے باپ پر گذری تھی بادشاہ کے پاس حاضر نہ ہوتا تھا مظفرآباد سے حسن ابدال تک اوسکی عملداری تھی +

بیان وفات پانے تیمور شاہ کا

جب تیمور شاہ پشاور مین تھے تو کئی شہزادے کم سن بھی اونکے ساتھ تھے بڑا بیٹا اونکا ہمایون شاہ اشرف البلاد احمد شاہی قندہار کا ناظم تھا اور دوسرا بیٹا سلطان محمود خراسان اور ہرات کا حاکم اور شہزادۂ نامدار زمان شاہ کابل مین ولیعہدی کے رتبے سے ممتاز تھا اس عرصے مین یکایک مزاج تیمور شاہ کا حد اعتدال سے متجاوز ہوا ہر چند کہ سب طبیب علاج اور تدبیرین کرتے تھے مگر کچھ فائدہ نہوتا تھا آخر کو رائے سب حکیمون کی یہ ٹھہری کہ آب و ہوا پشاور کی آپ کے مزاج کے ناموافق ہے بہتر یہ ہے کہ حضور کابل مین تشریف لے چلین غالب ہے کہ وہان کی آب و ہوا آپ کو موافق ہوگی چنانچہ تیمور شاہ سب کی تجویز اور صلاح سے کابل کو روانہ ہوے جب لشکر شاہی نواح چارباغ مین کہ کابل سے چالیس کوس پر طرف پشاور کے واقع ہے پہونچا شہزادۂ زمان شاہ اونکی حال بیماری کا اور توجہ طرف کابل کے سنکر مضطربانہ کابل سے یلغار کوچ کرکے یہان پہونچ کر پدر بزرگوار کی خدمت سے مشرف ہوا بسبب تیز روی کے دو گھوڑے سواری شہزادۂ موصوف کے راہ مین مرگئے غرضکہ شاہ نے وقت ملاقات کے اپنے فرزند ارجمند کو کمال شفقت و محبت سے آغوش مین لیا اور بہت سا پیار کیا اور دو گھوڑے اپنی سواری خاص کے مع ساز و یراق طلا اون گھوڑون کی عوض مین مرحمت کیے پھر تیمور شاہ باتفاق شہزادہ کابل کو روانہ ہوے اثنائے راہ مین کہ شہزادۂ موصوف اور قاضی فیض اللہ اونکے سرہانے بیٹھے تھے اونسے فرمایا کہ تین چار روز قبل اسکے مینے خواب مین دیکھا کہ کئی شخص آئے اور میری ٹوپی میرے سر سے اوتار کے اس شہزادۂ زمان شاہ کے سر پر رکھدی پس اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ میری عمر تمام ہوئی اس بات کے سننے سے شہزادہ اور قاضی اور جو لوگ وہان موجود تھے سب رونے لگے اور بادشاہ بھی آبدیدہ ہوے اور شہزادۂ موصوف کو چند کلمے نصیحت کے ارشاد کیے مگر صاف نہین کہا کہ میرے بعد فلانا شہزادہ تخت نشین ہو بہر کیف جب کابل مین داخل ہوے مرض کی روز بروز شدت اور ترقی تھی آخر کو یکشنبہ ساتوین شب ماہ شوال ۱۲۰۷ہجری مین بادشاہ ممدوح نے جہان فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی بتیس برس سلطنت کی اولاد اونکی بہت تھی جو مشہور تھی نام اونکا یہان لکھا جاتا ہے پہلا ہمایون شاہ کہ سب سے بڑا اور مرد عیاش تھا زمان شاہ کے حکم سے اوسکے آنکھین نکالی گئین یقین ہے ۱۲۴۱ہجری تک زندہ تھا دوسرا محمود شاہ یہ بھی زمان شاہ سے بڑا تھا تیسرا خاقان گیتی ستان زمان شاہ چوتھا شہزادۂ عباس پانچوان شجاع الملک چھٹا شاپور ساتوان فیروز الدین کہ حج کرنے کے حاجی فیروز الدین مشہور ہوا

بیان جلوس شہزادۂ زمان شاہ کا تخت سلطنت درانیہ پر

جب امرائے عظام مثل مدار المہام سلطنت قاضی فیض اللہ خان کہ نہایت مزاجدان اور جلیس و انیس بلکہ نفس ناطقہ شاہ مغفور کا تھا اور امین الملک نور محمد خان بابر کہ مختار اور مدار المہام امور مالی و ملکی اور ملا عبد الغفار صاحب خزانہ اور سرکارہ باشی اور پاینده خان بارکزی مخاطب بسرفراز خان کہ سردار با اقتدار اور باپ امیر دوست محمد خان اور فتح خان وزیر وغیرہ وفات تیمور شاہ سے آگاہ ہوے مصلحۃً اس خبر کو مخفی رکھکر سبکی صلاح و مشورے سے حکم عام دیا گیا کہ حضرت بادشاہ بذات خاص دیوانخانے مین تشریف لاکر فرماتے ہین کہ سب درباری حضور مین حاضر ہوکر حسب مراتب کورنش بجالاکے دیدار سعادت آثار سے شرف اندوز ہون چنانچہ سب امیر

اور کارپرداز بموجب اس حکم کے دارالسلطنت کابل مین حاضر ہوے تب سب خیرخواہ مثل قاضی فیض اللہ وغیرہ نے دروازہ قلعہ کا
بند کرکے حال وفات بادشاہ کا ظاہر کیا اور آپس مین عہد و پیمان کرکے متفق ہوے پھر بعد اسکے سب شہزادون کو دیوان خاص مین
لائے اور فاتحہ خیر پڑھکر متفق اللفظ ہوکر شہزادون سے کہا کہ بادشاہ ایک شخص ہوتا ہی اس وجہ سے مناسب ہی کہ ہم اور تم ایک
شہزادے کو کہ نہایت سنجیدہ اور دانشمند ہو تجویز کرکے بادشاہ بنائین اور دوسرے شہزادے اوسکی اطاعت خوشدلی اور رغبت سے
کرتے رہین شہزادہ زمان شاہ اپنے باپ کے عہد مین کابل کا صوبہ دار اور ولیعہد بھی تھا اور جب بادشاہ حمام مین جاتے تھے
سب امراے عظام اسی شہزادے کے سلام کو حاضر ہوتے تھے چنانچہ سب سردارون کی راے اسی پر قرار پائی کہ زمان شاہ
تخت سلطنت پر بٹھایا جاے اس سبب سے کہ اسکے حسن اخلاق اور نیک نہادی سے سب واقف تھے مگر اور شہزادے اس بات پر
راضی نہوتے تھے اور ہر شخص کو اس سلطنت کی خواہش تھی خصوصاً عباس شہزادہ کہ زمانہ اخیر سلطنت تیمور شاہ مین صوبہ پشاور
کا ہوا تھا اور چہل ستون کے بنگلے پر کہ مشہور ہے بیٹھکر لوگون کا سلام لیتا تھا اسکے دماغ مین از بس ہواے سلطنت جاگزین تھی چاہتا
تھا کہ سلطنت مجکو ملجاے اور سب امیرون سے وعدہ نوازش اور الطاف کا کرکے اونکو متوقع اور امیدوار کرتا تھا جب سردارون نے
دیکھا کہ شہزادے اس مقدمے مین خلاف کرتے ہین سب اوٹھ کھڑے ہوے اور دوسرے مکان مین جا کر بیٹھے زمان شاہ بھی
اپنے دولتخانے کو تشریف لے گئے پھر بعد گفتگو اور بحث کمال کے راے شہزادون کی اسپر ٹھہری کہ شہزادہ عباس کو تخت سلطنت
پر بٹھائین یہ صلاح کرکے شہزادۂ عباس کے پاس گئے کہ اوسکو اس خوشخبری سے آگاہ کرین امیرون نے جانا شہزادونکا عباس شہزادے
کے پاس غنیمت جانکر فوراً ایک دستہ بہادرونکا شہزادہ عباس کے دروازے پر بھیجکر اوسکے محل کا دروازہ بند کرکے خوب بندوبست کرلیا اور چار و ناچار قفلے دشمن کو
ضبط کیا پھر سب سردار شہزادۂ زمان شاہ کے پاس حاضر ہوے اور اونکو اپنے ساتھ لیکر آٹھوین شہر شوال ١٢٠٧ ہجری کو دوشنبہ
کے دن ساعت سعید عطارد مین تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور سب امرا نے نذرین گذرانین شہزادے نے بھی ہر ایک کو اوسکی لیاقت
اور حیثیت کے موافق خلعت عنایت فرماے سکہ زمان شاہ کا یہ ہوا شعر طراز یافت بحکم خداے ہر دو جہان ٭ رواج سکۂ دولت
بنام شاہ زمان ٭ اور جو شعر کہ انگوٹھی پر لکھا گیا تھا یہ ہی شعر قرار داد ز الطاف خویشتن یزدان ٭ نگین حکم جہان را بنام شاہ زمان ٭
بعد اطمینان کے انتظام امور سلطنت سے کہ بہ نسبت جمیع امور کے مقدم اور ضروری تھا لاش تیمور شاہ کی کمال توقیر سے تجہیز و تکفین
کرکے اوس زمین مین کہ قریب کابل ہی مدفون کی اب ایک بڑا مقبرہ بنایا گیا ہی الحاصل سب شہزادے تین روز تک مکان مین
عباس شہزادہ کے بر سر خلاف و پرخاش تھے اور زمان شاہ کی اطاعت پر راضی نہین ہوتے تھے آخر کو جب اس تین روز مین اونکو آب و دانہ
میسر نہوا کہ عباس شہزادے کے مکان مین محبوس تھے ناچار عاجز ہوکر شاہ زمان کی کہ بادشاہ ہوگئے تھے فرمانبرداری اور اطاعت
پر راضی ہوکر اونکی خدمت مین حاضر ہوے بادشاہ نے حکم کیا کہ ان سب کو ارک کابل کے اندر اوس قلعے مین کہ قلہ کوہ پر واقع ہی نظربند
رکھو مگر شجاع الملک کو کہ نابالغ اور کم سن اور بادشاہ کا حقیقی بھائی تھا اپنے ساتھ رکھا اور اوسکا خیمہ اپنے خیمے کے قریب کھڑا کرایا
المختصر بادشاہ انتظام امور مالی و ملکی مین مشغول ہوے اس وقت مین عمر شاہ کی تیئس ٢٣ برس کی تھی پھر بادشاہ نے ہر ایک امیر کو خطاب
اور منصب عنایت کیے رحمت اللہ خان صدوزئی کامران خیل کو کہ مرد دانشمند اور صاحب تدبیر تھا ساتھ خطاب معتمد الدولہ وفادار خان
بہادر کے سرفراز کرکے مدار المہام سلطنت اور مشیر تدبیر مملکت مقرر فرمایا یہ رحمت اللہ خان بسبب ناموافقت قاضی فیض اللہ کے عہد
تیمور شاہ مین خانہ نشین تھا اور حافظ شیر محمد خان بامی زئی بیٹا شاہ ولی خان وزیر کا کہ بعد قتل پدر کے گوشہ نشین ہوکر غریبون کی طرح
اپنی اوقات بسر کرتا تھا اسکو اشرف الوزرا مختار الدولہ خطاب دیکر مرتبہ وزارت عطا کیا اور امین الملک کو بدستور دیوان اعلی رکھا

بعد اوسکے امیر الملک کی لڑکی سے نکاح کیا اور قاضی فیض اللہ کو ناراض ہوکر قید کیا اور تمام مال و اسباب اوسکا ضبط کر لیا یہ قاضی [illegible] ہجری تک
قلعہ کابل مین قید تھا معلوم نہوا کہ شاہ زمان بادشاہ اس شخص سے کیون آزردہ تھا الغرض جب شاہ نے انتظام سلطنت سے فراغت پائی تب شہزادہ
ہمایون کو کہ صوبہ قندھار تھا نامہ لکھا کہ اللہ کے فضل و کرم سے سلطنت مجکو حاصل ہوئی اور سب بھائیون اور سردارون نے برضا و رغبت میری
اطاعت قبول کی لازم ہی کہ تم بھی تقدیر الہی سے رضامند ہوکر میری اطاعت قبول کرو اور نظم و نسق قندھار مین مشغول ہو ہمایون شاہ نے جواب لکھا کہ تیمور شاہ
بابا نے صوبہ داری اور ولیعہدی قندھار کی کہ ملک موروثی اور تخت گاہ اس خاندان عالیشان کا ہی مجکو عنایت کی تھی علاوہ اسکے مین سب سے
عمر مین بھی بڑا ہون اس صورت مین سلطنت میرا حق ہی شاہ زمان کو جب ہمایون شاہ کی نافرمانی معلوم ہوئی تو قصد قندھار کا مصمم کر کے لشکر ہمراہ
لیکر روانہ ہوے ہمایون شاہ بھی وہان سے بہت سی فوج لیکر چلا باغ بیرو مین کہ دو کوس اس طرف قندھار سے ہی دونون لشکر کا مقام ہوا
ہمایون شاہ کی طرف سے مہر علیخان میر آخور برادرزادہ سردار مدد خان اسحاق زئی اور شاہ زمان کیطرف سے سردار پاینده خان جنگ
ہراولی پر نامزد ہوے جب دونون لشکر مقابل ہوے ہمایون شاہ کے سردار ہراول نے اطاعت شاہ زمان کی قبول کی اور لشکر شاہی مین
داخل ہوا جب ہمایون نے یہ حال دیکھا تو ہراسان ہوکر بھاگ گیا تب سب اوسکے سردارون نے بخوف اسکے کہ کسیکا بھائی شاہ کی طرف
اور کسیکا باپ ہمایون کیطرف تھا ہمایون کی رفاقت ترک کی اور ملازمت شاہ سے مشرف ہوے شاہ نے بقدر لیاقت ہر شخص کے منصب
عنایت کیا ہمایون کے سردارون نے جو کچھ مال و اسباب اوسکا اونکے ہاتھ لگا وہ سب شاہ کی نظر سے گذرانا اور داخل کارخانہ شاہی ہوا
ہمایون کے سردارون سے کوئی شخص سوا دلدار خان کے کہ اوسکا خسر تھا اوسکے پاس نرہا آخر کو ہمایون نے مجبور ہوکر کوہستان بلوچستان
کی راہ لی اور نصیر خان کی عملداری مین کہ خراج گذار خاندان سلاطین درانیہ کا تھا جاکر پناہ پکڑی شاہ زمان فتحیاب ہوکر قندھار مین آ ئے
اور باغیون اور سرکشون کو تلاش کر کے اونکو سزا دی اور اپنے فرزند ارجمند قیصر نام کو کہ کم سن تھا اپنا نائب اور ولیعہد کر کے قندھار مین
چھوڑا اور عبد اللہ خان لوزرزئی کو اوسکا نائب کل مقرر کر کے اپنے سرداران جلیل القدر کو ساتھ لیکر کابل مین رونق افروز ہوے

بیان پہونچنے اشرف الوزرا شیر محمد خان کا طرف بلوچستان کے واسطے تعاقب ہمایون کے

جب شاہ زمان نے سنا کہ ہمایون بلوچستان کیطرف گیا ہی اور نصیر خان کی حمایت مین پناہ لی ہی تب یہ ارادہ کیا کہ خود اوس طرف کو جائین
اس اثنا مین عرضداشت نصیر خان کی پونہچی اوسنے کمال عجز و انکسار سے لکھا کہ خانہ زاد حضور کا فرمانبردار ہی ان روزون ہمایون شاہ مصاحبان
بد اطوار کے اغوا سے حضور کی اطاعت سے منحرف ہوکر غریب خانے پر تشریف لائے ہین اونکا بھیجنا حضور مین طریقہ ریاست اور مروت کے
خلاف سمجھکر عرض کرتا ہون کہ اب وہ کبھی آپ سے بغاوت نکرینگے اور اس غلام کی زندگی تک کسیطرح کا فساد اونکی ذات سے ظہور مین نہ آئیگا
اور حضور کی بدولت کہ ٹکڑا روٹی کا مجکو میسر ہی مین اونسے دریغ نکرون گا اور اونکو سمجھا کر راہ راست پر لاکر حضور مین روانہ کرون گا اب حضور اون کی
جان بخشی کرین کہ غلام کا موجب سرفرازی ہی بادشاہ نے بنظر قدامت نصیر خان کے وہان کا قصد موقوف کیا اور جب لشکر شاہی قندھار سے خراسان
کی طرف سلطان محمود کے دریافت حال کے واسطے کہ یہ بھی بڑے بھائی بادشاہ کے تھے اور ہمایون سے چھوٹے روانہ ہوا ہنوز قندھار دو
کوس رہگیا تھا کہ عرضی سلطان محمود کی پونہچی اوسنے لکھا تھا کہ مین حضور کا فرمانبردار ہون اور آپ کو بجاے شاہ بابا جنت مکان کے سمجھتا
ہون امیدوار ہون کہ بدستور عہد حضرت شاہ بابا مغفور کے ملک خراسان اور ہرات میرے حوالے رہے مین کبھی احکام شاہی سے عدول نکرون گا
امراے دولت نے بھی عرض کیا کہ آپ آخر کسی شہزادے کو ہرات مین مقرر فرماینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ سلطان محمود ہی کو وہان قائم رکھیں
ان سب ارکان دولت کے عرض و معروض سے شاہ نے حکومت ہرات اور خراسان کی سلطان محمود کو عنایت فرمائی اور فرمان اطمینان کا

سلطان محمود کے پاس بھیجدیا اور خود بقصد تسخیر ہندوستان کابل مین داخل ہوے اس عرصے مین خبر پونہچی کہ نصیر خان بلوچ نے وفات پائی اور اوسکا لڑکا محمود خان نامی کہ کم سن ہی بھتیجا نصیر خان کا کہ جوان ہی ریاست کا مالک ہوا وہ چاہتا ہی کہ نصیر خان کے لڑکے کو نکال دے اور ہمایون شہزادے کو بھی لکھتا ہی کہ آپ مستحق سلطنت ہین مین قوم درانی کو جمع کرتا ہون آپ قندھار کا قصد کرین جب یہ خبر شاہ زمان کو پونہچی شاہ نے حافظ شیر محمد خان مختار الدولہ اپنے وزیر اور سید خداداد کہ سادات شوراک وپشین سے تھا معتمد الدولہ امین الملک کی طرف سے نور محمد خان بابر کو رخصت کرکے ارشاد کیا کہ جس طرح سے ہو ہمایون کو سمجھا کے میرے پاس لاؤ شاہ یہ حکم دیکر بقصد ہندوستان داخل پشاور ہوے القصہ مختار الدولہ اور سید موصوف وہان پونہچے اور ہمایون کا اطمینان اور دلجمعی بخوبی کرکے اپنے ساتھ لیکر شاہ کیطرف روانہ ہوے اثناے راہ مین سید مذکور نے شہزادۂ ہمایون سے سازش کرکے کہا کہ مین اپنی تدبیر صائب سے آپ کو سلطنت دلادونگا بشرطیکہ مجھسے عہدۂ وزارت کا وعدہ کیجیے چنانچہ دونون مین عہد وپیمان ہوگیا شیر محمد خان بہادر کہ مرد دیندار اور خداترس تھا اوسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر مین شہزادہ یا اس سید کو قتل کرون تو یہ بات دین وایمان کے خلاف ہی اور ایسی نمک حرامی میرے خاندان کا طریقہ نہین بادشاہ کو عرضداشت لکھی کہ سید خداداد ہمایون کو باطمینان اپنے ساتھ لاتے ہین اگر مجکو حکم ہو تو مین حضور مین حاضر ہون اسواسطے کہ اب میرا کام یہان کچھ نہین ہی آخر کو شیر محمد خان بموجب اجازت شاہ حاضر حضور ہوا اور انکے فساد سے کنارہ کشی کی

بیان پہونچنے ہمایون شاہ کا قندھار مین اور لڑنا شہزادۂ قیصر کے ساتھ

جب مختار الدولہ حافظ شیر محمد خان بادشاہ کے پاس پونہچا سید خداداد نے فرصت کو غنیمت سمجھکر ہمایون کو بادشاہ بنایا اور گرد وپیش کے آدمیونکو جمع کرکے قندھار کا قصد کیا اور چاہا کہ پہلے شہر پر قبضہ کرلے بعد اوسکے اور شہرون پر تصرف کرے جب اس ارادے سے قندھار مین پونہچا سرداران ہمراہی شہزادۂ قیصر جمع ہوے اور شہزادے کو کہ اوسوقت مین سات برس کا سن تھا گھوڑے پر سوار کرکے بارادۂ مقابلہ باہر نکلے جب دونون طرف کی فوج مقابل ہوئی شہزادۂ قیصر کے سردارون نے اپنی فوج کے تین غول کیے یار محمد خان صدوزئی کو پانسو سوار دیکر شہزادے کی محافظت کے لیے مقرر کیا جب لڑائی شروع ہوئی فوج شاہی نے کمال جرات اور دلاوری سے ہمایون کی فوج کو ہزیمت اور شکست دی چنانچہ اوسکے لشکر کا انتظام برہم ہوگیا اور سب بھاگ اوٹھے تب دلاوران شاہی نے اونکا تعاقب کرکے قتل کرنا اور لوٹنا شروع کیا ہمایون شاہ کہ چند سوار لیکر اپنی فوج سے جدا ہوکر شہزادہ قیصر کی صف کی طرف کھڑا تھا جب اوسنے اپنی فوج کی ہزیمت اور بے سامانی دیکھی تو غصے مین آکر تلوار کھینچے ہوے شہزادہ قیصر کے قریب آیا درانیون نے دیکھا کہ ہمایون شاہزادہ ہی اوس سے لڑنا اور اوسپر تلوار چلانا اپنے نزدیک نامناسب سمجھکر سب چلے گئے اور قیصر شہزادہ کو اکیلا چھوڑدیا چنانچہ اوس داروگیر مین ہمایون کے ہاتھ سے تلوار کا زخم قیصر شہزادے کے گلے پر لگا اور تلوار پھسلکر ہاتھ پر آئی اور اونگلیان شہزادے کی زخمی ہوئین وہ لڑکا کم سن خون ٹپکتا ہوا گھوڑے پر کھڑا تھا تب شہزادہ احمد فرزند ہمایون شاہ نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ لڑکا بیچارہ آپکا بھتیجا اور میرا بھائی ہی اور بھتیجا بجاے فرزند ہوتا ہی آپ کو اسکا زخمی کرنا مناسب تھا ہمایون نے کہا کہ غصے کی حالت مین سہوًا میری تلوار اسکے چہرے پر لگ گئی یہ کہکر گھوڑے سے اوترکر تاسف کرکے کمال شفقت اور مہربانی سے اپنی گود مین لیا اور اوسیوقت جراح کو بلاکر حکم کیا کہ اسکے زخم کی دوا کرے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر کباب اور روٹیان باتفاق کھائین القصہ جب خبر گرفتار ہونے شہزادے کی ہمایون کے پاس بہادران فوج شاہی کو کہ بھاگنے والون کے پیچھے گئی تھی معلوم ہوئی سراسیمہ اور حیران ہوگئے اور اپنے دل مین کہا کہ ہم تو فتحیاب ہوے تھے اور سب فوج ہمایون شاہ کی بھاگ گئی تھی ہمارا شہزادہ کیونکر گرفتار ہوگیا جب یہ خبر واقعی بادشاہ کو پونہچی عبداللہ خان نورزئی اور سیخے خان نقشبی باشی اور کدو خان بارک زئی اور فتح خان لڑکا پاینده خان بارکزئی

کا یہ سب بالا بالا روانہ پشاور ہوئے کہ شاہ کی خدمت مین حاضر ہون باقی سردار اور فوج متعینہ قندھار ہمایون شاہ سے ملگئی پھر ہمایون قندھار مین داخل ہوا اور سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اس عرصے مین احمد خان نورزئی کہ شاہ زمان بادشاہ کی ملازمت کے واسطے پشاور کو جاتا تھا اوسکو ہرات اور قندھار کے درمیان مین معلوم ہوا کہ شہزادہ قیصر گرفتار ہوا اور عبد اللہ خان اور اسکے بھائی نے ہزیمت پائی اور سب فوج تباہ ہوگئی اور ہمایون شاہ نے قندھار مین اپنا تسلط اور قبضہ کرلیا تب اسنے اپنے دلمین کہا کہ ہمایون کون ہوتا ہے کہ ملک شاہی مین فتنہ اور فساد برپا کرے مین پہلے اوسکا تدارک کرونگا پھر بادشاہ کے پاس حاضر ہونگا بلکہ ہمایون کو قید کرکے بادشاہ کے حضور مین لیجاؤنگا اس ارادے سے قندھار مین آکر مستعد لڑائی کا ہوا ہمایون شاہ بھی اپنی فوج لیکر قندھار سے باہر نکلا خان مذکور نے یہ تدبیر سوچی کہ ہمایون کے لشکر کو پس پشت چھوڑ کر رات کے وقت قندھار مین داخل ہوا اور پہلے شہر کو اپنے قبضے مین لاکر بعد اوسکے باطمینان ہمایون سے مقابلہ کرے مگر عبد الکریم خان پسر رحیم داد خان بارک زئی کہ دروازۂ قندھار پر مقرر تھا اوسنے دروازہ نہ کھولا بلکہ بندوقین مارنا شروع کیا تب احمد خان مجبور ہوکر پھر آیا ہمایون شاہ اس خبر کے سننے سے لشکر گاہ کو چھوڑکر قندھار چلا گیا اور مقام گورکان مین دونون لشکر سے لڑائی شروع ہوئی یہان تک کہ تلوار کی نوبت پونہچی ملا خدا داد ہمایون شاہ کیطرف سے زخمی ہوے اور یوسف خان مہماندار باشی شاہی احمد خان کیطرف سے مجروح ہوکر گرفتار ہوا ہمایون شاہ نے چاہا کہ اپنے ہاتھ سے اوسکو قتل کرے مگر سردارون نے اوسکی شفاعت کرکے جان بچائی احمد خان بھی تلوار اور تفنگ سے زخمی ہوکر بھاگ اوٹھا چونکہ فوج احمد خان کی قوم پنج پاسے تھی اور فوج ہمایون شاہ کی قوم زیرک اور شجاع سے تھی اس سبب سے احمد خان کا پاؤن میدان مین نہ ٹھہرا اور بھاگ گیا اور قریب چھہ کوس کے میدان سے جاکر بسبب زخمون کے بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا ملا حسن درویش کہ قوم پنج پاسے تھا اوسکو اوٹھا کر اپنے گھر لیگیا ہمایون شاہ احمد خان کا تعاقب دو کوس تک کرکے پھر آیا اور فتحیاب ہوکر داخل قندھار ہوا اور عیش و نشاط مین بسر کرنے لگا دوسرے روز ہمایون شاہ نے حال احمد خان کا دریافت کرکے ملا حسن درویش کے گھر سے بلا کر حکم قتل کا دیا مگر سادات اور فقرا اور علماے قندھار نے متفق ہوکر اوسکی جانبخشی کرائی پھر احمد خان نے بھی اپنی جان کے خوف سے ہمایون شاہ سے عہد و پیمان کیا کہ مین ہمیشہ آپکا خیر خواہ ہونگا اس درمیان مین بہت سے آدمی آہستہ آہستہ خفیہ بھاگ کر حضور شاہ زمان مین پونہچے

بیان توجہ شاہ زمان کا ہمایون شاہ پر اور فتحیاب ہونا شاہ کا اوسپر

جب خبر ہزیمت فوج شاہی کی ہمایون کے مقابلے سے اور زخمی ہونا شہزادہ قیصر کا اور گرفتار ہونا سردار احمد خان نورزئی کی شاہ زمان کو پونہچی تب لشکر جرار ساتھ لیکر پشاور سے قندھار کو روانہ ہوے پہلے کابل مین پہونچکر وہان سے قریب قندھار کے پاینده خان بارک زئی کو ہراول مقرر کیا ہمایون شاہ نے یہ خبر سنکر چار و ناچار اپنی فوج لیکر چالیس کوس قندھار سے نکلکر مقابلہ کیا اور احمد خان نورزئی کو کہ ہنوز اوسکے زخم اچھے نہوے تھے ہراول کے مقابلے کو بھیجا اور خود آدمی معتمد لیکر پیچھے فوج کے کھڑا ہوا اور جن آدمیون پر اعتماد نہ تھا وہ لوگ احمد خان کے ساتھ کر دیے اور خود رات کے وقت اپنے معتمد آدمیون کے ساتھ بے لڑے ہوے ہرات کی طرف جاکر مقام فراہ مین کہ درمیان قندھار اور ہرات کے ہے جا پونہچا سردار احمد خان کہ جبراً اوسکا ہراول اور پیش جنگ ہوا تھا پاینده خان کے پاس جاکر اوسکے ذریعے سے شاہ کے حضور مین حاضر ہوا جب خبر بھاگنے ہمایون کی قندھار مین پونہچی پاینده خان کی زوجہ کہ ایک عورت صالحہ اور عاقلہ مردانہ سیرت تھی ایک چھری کمر مین لگا کر اور برقع منہ پر ڈال کے گھوڑے پر سوار ہوئی اور شہزادہ قیصر کو کہ ہمایون کی قید مین تھا اوسکو مسند ولیعہدی پر بٹھا کر منادی کرائی کہ دور دور عہد حضرت شاہ زمان کا ہے اس ہرج و مرج مین مرتضی خان نامی کہ پاینده خان کا داماد تھا اوسنے بازار وغیرہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا مگر زوجۂ پاینده خان مانع ہوئی اور چھری سے اوسکو زخمی کیا شاہ عبد الستار آغا شاری کہ درویش صادق تھا

اوسنے زوجہ مذکور سے کہا کہ یہ جوان تیرا عزیز اور داماد ہے اسکو تو نے زخمی کرکے گرفتار کیا اگر اسکا حال بادشاہ کو معلوم ہوگا تو یہ جان سے مارا جائیگا بہتر یہ ہے کہ اسکو خلعت دیکر رخصت کر چونکہ وہ عورت عقل کامل رکھتی تھی اوس درویش کے کہنے پر عمل کیا دوسرے روز شاہ فتحیاب ہوکر قندھار مین داخل ہوے اور میر آخور فتح خان یعنی داروغہ اصطبل اور پاینده خان کے لڑکے کو بطریق چپاؤنی ہمایون شاہ کے پیچھے روانہ فرمایا جب دونون سردار مقام گرشک مین پہونچے وہان معلوم ہوا کہ ہمایون کوہستان مین آوارہ پھرتا ہے ہرگز ہاتھ نہ آئیگا پھر شاہ سلطان محمود کو کہ ہرات کے حاکم تھے لکھا کہ اگر ہمایون تمھارے ہاتھ لگے تو اوسکو قید کرکے ہمارے پاس بھیجدو سلطان محمود نے اوسکے جواب مین لکھا کہ اگرچہ حضور ہمارے شاہ بابا مغفور کے ہین اور ہمایون شاہ بھی میرے اور آپ کے بڑے بھائی ہین اسواسطے امیدوار ہون کہ اونکی تلاش اور گرفتار کرنے سے مجکو معاف رکھین شاہ نے از سر نو قندھار کا بندوبست کرکے قیصر شہزادے کو بدستور اپنا ولیعہد مقرر کیا اور خود بارادۂ تسخیر ہندوستان کابل کو روانہ ہوے اور مختار الدولہ حافظ شیر محمد خان وزیر کو بہت سی فوج دیکر نصیر خان کے بھتیجے کی تنبیہ کے واسطے مقرر کیا اسواسطے کہ وہ محمود خان پسر نصیر خان کو معطل کرکے خود بلوچستان کا حاکم بن بیٹھا تھا اور متواتر اوسکے ظلم اور فساد کی نالش حضور شاہی مین ہوا کرتی تھی اور حافظ مذکور کو حکم دیا تھا کہ برادر زادہ نصیر خان کو سزا دے کامل دیکر نصیر خان کے بیٹے کو اوسکے باپ کا جانشین کردیا مختار الدولہ بہادر حسب الحکم اوس ملک مین گئے اور بہت سے کارنمایان کیے اور بڑی جنگ واقع ہوئی اس لڑائی مین بہت سے درانی اور بلوچ مقتول ہوے آخر الامر مختار الدولہ فتحیاب ہوے اور شہر مین داخل ہوکر نصیر خان کے لڑکے کو وہان کا رئیس کردیا اور سب کارپردازون اور سرکشان بلوچستان کو اوسکا فرمانبردار بنایا بعد اوسکے مختار الدولہ نصیر خان کے لڑکے کو بادشاہ کی قدمبوسی کے لیے اپنے ساتھ لیکر حضور شاہ مین حاضر ہوے بعد چند روز کے محمود خان نصیر خان کے بیٹے کو شاہ نے خلعت دیکر بلوچستان کو رخصت کیا چنانچہ وہ خوشدل اور فارغ البال داخل شہر قلعات ہوا اور سنہ ۱۲[illegible] ہجری تک سردار بلوچستان تھا اور ابتک اوسکی اولاد اوسی شہر مین مقیم ہے اور تا حال کہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین نصیر خان نامی اوسی محمود خان کی اولاد سے وہان کا حاکم ہے اور سرحد بلوچستان کے طول مین سرحد سندہ اور بھکر اٹھارہ کوس اس طرف مسقط کے اور عرض اوسکا سمندر مین ملا ہے سو کوس تک ریگستان و پہاڑ اس ملک مین واقع ہین اگرچہ بلوچ لوگ بہت دلاور اور شجاع ہوتے ہین مگر ساتھ اسکے بڑے وحشی اور جاہل بھی کمال درجہ چنانچہ درانی بھی اس فرقے کے بہادری کا اقرار کرتے ہین اور عہد شاہ درانی مین سردار اس قوم کا کہ نام اوسکا نصیر خان تھا بادشاہ کی اطاعت مین رہتا تھا اور جب شاہ کسی لڑائی پر جاتے تھے تو یہ بھی پانچ چھ ہزار سوار سے ہمراہ رکاب ہوتا تھا الحال اوسکا لڑکا بھی شاہ کی فرمانبرداری سے باہر نہین ہے اور اپنے کو متوسل شاہ سمجھکر فرمان بادشاہی سے سر مو تجاوز نہین کرتا ہے اور اوس وقت مین خطبہ اور سکہ شاہان درانیہ کے نام کا تمام بلوچستان مین جاری تھا

بیان قصد شاہ زمان کا ہندوستان کی طرف اور انجام پانا کام ہمایون کا محمد خان کے ہاتھ سے نواح ملتان مین

شاہ زمان بادشاہ نے بارادۂ تسخیر ہندوستان اور تنبیہ و تادیب سکھون اور وہان کے سرکشون کے فوج شایستہ اور لشکر آراستہ کے ساتھ سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین کابل سے کوچ کرکے دریاے سندہ کے کنارے پر نزول اجلال فرمایا اور قلعہ اٹک سے کشتیون کے پل پر عبور کرکے حسن ابدال اور نواح رہتاس مین آکر خیمہ کیا اور چند روز تفریح طبع کے واسطے شکار مین مشغول رہے اور احمد خان شاہنچی باشی بارک زئی کو مع بہادر خان محمد زئی اور بعض اپنے سردارون کو سات ہزار سوار دیکر واسطے تسخیر دوآبہ واقع درمیان دریاے جہلم اور چناب کے رخصت کیا اس عرصے مین بمشیت ایزدی سے ہمایون فوج شاہی سے ہزیمت کھاکر ملک ریگستان نواح قصبہ لیہ مین کہ ملتان سے پچیس کوس کے فاصلے پر بجانب ڈیرہ اسمعیل خان مابین دریاے سندہ اور جہلم کے واقع ہے پہونچا اوس وقت مین قریب سو سوار کے کہ سب سردار اور سردار زادہ تھے اور سلطان احمد نام اوسکا لڑکا کہ جوان خوش سیرت اور صاحب حسن و جمال تھا اوسکے ساتھ تھے کہتے ہین کہ ایک درخت کے نیچے لباس سپاہیانہ پہنکر ٹھہرا اس ارادہ سے

کہ جس طور سے ممکن ہو کشمیر مین پہونچ کر اوس ملک کو اپنے قبضے مین لائے اور بادشاہی بنامی فساد محکم کرے چونکہ سابق اس سے احکام بادشاہی حکام اور رؤسای ممالک محروسہ کے نام پر جاری ہوے تھے کہ جس طور سے ہو ہمایون کو گرفتار کرکے حضور مین روانہ کرو محمد خان صدوزئی کہ جوان وجیہ اور دلاور حاکم لیہ کور کا تھا اوسنے خبر پائی کہ ہمایون شاہ مع اسقدر سوار کے وہان نے مقام پر ایک درخت کے تلے اوترا ہے یہ سنکر مع پانسو سوار مسلح کے وہان پہونچکر او دل ہمایون سے کہا کہ یہان سے چلکر شہر مین نزول فرمائیے کہ مین خدمتگذاری مین مستعد ہون ہمایون شاہ کہ مرد صاحب فراست تھا طرز کلام اور ہجوم سپاہ سے سمجھ گیا کہ معاملہ کچھہ اور ہی پس اپنے ہمراہیون کے ساتھہ کہ سب مسلح اور ہتھیار بند تھے لڑنے مین مشغول ہوا اور خوب لڑائی ہوئی ہمایون کے ہمراہی بہت سے زخمی اور قتل ہوے اور شہزادہ احمد اوسکا لڑکا بندوق کی گولی کھا کے گھوڑے سے گر پڑا اور فوراً مر گیا ہمایون شاہ کہ اوسپر عاشق اور اوسکو نہایت چاہتا تھا گھوڑے سے گر کے اوسکی لاش پر گرا اور نعرہ جانکاہ مارا محمد خان نے نزدیک ہمایون کے پہونچکر اوسکو بغل مین دبا لیا اور اوسکو اور اوسکے سب رفیقون کو قید کرکے قصبہ لیہ مین لایا اور حقیقت حال سے بادشاہ کو اطلاع کی حسن خان قزلباش پیش خدمت کہ سب خدمتگارون بادشاہی کا افسر تھا اوسکو شاہ نے حکم دیا کہ تو جاکر ہمایون کی آنکھین نکال کے پالکی مین سوار کرکے کابل کو روانہ کردے قزلباش حسب الحکم لیہ مین پونہچا اور دونون آنکھین ہمایون کی نکال کے پالکی مین بٹھا کر بادشاہ کے حضور مین لایا تب شاہ نے حکم کیا کہ اسکو اسی صورت سے کابل مین لیجاکر جہان اور شہزادے قید ہین مقید کرو جس روز کہ خبر گرفتار ہونے ہمایون اور قتل ہونے شہزادہ احمد کی مقام رہتاس یا حسن ابدال مین بادشاہ کو پونہچی طرفہ تماشا تھا کہ ایک طرف امرائے عظام مبارکباد کہتے تھے اور ایک طرف سے آواز ماتم پرسی کی بادشاہ کے کان مین پہونچتی تھی اور حسب دولتخواہون کی تحریر سے کہ قندھار اور ہرات مین تھے دریافت ہوا کہ سلطان محمود حاکم ہرات نے سرکشی اختیار کی ہے اور ارادہ فساد کا رکھتا ہے شاہ زمان یہ خبر سنکر مہم پنجاب اور تنبیہ سکھون اور گردن کشون ہندوستان کی معطل چھوڑ کے حسن ابدال سے خراسان کیطرف روانہ ہوے کہ سلطان محمود کی فتنہ انگیزی کو دفع کرین اور وہ فوج کہ دوابہ دریاے جہلم اور چناب کی تسخیر کے لیے مقرر ہوئی تھی حقیقت اوسکی یہ ہے کہ احمد خان بارک زئی شاہنچی باشی نے بادشاہ سے رخصت ہو کر دریاے جہلم سے عبور کرکے سکھون سے مقابلہ کیا کئی بار سکھہ بھاگے آخر کو مجمع کثیر کرکے قریب گجرات کے پھر مقابلہ کیا اور جنگ عظیم واقع ہوئی سردار احمد خان نے اس معرکہ مین کار نمایان کیے مگر جب دیکھا کہ سردارون کی نااتفاقی اور درانیون کی بیدلی سے کچھہ اور صورت پیدا ہو گی اور مین فتحیاب نہونگا ناچار لڑتے ہوے تمام احتیاط سے اپنا سب سامان اور اسباب لیکر لشکر شاہی مین داخل ہوا اور بسبب فساد انگیزی سلطان محمود کے چندروز ناتمام اس مہم کا ملتوی رہا اور بادشاہ داخل کابل ہوے اس عرض مدت مین نامہ شاہ عالم عالی گوہر بادشاہ ہندوستان کا مرزا غلام محمد خان کے ہاتھ شاہ زمان درانی کے پاس پونہچا شاہ درانی نے جواب اوسکا لکھا عبارت دونون نامہ کی بنظر اختصار کے اس مقام مین تحریر نہوئی حاصل مضمون نامۂ شاہ ہندوستان کا بلانا بادشاہ درانی کا تھا اور جواب اوسکا عذر نہ پہونچنے کا بسبب موسم گرمی کے اور حقیقت مین وجہ نجانے کی طرف ہندوستان کے فتنہ انگیزی سلطان محمود کی تھی *

بیان قصد شاہ زمان کا واسطے جنگ کے سلطان محمود سے دار السلطنت ہرات کی طرف

جبکہ خبر شر و فساد سلطان محمود کی شاہ زمان کو بتحقیق پونہچی کابل سے کوچ کرکے قندھار مین داخل ہوے اور چند روز واسطے جمع کرنے فوج اور لشکر اور سامان حرب کے وہان قیام کیا بعد جمع ہونے لشکر کثیر کے سرداران جان نثار کو ساتھہ لیکر ہرات کو روانہ ہوے اور بمقام میون فرودگاہ لشکر ہوا سلطان محمود نے بھی دریاے ہیرمندہ کے کنارے سے جانب قندھار ہی عبور کرکے محمد عظیم خان میر پنجاہ خان الکوزئی کے لڑکے کو جنگ شینکی کے واسطے مقرر کیا اور شاہ زمان کیطرف سے سردار مہر علیخان میر آخور برادرزادہ سردار محمد خان درانی کا ہراول پر معین ہوا دونون طرف کے

لشکر میدان خاکریز مین مقابل ہوے پہلے توپ اور بندوق کی لڑائی شروع ہوئی اور دیر تک ہنگامہ جنگ کا گرم رہا آخر کو فوج سلطان محمود نے حملہ کرکے کمال دلاوری سے توپخانہ شاہی پر پہونچکر سب توپون پر قبضہ کرلیا اور ہراول شاہی نے ہزیمت پائی تب شاہ زمان خود قریب فوج ہراول کے گئے اور وہان کا حال دیکھکر تاج شاہی کہ چار جیغے اوسکے جواہرات مثل زمرد اور الماس اور لعل بدخشانی اور یاقوت رمانی سے آراستہ تھے اوسکو سر سے اوتار کے سادہ ٹوپی سر پر رکھی اور بکمال عجز و انکسار سے جناب باری مین اپنی فتحیابی کے واسطے دعا کی ہواخواہان شاہی کے دل مین اس حال کے دیکھنے سے یہ خیال گذرا کہ شاہ کا قصد بھی فرار کا ہے سب نے عرض کیا کہ یہ کیا ارادہ ہے جو آپ کی خاطر مبارک مین آیا بادشاہ نے کہا کہ یہ وقت ہماری سپہ گری کا ہے اسواسطے مصلحتاً مینے سپاہیانہ وضع بنائی ہے کہ غنیم کی فوج مجکو نہ پہچانے تم دلجمعی سے لڑنے مین مستعد ہو پھر شاہ بذات خود کمان مین تیر جوڑکے لڑنے کو موجود ہوے جب معرکہ جنگ خوب زور شور پر آیا اور فوج مخالف نے ہر طرف سے ہجوم کرکے فوج شاہی کو بےپا کردیا اوس وقت بادشاہ نے بآواز بلند کہا کہ کوئی ہے نواب خان ایشک آقاسی نے کورنش کرکے عرض کیا کہ قربانت شوم مین حاضر ہون سوا اوسکے توکل خان و کرشن خان سرداران قلماق دستہ غلامان کہ زمانہ تیمور شاہ مین مسلمان ہوے تھے اونھون نے بھی کہا کہ ہم غلام بھی حاضر ہین جو حکم ہو بجالاوین توکل خان نے یہ بھی کہا کہ حضور کا سر سے تاج کا اوتارنا ہم غلامان کی موجب شکستہ خاطر کا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ وقت سپاہگری کا ہے ایسی حالت مین تاج شاہی سے کلاہ سپاہیانہ افضل ہے جب ہم فتحیاب ہونگے تو تخت سلطنت پر بیٹھکے تاج سر پر رکھینگے نواب خان ایشک آقاسی سے ارشاد ہوا کہ یہ وقت اخلاص اور جانسپاری کا ہے مینے تمکو خدا کے سپرد کیا تو اللہ پر توکل کرکے کارستانہ کر سردار مذکور اور کرشن خان وغیرہ کورنش بجالا کے لڑنے کو چلے غرضکہ دونون سردارون نے میدان مین جاکر وہ بہادری اور شجاعت کی کہ محمد عظیم خان ہراول سلطان محمود کا مضطرب ہوکے بھاگ گیا اور بدحواسی سے ہرات کی راہ بھولکر قندھار کیطرف بھاگا اور قریہ ذاکر مین کہ پانچ کوس قندھار سے ہے عبدالمجید درویش کے گھر مین چھپ رہا درویش مسطور نے تیغ تلوار اوسکے ہاتھ مین دیکر اور کفن اوسکے گلے مین پہناکر زمان شاہ بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور ملا جان محمد اپنے لڑکے کو واسطے شفاعت کے اوسکے ساتھ کردیا جب یہ بادشاہ کے روبرو گیا تب عرض کیا کہ غلام گنہگار نمک حرام حاضر ہے حکم ہو کہ غلامان اسی تلوار سے قتل کرکے اسی کفن مین لپیٹ کر دفن کردین بادشاہ نے فرمایا کہ تینے میرے ساتھ کوئی برائی نہین کی بلکہ تجکو خلعت فاخرہ اور گھوڑا اور شمشیر عنایت کی اور تیرا مرتبہ بڑھایا تب محمد عظیم خان نے عرض کیا کہ حضور از بندگان خطا و از خداوندان عطا بادشاہ نے بنظر سفارش درویش موصوف اور عجز و پشیمانی امیر مذکور کے اوسکا گناہ معاف فرمایا اور از سر نو اوس سے عہد و پیمان لیکر جان بخشی کی الحاصل سلطان محمود شکست کھاکے ہراسان ہوا اور محمد خان بارکزئی سے کہ سردار با اقتدار تھا کہا کہ اب کیا تدبیر کیا چاہیے اوسنے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے جبتک میرے قالب مین جان ہے آپ کے ایک بال پر ضرر نہ آنے دونگا پھر سلطان محمود کو ساتھ لیکر ہرات کو روانہ ہوا اور دوسرے سردار خراسان وغیرہ کے کہ مخفی امراے بادشاہی سے سازش رکھتے تھے میدان مین کھڑے رہے اس اثنا مین الفتوس جمشیدی خراسانی کہ اوسکو حال انکی سازش کا معلوم نہ تھا اونسے آکر کہا کہ تم یہان کیون کھڑے ہو سلطان محمود تو ہرات کیطرف گئے تم بھی چلے جاؤ تم اپنی جان کیون دیتے ہو یہان سے چلا جانا مناسب ہے مین بھی لڑبھڑکر اپنا اسباب بچاکر پہونچتا ہون سردارون نے اوسے جواب دیا کہ تو بادشاہون کے اسرار سے کیا واقف ہے خاموش ہمارے ساتھ کھڑا رہ اس ضمن مین امین الملک نور محمد خان بابر اپنا دستہ لیکر بموجب حکم بادشاہ کے ان سردارون کیطرف بڑھا اور اونکے قریب پہونچکر شال کو گھمایا تاکہ اونھین معلوم ہو کہ یہ لڑنے کے لیے نہین آیا ہے اور جب قریب تر پہونچا تو سب سے سلام علیک کرکے ہر ایک سے جدا جدا بغلگیر ہوا اور کہا کہ چلو مین تم سب کو بادشاہ کے پاس لیجاکر کورنش شاہ سے مشرف کرون یہ کہکر زمان خان اور سرداران خراسان کو بادشاہ کے پاس حاضر کرکے سب کا قصور معاف کرایا سب سردارون نے ہاتھ باندھکر کورنش کی اور اقرار و پیمان کیا کہ اب تمام عمر ہم لوگون سے سواے خیرخواہی حضور کے کوئی امر خلاف مرضی صادر نہوگا مگر الفتوس جمشیدی نے عہد پر قسم نہ کھائی جب بادشاہ نے پوچھا تب عرض کیا کہ مین بھی یہی عہد کرتا ہون جو سب بھائیون نے کیا ہے مگر یہ سب جھوٹے ہین اور مین جھوٹا نہین ہون

سرداروں نے عرض کیا کہ جو قول و اقرار کہ ہم سب نے حضور مین کیا ہے وہ فی الحقیقت مستحکم ہے اور یہ بھی ہمارا بھائی ہے اس سے بھی خلاف عہد و پیمان کے کوئی امر ہرگز ظہور مین نہ آئیگا القصہ بادشاہ نے سب کی خطا معاف کی اور سب خراسان کے سرداروں کو خلعت اور سونے کے غلاف کی چھوریان عنایت کرکے فرمایا کہ اب تم سب آدمی اپنے اپنے وطن کو چلے جاؤ کہ تمھارے عیال و اطفال سب تباہ اور مضطرب ہونگے جب مین بلاؤن تو حاضر ہونا پس سب لوگ خراسان وغیرہ کے بادشاہ سے رخصت ہوکر کمال اطمینان سے اپنے وطن اور مکانون کو روانہ ہوئے پہلے چشت رشک بہشت مین جاکر خواجگان چشت قدس اللہ سرہم کی زیارت کرکے ایک شب وہان ٹھہرے اور کھانے کی دیگ نیاز خواجگان چشت کی کرکے اپنے اپنے گھرون کی راہ لی اور اوسی شب کہ چشت مین تھے سبھون نے صلاح کرکے عرضداشت سلطان محمود کی خدمت مین بھیجی اور یہ لکھا کہ ہم لوگ حیلہ کرکے بادشاہ سے علیحدہ ہوکر یہان پہونچے ہین اگر حکم ہو آپ کے پاس حاضر ہون اور نہین تو اپنے گھرون مین رہین سلطان محمود نے کہلا بھیجا کہ لڑائی مین فتح یا شکست ہوتی ہے یہان پس تم بیخوف و خطر میرے پاس حاضر ہو تب سب سردار حسب طلب سلطان محمود کی خدمت مین پہونچے اور کہنے لگے کہ حضور ہمنے خوف جان سے حفظ خاطر کی نظر سے بادشاہ کے ساتھ عہد و پیمان کرکے قسمین کھائی تھین اور اس حیلے سے غضب شاہی سے نجات پاکے آپ کے پاس پہونچے اب ہم بدستور خیر خواہی اور جان فشانی مین موجود ہین اور اس باب مین بہت سا مبالغہ کیا اور قسمین شدید کھائین مگر الفتوس خان جمشیدی نے یہان پر بھی قسم نہ کھائی تب سلطان محمود نے اپنی والدہ کو شاہ زمان بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور عرضی معذرت کی لکھکر اپنی مان کے حوالہ کی اور درخواست عفو تقصیرات کی بھی کی جب وہ پردہ نشین داخل قندھار ہوئی اور بعد اظہار حقوق مادری کے اپنے فرزند کی عرضی گذرانی بادشاہ نے اوسکے استحقاق پر نظر کرکے اپنے بھائی یعنے سلطان محمود کا قصور معاف کیا بعد اوسکے اوس صاحب عصمت نے سلطان محمود کی لڑکی بادشاہ کے لڑکے کو اور بادشاہ کی لڑکی سلطان محمود کے لڑکے کے واسطے تجویز کرکے بادشاہ سے کہا بادشاہ نے درخواست اوسکی قبول کی اور کہا کہ سلطان محمود یہان آکر رسم کتخدائی کی ادا کرے والدہ سلطان محمود نے اس بات کو قبول کیا اور اوسکے اطمینان کے واسطے فرمان شاہی لیکر ہرات کو روانہ ہوئی اور بموجب حکم بادشاہ کے زمان خان بھی اوسکے ساتھ سلطان محمود کے ساتھ ہرات کو چلے اور چونکہ بادشاہ کو بہ تحقیق معلوم ہوا تھا کہ بغاوت اور سرکشی سلطان محمود کی بسبب حمایت فتح علی خان قاجار والی ایران کے تھی اسواسطے اوسکی تنبیہ کا قصد مصمم کیا اس اثنا مین دفعۃً ایلچی والی ایران کا مع عرضداشت شامل ارادت و عقیدت اور ہر قسم کے تحفے اور ہدیے ملک ایران کے اور کئی گھوڑے باساز و سامان لیکر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ قبل آنے ایلچی ایران کے ہمارے دربار مین سب فوج ہماری مسلح ہوکر حاضر ہو جس وقت سفیر ایران کا ہمارے روبرو آئے تاکہ شوکت اور حشمت ہمارے لشکر کی بچشم عبرت ملاحظہ کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا بعد اوسکے بادشاہ نے کدو خان بارک زئی کو کہ مرد دانشمند خداترس و صادق القول تھا کچھ تحفہ اور خلعت محمد خان قاجار والی ایران کے واسطے مع فرمان اطمینان دیکر ایلچی کے ہمراہ کیا اور ایک گھوڑا خاص اپنی سواری کا اور خلعت کدو خان مذکور کو بھی عنایت کرکے تخلیہ مین ارشاد کیا کہ حال لشکر ایران کا بخوبی دیکھکر اور دریافت کرکے ہم سے بیان کرے چنانچہ خان مذکور ہر ایک امر بادشاہ سے سنکر اور سمجھکر ایلچی کے ساتھ ایران کیطرف روانہ ہوا اور بادشاہ خود کابل کو تشریف لے گئے والدہ سلطان محمود کی ہرات مین پہونچی اور اپنے بیٹے کو بہت سی نصیحتین کرکے سمجھایا کہ بیٹا اس بار تو مینے تجکو غضب سلطانی سے بچایا خبردار بعد اسکے کوئی امر خلاف مرضی بادشاہ کے نکرنا یہ ٹکڑا روٹی کا کہ ہمین نصیب ہوا ہے اسکو کھونا لازم نہین ہے تب سلطان محمود نے بھی اپنی مان سے عہد و پیمان کیا کہ اب مجسے ہرگز کوئی حرکت بیجا ظہور مین نہ آئیگی آپ خاطر جمع رکھیے جب بادشاہ کو سلطان محمود کیطرف سے اطمینان ہوا تب قصد ہندوستان کا کیا ارکین دولت نے عرض کیا کہ ہماری دانست مین سلطان محمود آپکی اطاعت اور فرمانبرداری مین ثابت قدم نہین ہے ایسا نہو کہ بعد تشریف لیجانے حضور کے ہندوستان کیجانب کہ خراسان سے فاصلہ بعید ہے پھر سلطان محمود فتنہ اور فساد برپا کرے بادشاہ نے فرمایا کہ اوسکی مان نے عہد و پیمان کرکے میری خاطر خوب جمع کردی غالب ہے کہ اب اوسکی ذات سے کسیطرح کی بغاوت واقع نہوگی اور ہرگز کوئی امر

ہمارے خلاف مزاج نہ کرے گا

بیان عزم زمان شاہ بادشاہ کا واسطے تسخیر ملک ہندوستان اور تنبیہ و تادیب سکھون اور سرکشون کے

چونکہ زمان شاہ جبسے تخت بادشاہی پر بیٹھے یہ ارادہ تہ دل سے تھا کہ ملک ہندوستان کو متمردون اور سرکشون خصوصًا سکھون کی ذات سے پاک و صاف کرین اسواسطے اسی نیت سے کابل سے کوچ کرکے پشاور مین داخل ہوے اور وہان ٹھہر کر اپنے لشکر کا ساز و سامان بخوبی درست اور آراستہ کرکے سنہ ۱۲۱۲ ہجری ماہ جمادی الآخری مین دریای سندہ کو گذر اٹک سے کشتیون کے پل پر عبور کیا اور وہان سے کوچ بکوچ راہ حسن ابدال اور سرائے کالی اور راول پنڈی اور رہتاس سے گذر کے دریاے جہلم کے کنارے پر خیمہ کیا اور دریا مذکور کو پایاب اوترکے راہ گجرات شاہ دولہ سے دریاے چناب کے کنارے پر کہ پنجاب کے سب دریاؤن سے بڑا ہی پہونچے اور اس دریا کو بھی فوج شاہی نے پایاب عبور کیا راہ گوجرانوالہ اور امین آباد سے گذر کے شاہدرہ مین کہ لاہور سے مغرب کیطرف تین کوس ہے اور دریاے راوی کا درمیان مین حائل ہے نزول دائرہ دولت سلطانی ہوا اس سفر مین پشاور سے لاہور تک پہونچنے مین مختار الدولہ حافظ شیر محمد خان بہادر اشرف الوزرا بطریق منقلا اور ہراولی کے مامور ہوا تھا اسکا خیمہ لشکر شاہی سے بارہ کوس آگے جاتا تھا اور بیس ہزار سوار جرار درانی وغیرہ اسکے ساتھ رہتے تھے اور بادشاہ نے حکم کیا تھا کہ کوئی شخص پشاور سے لاہور تک کسیکے مال و اسباب و زراعت پر تصرف نکرے مگر گھاس اور جلانے کی لکڑی کا مضائقہ نہین چنانچہ کوئی آدمی خوف سلطانی سے کسی چیز پر دست انداز نہوا سکھ لوگ بادشاہ کے خوف سے سراے کالی اور دوابہ دریاے جہلم اور چناب اور راوی سے بھاگ گئے اور مانجھہ پیلوے امرت سر اور درمیان دوابہ بیاہ اور ستلج اور لکھی جنگل مین پناہ لی اور تمام مال اور اسباب اور عیال و اطفال اپنے کوہستان شمالی جمبو وغیرہ کیطرف بھیجکر خود پہاڑون کے گوشہ مین چھپ رہے القصہ جب مختار الدولہ مذکور دریاے راوی سے کشتیون پر عبور کرکے فوج کو قلعے کے نیچے اوتار کر خود داخل شہر لاہور ہوا موجب حکم بادشاہ کے شہر مین منادی ہوگئی کہ سب شہر مین زیب و زینت و روشنی کیجاے قبل پہونچنے مختار الدولہ کے لہنا سنگہ حاکم لاہور کنجیان قلعہ کی میان شاہ چراغ سلطان لودی کو کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد مین سب بزرگان شہر سے ممتاز تھے دیکر خود بھاگ گیا اور زمان شاہ بادشاہ غرہ رجب سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین قلعہ لاہور مین داخل ہوے اور لشکر شاہی کچھہ قلعے کے نیچے لاہور کے کنارے تک لب دریاے راوی اور کچھہ شہر کے اندر خالی مکانون مین اوترا بادشاہ نے حکم کیا کہ رات دن دس پندرہ ہزار سوار بطور رونددکے دس دس کوس گرد پیش لاہور کے مقرر کیے جاین کہتے ہین کہ دوسرے یا تیسرے دن بعد داخل ہونے شاہ کے لاہور مین بادشاہ سے لوگون نے عرض کیا کہ سب دکانداروں نے کیا ہندو کیا مسلمان دوکانین بند کردی ہین اور گویا ماتم اور اندوہ مین بیٹھے ہین بادشاہ یہ حال سنکر بہت خفا ہوے اور فرمایا کہ اگرچہ یہ سب لوگ قابل قتل اور سزا سے شدید کے ہین مگر بالفعل ان سے محصول اور جزیہ لیا جاے چنانچہ محصل لوگ ہر ایک کے دروازے پر بیٹھکے زر جزیہ حاصل کرتے تھے ابتدا مین مسلمانون سے بھی اوس ہلہ مین لیا گیا مگر بعد اسکے معاف ہوا اور چونکہ ہندو وہان کے بغیر مارکوٹ کے نہ دیتے تھے اس سبب سے کئی آدمی کنوین مین گر کر مرگئے اور اس سبب سے ایک آشوب اور اضطراب تمام شہر مین پھیل گیا اور یہ سب آفت اہل شہر نے اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر ڈالی کیا معنی کہ باوجود امن پانے کے حکم شاہی سے عدول کرکے روشنی بالکل نہ کی اور دکانین بند کرکے گویا اپنی کراہت بادشاہ کے آنے سے ظاہر کی اور اپنے اپنے گھرون مین بیٹھہ رہے کاروبار تمام موقوف کردیا اگر نادر شاہ کے وقت مین یہ لوگ ایسا کرتے تو وہ سب کو بے تکلف قتل کرتا اور ایک کو بھی زندہ نچھوڑتا جب خبر نزول رایات سلطانی کی ملک پنجاب مین شائع اور مشہور ہوئی تب مسلمان رئیس اوس نواح کے مثل جلال بھٹی اور نظام الدین خان رئیس قصور اور سوا ان کے اور زمیندار اور سردار اوس ملک کے ملازمت شاہی سے مستفید ہوے بادشاہ نے حکم دیا کہ فوج ہراول ان سب کو

اپنے ساتھہ رکھے ایکبار فوج ہراول نے چالیس نفر سکھون کے سر کاٹ کے حضور شاہ مین بھیجے تھے دوسری بار نوبت قتل اوس قوم کی نہ آئی تھی کہ خبر فساد انگیزی سلطان محمود کی پونہچی اس سبب سے بادشاہ نے تنبیہ سکھون کی اور انتظام پنجاب کا اور ویران کرنا مکانات امرت سر کا موقوف رکھکر منتظر خبر صحیح کے ہوے اس درمیان مین معلوم ہوا کہ قلعہ شیخوپورہ مین جو پندرہ کوس لاہور سے طرف مغرب کے ہے دو تین ہزار سکھہ مقیم ہین پس مختار الدولہ بہادر بموجب حکم شاہ کے چند توپین لیکر اونکی تنبیہ کے لیے رخصت ہوے اور وہان پہونچکر قلعے کا محاصرہ کیا مگر شاہ نے بسبب شفاعت ملا عبدالغفار کے کہ یہ شخص پہلے سکھہ تھا اور عہد احمد شاہ درانی مین مشرف باسلام ہوکر خوب علوم دینی حاصل کر کے ملا مشہور ہوا سب سکھون کی جان بخشی کی اور امان دی اور سب قوم سکھون کی مرعیب اور خراج گذار ہوئی ارادہ بادشاہ کا یہ تھا کہ بعد بندوبست ملک پنجاب کے دار الخلافت شاہجہان آباد مین جاکر مرہٹہ وغیرہ وہان کے سرکشون کو سزا دین مگر چونکہ تقدیر الٰہی اسپر جاری نہ تھی کہ رہنے والے ملک ہندوستان کے مرہٹون اور جاٹون کی ایذارسانی سے امن پائین اسوجہ سے بادشاہ نے تھوڑے دنون کے بعد بسبب فساد سلطان محمود کے لاہور کو معاودت فرمائی

بیان مراجعت زمان شاہ لاہور سے خراسان کیطرف بسبب بدعہدی اور فساد سلطان محمود کے

باعث پھر جانے زمان شاہ بادشاہ دُرّانی کا لاہور سے یہ ہوا کہ عطا محمد خان علی زئی نے بادشاہ موصوف سے بغاوت کی اور پانچہزار آدمیون کو مع اہل و عیال قندھار سے ہرات مین لیگیا اور سلطان محمود کو اغوا کیا کہ یہی موقع ہے سلطنت حاصل کرنے کا اور جمع کرنا درانیون کا اور متفرق کرا دینا فوج بادشاہی کا اور قابض ہوجانا قندھار اور کابل پر بالفعل بہت آسان اور میرے ذمے ہے سلطان محمود باقتضای ایام جوانی ہوس سلطنت اور حکمرانی سے مستعد شورش ہوے اور اپنی نئی فوج کو مع لشکر خراسان کے کہ قریب تیس ہزار آدمی کے تھے جمع کر کے ارادہ قندھار کا کیا اوسی عرصے مین عرضیان زمان خان پسر حاجی کریم داد خان اور دوسرے دولتخواہونکی متواتر پونہچین کہ سلطان محمود پھر ارادہ فاسد رکھتا ہے بنابرین شاہ نے بمجرد سننے اس خبر کے غرۂ شعبان ۱۲۱۱ ہجری کو دریا راوی کا کشتیون کے پل واقع لاہور سے اور دریاے چناب کو گذر سودرہ سے کہ دو کوس وزیر آباد سے ہے پایاب عبور کیا اور منزل گجرات مین چار آدمیون کو قوم درانی سے کہ سادات کا گانون اونھون نے لوٹ لیا تھا اونکا پیٹ چاک کرا کے قتل کیا اور دریاے بہٹ یعنی جہلم کو کہ جس جگہ سے تین حصہ ہوکر بجاے بالو کے کنکر چھوٹے بڑے تھے پایاب عبور کیا اور دریاے مذکور کے کنارے پر اوس کے تین روز مقام کیا اور احمد خان بارک زئی کو حکومت دوابہ میان جہلم اور سندہ کی عنایت ہوئی اور بہادر خان مہمند زئی کو پانسو سوار اور بوستان خان درانی کو ہزار سوار اور نور اللہ خان خٹک کو پانسو سوار درانی اور تین سو سوار بنگش کوہاٹ اور دو سو سوار یوسف زئی اور قریب دو ہزار سوار اپنے ہمراہی کے اور کچھہ اور سوار متفرق کہ سبکی چھہ سات ہزار سوار ہوے سو زنبورک اور چار ضرب توپ دیکر رخصت فرمایا اور دو لاکھہ روپیہ مد خرچ تحصیل لاہور سے عنایت کیے اور حسن خان قزلباش کو کہ صاحب دستہ چار ہزار غلام کا تھا احمد خان مذکور کے ساتھہ کر دیا اور فرمایا کہ بعد انتظام ملک دوابہ اور خالی کرا لینے قلعہ پنڈ دادن خان کے کہ دریاے جہلم کے کنارے قریب نمکسار کے ہے مع فوج حضور مین حاضر ہونا اور لشکر شاہی کوچ در کوچ راہ رہتاس اور راولپنڈی اور سراے کالی اور حسن ابدال سے دریاے سندہ کو گذر اٹک سے کشتیون کے پل پر عبور کر کے ۲۷ شہر شعبان سنہ صدر کو داخل بالا حصار پشاور ہوا اور وہان چار مقام کر کے ۱۸ ماہ مذکور کو کابل مین پونہچا اُس مقام مین خبر آئی کہ سلطان محمود کا ہنگامۂ فساد بسبب توجہ بادشاہی کے طرف قندھار کے سرد ہو گیا چند روز بادشاہ نے کابل مین قیام کیا پھر تواتر عرضیان دولتخواہون کی آئین کہ سلطان محمود لڑنے کا ارادہ مصمم کر کے ساز و سامان جنگ و جدال کا بخوبی درست کر رہا ہے اور ہرات سے باہر خیمہ کیا ہے بادشاہ یہ حال دریافت کر کے مع فوج روانہ ہوکر قندھار مین نازل ہوے اوس وقت مین سٹہالون کی جماعت نے ایک شخص عطا محمد خان مخاطب بجاحظ خان مغوی کو بندوق کی گولی سے بیجان کیا اور مقتول ہونا اوسکا بموجب حکم بادشاہ کے ہوا کہ محمد زمان خان کو

مخفی کہلا بھیجا تھا کہ دلک نامی ایک پٹھان نے اوس جگہ جہان حاضر خان مذکور سوتا تھا رات کے وقت جاکر مارا الغرض اوسکے مارے جانے سے کہ بڑا مفسد اور مغوی تھا سلطان محمود اور اوسکے لشکر پر ایک ہراس عظیم طاری ہوا اور مجبور ہوکر عرضداشت اس مضمون کی کہ میرا عذر مقبول اور قصور معاف ہو مین ہمیشہ مطیع اور فرمانبردار رہونگا روانہ کی اور خلاصہ مطلب اوسکا یہ تھا کہ دولاکھ روپیہ نقد واسطے میرے خرچ کے شاہ بابا مغفور ہر سال عنایت فرماتے تھے جبسے آپ بادشاہ ہوے مجکو نہین ملے امیدوار ہون کہ سب ایام گذشتہ کا حساب فرماکے مجکو مرحمت کیجیے اور آیندہ کو ہر سال بے توقف ملا کرین بادشاہ نے اوسکے جواب مین لکھا کہ بالفعل وہ روپیہ ایام گذشتہ کا نہین پہونچ سکتا ہی لیکن آیندہ موافق معمول عہد جنت آرامگاہ کے پونہچا کریگا سلطان محمود اس بات سے ناخوش ہوکر پھر فساد پر مستعد ہوا اس وجہ سے کہ اکثر درانی فوج شاہی کے اوس سے متفق ہو گئے تھے اور اوسکو لڑنے پر آمادہ کرتے تھے بادشاہ نے سلطان محمود کے حرکات متواتر سے تنگ آکر سلطان قیصر اپنے فرزند کو مع سردار احمد خان اور میر آخور دار وغہ اصطبل اور بھی کئی سرداروں کو قندھار سے بطور ہراولی کے روانہ کیا کہ کہ مقام فراہ مین جو ایک سو بیس کوس درمیان قندھار اور ہرات کے واقع ہی جاکر ٹھہرین اور سلطان محمود کیطرف سے بھی ایک فوج مستعد جنگ ہوکر لشکر بادشاہی کے مقابل ہوئی اور لڑائی قراولی طرفین سے ظہور مین آئی بادشاہ بھی مع لشکر جرار فراہ مین وارد ہوے مگر اس سفر مین جسقدر تکلیف ہوئی بیان سے باہر ہی بسبب کمیابی غلہ اور گہاس کے بہت سے جانور تلف ہو گئے اور لشکر کے آدمی بھی امراض مختلفہ مین مبتلا ہوے اور تنخواہ کے نکلنے سے بھی سختی بیشمار کھینچی اس سبب سے کہ خزانہ تمام ہو گیا مگر نسبت بادشاہ کے البتہ فضل الٰہی شامل حال تھا

بیان ہزیمت سلطان محمود کا اور بھاگ جانا طرف کوہستان کے

جب بادشاہ فراہ مین داخل ہوے والدہ سلطان محمود بادشاہ کے پاس آکر چاہتی تھی کہ دونون بھائیون مین صلح کراوے کہ یہ فساد اور خونریزی موقوف ہو اتنے مین معلوم ہوا کہ سلطان محمود اپنے بھائی حقیقی فیروز الدین اور سب اہل وعیال کو ہمراہ لیکر مع دو سو سوار کے آوارہ دشت غربت ہوا اس وجہ سے کہ معتمد الدولہ بہادر مدار المہام شاہی نے قلیچ خان قلعدار ہرات کو بادشاہ کے قہر وغضب سے ڈراکر ملالیا تھا اس سبب سے قلعدار مذکور نے دروازہ قلعہ کا بند کرکے سلطان محمود کو قلعہ مین آنے نہ دیا اور صادق خان سپہ سالار اور مرزا ابراہیم خان مختار سلطان محمود کو فریب سے قلعہ مین بلاکر قید کر لیا جب لشکر محمود نے یہ حال دیکھا کہ قلعہ ہاتھ سے گیا اور دونون سردار بھی مقید ہوے اور بادشاہ فوج کثیر لیے ہوے چلے آتے ہین رات کے وقت سب نے اپنے اپنے وطن کی راہ لی اور سلطان محمود کو تنہا چھوڑ دیا تب وہ مجبور ہوکر ترکستان کے پہاڑون کیطرف چلا گیا اور بادشاہ کامیاب اور فیروزمند ہوکر شہر اور قلعہ ہرات مین کہ خراسان کے سب شہرون مین یہ شہر عمدہ اور ممتاز ہی داخل ہوے اور حافظ شیر محمد خان وزیر سلطان محمود کے گرفتار کرنے پر مقرر ہوا وزیر مذکور نے چند منزل اوسکا تعاقب کیا جب معلوم ہوا کہ سلطان محمود کوہستان پر چڑھ گیا اب اوسکا دستیاب ہونا محال ہی تب وزیر پھر آیا بادشاہ نے شہزادہ قیصر کو اپنا ولیعہد مقرر کرکے مشکی خان خواجہ سرا کو مدار المہام کارخانہ جات شہزادہ کا اور سردار احمد خان نورزئی اور زمان خان کو بہت سی فوج دیکر ہرات مین متعین فرمایا اور قلعداری ہرات کی بدستور قلیچ خان کو عنایت کی اور سرداران خراسان اور سپاہیان سلطان محمود کو جو ہمراہیان سے دلنے کے غلاف کی اور تلکے اور شملے کشمیر کے مرحمت فرمائے اس اثنا مین کہ دو خان کہ اوسکے جانے کا ذکر بادشاہ ایران کے پاس اونکے ایلچی کے ساتھ اوپر لکھا گیا ہی وہ ایران سے پھر کر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ خدا اور رسول کی قسم اور قبلہ عالم کے تاج کی کہ فوج شاہ ایران کی نہایت آرام طلب اور ضعیف ہی اگر آپ ایک دستہ بارہ ہزار سوار کا وہان بھیجدین تو سرگرشتہ ایران مقابلے کی تاب نلاکے بھاگ جاے اگر غلام کو حکم ہو تو اسقدر آدمیون سے فوج کشی کرے ابھی بادشاہ نے اس بات کا جواب نہ دیا تھا کہ خبر قتل ہونے شاہ ایران کی

۱۴ محرم ۱۲۱۳ ہجری کو ایک غلام کے ہاتھ سے اونکے بھتیجے مسمی بابا علیخان کے اشارے سے سرحد روس مین قریب قلعہ شیشہ کے بادشاہ کو پونہچی بادشاہ نے حکم دیا کہ حافظ شیر محمد خان وزیر عباس میرزا اور نادر میرزا پسران شاہرخ میرزا ابن رضا قلی میرزا ابن نادر شاہ بادشاہ کو مشہد مقدس مین لیجا کر وہان کا انتظام قرار واقعی کرکے حضور مین مراجعت کرے اس وجہ سے کہ ان دونون میرزا نے محمد خان قاچار شاہ ایران کے ہاتھ سے بھاگے یہان پناہ پکڑی تھی سردار مذکور نے اس مہم کو انجام دیا بعد اسکے زمان شاہ بادشاہ سلطان محمود کے ہمراہیون کو کہ قریب دس ہزار سوار کے تھے اپنے ساتھ لیکر کابل کو پھر گئے اور سرداران نواح خراسان مثل چار ایماق تایمنی وغیرہ اور ہزارہ نے از روے قول قسم کے لکھدیا کہ اگر سلطان محمود پھر اس ملک مین آکر فساد کرے تو جوابدہی اس امر کی ہمارے ذمے ہے اور اگر ہم لوگون سے کوئی امر خلاف مرضی صادر ہو تو ہم سب لائق ہر طرح کے عذاب اور عتاب سلطانی کے ہونگے بادشاہ نے اون لوگونکو اپنے سایۂ عاطفت مین لاکر ایلات خاصہ مین داخل کیا اور خود کمال اطمینان اور دلجمعی سے کابل کو کوچ کیا اور ماہ رجب ۱۲۱۳ ہجری مین جریدہ بطریق یلغار کے وہان وارد ہوے اسی مہینے مین نواب غلام محمد خان بیٹا فیض اللہ خان بن علی محمد خان روہیلہ رامپوری کہ انگریزون کے ہاتھ سے کچھ حیلہ کرکے رہائی پاکر جے کو چلا گیا تھا راہ دکن اور جے نگر اور ملتان اور مکہد اور کوہاٹ اور پشاور سے مع دو سو پیادہ اور پچاس اونٹ اسباب کے کابل مین بذریعہ وفادار خان بہادر کے ملازمت بادشاہ سے مشرف ہوا اور خلعت فاخرہ اور ترقی منصب سے سرفرازی پائی پھر تمام حال تباہی اور بربادی اپنی ریاست کا عرض کرکے درخواست مدد اور کمک کی بادشاہ نے کی بادشاہ نے اوسکو امیدوار اعانت کرکے سو روپیہ روز اوسکے کھانے کے لیے مقرر فرمایا اور حویلی وکیل الرعایا جامی مین اوسکو رہنے کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ اب پیشخانہ مبارک کابل سے پشاور کیطرف روانہ ہو کہ ہم ملک پنجاب اور ہندوستان پر تصرف کرینگے امراے لشکر نے عرض کیا کہ سب لوگ دو ہزار کوس کی مسافت طی کرکے بہت تھک گئے ہین اسواسطے امیدوار ہین کہ از راہ فضل و کرم کے دو تین مہینے ستانے کے اپنے گھوڑون کو کھلا پلاکر تازہ کرلین اور خود بھی راہ کی کوفت اور ماندگی سے آرام پائین بادشاہ نے التماس اون لوگونکی مصلحتاً قبول کرکے دو تین مہینے کی مہلت دی اور سزاول واسطے وصول خراج کشمیر اور سندہ کے روانہ فرمائے اور زنبورک اور خیمہ اور خرگاہ کی طیاری کے واسطے حکم دیا غرضکہ چودھوین شعبان ۱۲۱۳ ہجری تک حال زمان شاہ بادشاہ کا اس طرح پر تھا

بیان حال امرا و ارکان دولت زمان شاہ بادشاہ درانی کا کہ اس سفر مین ہمراہ تھے

پہلا سر دفتر امرای عالیشان اس بادشاہ کا رحمت اللہ خان صدوزئی کامران خیل مخاطب بہ معتمد الدولہ وفادار خان بہادر تھا کہ سب طرح کا اختیار رکھتا تھا اور باپ اوسکا فتح اللہ خان عہد احمد شاہ مغفور مین مخاطب بہ وفادار خان اور عمدہ مشیران بارگاہ بادشاہی سے تھا زمانہ سلطنت تیمور شاہ مین اوسنے قضا کی کہتے ہین کہ یہ امیر اپنے باپ کے مرنے کے بعد تیمور شاہ کے نزدیک صاحب رتبہ نہ تھا مگر اب شاہ زمان بادشاہ کی عنایت سے سب امیرون مین ممتاز ہوگیا اسکی دختر کا عقد شجاع الملک برادر حقیقی بادشاہ سے ہوا بسبب ممانعت بادشاہ کے کچھہ فوج اسکے ہمراہ نہین تھی تاہم تمام لشکر اور صوبہ دار اسکے مطیع تھے اور تمام ممالک محروسہ پر حکم اوسکا جاری درانی لوگ اپنے دل مین اوس سے ناراض تھے وجہ اسکی یہ تھی کہ یہ مرد تھا عیاش خوشامد دوست ذو فنون ظاہر مین خوش خلق شیرین زبان ہر روز دو بار بادشاہ کے پاس خلوت مین جاتا تھا عمر اوسکی تخمیناً ۵۶ برس کی تھی - دوسرا اشرف الوزرا مختار الدولہ حافظ شیر محمد خان بہادر بیٹا اشرف الوزرا شاہ ولی خان بامی زئی کا تھا کہ زمانہ تیمور شاہ مین بعد قتل ہونے اپنے باپ کے غریبون کیطرح اوقات بسر کرتا تھا جب زمان شاہ بادشاہ ہوے اوسکو انھون نے خطاب مختار الدولہ دیکر عہدۂ وزارت عنایت کیا اور کل درانیون کا سردار مقرر کیا یہ شخص بہت خدا ترس رعیت پرور نیک ذات شیرین زبان تھا دور دور کے آدمی اوسکے ثناخوان باوجود عدم تعارف کے تھے اور

اسکے مزاج مین کچھہ مکر اور فریب نہین تھا اسیواسطے امور مالی وملکی مین دخل نہین کرتا بہت سے درانی اوس سے رجوع رکھتے تھے
وفادار خان بھی ظاہر مین بہت پاسداری کرتا تھا تیسرا امین الملک نور محمد خان بارکزئی زمانہ تیمور شاہ سے عہدہ دیوانی کل ممالک محروسہ کا
اوس سے متعلق تھا اور صاحب دستہ چار ہزار غلام کا اور معتمد علیہ بادشاہ کا تھا سب داروغہ اور مشرف اور مستوفی اور اہل بیوتات اوس سے
رجوع رکھتے تھے اور اسکی لڑکی بادشاہ کے عقد مین تھی سفر مین قریب خیمہ حرم سرای بادشاہی کے رات کے وقت مع چند آدمیان معتمد
کے سویا کرتا تھا یہ شخص رفیق پرور اشراف دوست بڑا سیاق دان تھا لیکن درانی اسکو کچھہ نہین سمجھتے اس سبب سے کہ اوس قوم بارکزئی بہت کم
ہین کہتے ہین یہ تینون امیر بڑے رکن سلطنت زمان شاہ کے تھے اور سوا انکے اور سردار بھی صاحب رتبہ تھے مثل مرزا علی رضا خان
مستوفی الممالک کہ زمانہ احمد شاہ سے اوسوقت تک اسی خدمت پر قائم رہے تھے اور مرزا ابراہیم خان موسوی مشرف اکثر کارخانجات سلطانی
کا اور مرزا محمد علی خان موسوی مخاطب بکفایت خان باپ اوسکا مرزا ہادی خان لاری منشی باشیان عہد احمد شاہی اور تیمور شاہی سے تھا
بعد فوت اپنے باپ کے تیمور شاہ نے اوسکو خدمت منشی باشی اور کفایت خان خطاب عنایت کیا بعد اسکے صوبہ کشمیر اور پشاور کا ہوا
دونون جگہ رعیت اوس سے بہت راضی اور خوش تھی مگر یہ عیاش بھی تھا زبان آوری اور فصاحت اور سخاوت اور دربار سلطانی کی
رسائی مین لاثانی اور بہت ہوشیار اور عالم بھی تھا کہتے ہین کہ زمانہ زمان شاہ بادشاہ مین بسبب زبان درازی نسبت وفادار خان کے
اپنے مرتبے سے گر گیا تھا اور بہت تنگی مین تھا گو ۱۲۱۳ ہجری مین والدہ ماجدہ بادشاہ ممدوح کی شفاعت سے اور وفادار خان سے
موافق ہونے کے باعث پھر از سر نو کامیاب ہوا اور خانہ زاد خان خطاب پایا بھائی اوسکا مرزا احمد خان بھی مرد دانا اور سخی تھا اور مرزا شریف خان
منشی باشی تھا اور میر ہوتک خان بیٹا زمان خان کا بھتیجا سردار جہان خان خانخانان داروغہ دفتر اخبار اور ہرکارہ باشی ممالک محروسہ کا تھا
یہ شخص بھی خوش اخلاق اور قابل تھا اسی طرح خواجہ سرا مہتمم اکثر کارخانجات کے تھے اور سردار خواجہ سراون کا التفات خان تھا کہتے ہین کہ وہ
سابق مین زکریا خان صوبہ دار لاہور کے خاندان اور امرائے کبار سلاطین تیموریہ سے تھا زمانہ احمد شاہ درانی مین اوسنے ایک رتبہ بہم پہونچایا
اور زمانہ زمان شاہ بادشاہ مین داروغہ جواہر خانہ اور باورچیخانہ اور خزانہ کا ہوا آدمی صاحب دیانت اور سلیم الطبع تھا اور یوسف علی خان
خواجہ سرا التفات خان کے متوسلون مین تھا اگرچہ کوئی خدمت اوسکے متعلق نہین تھی لیکن درجہ اوسکا ایسا بڑھا ہوا تھا کہ دو سو سوار اوسکے
متعین تھے اور اپنے کو منسوب بسادات کرتا تھا اور خاندان نواب شجاع الدولہ بہادر سے تہا اور تفصیل سرداران فوج ولشکر بادشاہی کی
اس طور پر ہے کہ سر حلقہ معتمدان کل فوج دستہ غلامون کے تھے اور یہ لوگ قریب بارہ ہزار سوار کے ہونگے اور اکثر ان دستون مین آدمی قوم
مغول اور قزلباش کے تھے کہ احمد شاہ مغفور نے اس قوم کو ایران سے خانہ کوچ لاکر کابل مین آباد کیا تھا اور اسم غلامی اونپر قرار دیا
انہین سے اوس وقت تک آدمی بکثرت رہے تھے مگر اولاد اونکی بہت تھے اور یہ بارہ ہزار آدمی کئی سردارون سے متعلق تھے. قریب چار ہزار
آدمی کے امین الملک نور محمد خان بارکزئی کے متعین اور تین ہزار آدمی حسن خان اور صادق خان پیش خدمت کے متعین اور تین سو سوار کہ بالکل
حبشی تھے خزانہ کی حفاظت کے واسطے التفات خان خواجہ سرا کے متعین اور ہزار سوار شکی خان کے متعین کہ وہ شہزادہ قیصر کے پاس
رہتا تھا اور بارہ ہزار سوار غلامون کے اور سردارون کے پاس متعین تھے کہ وہ لوگ کبھی رکاب بادشاہ سے جدا نہین ہوتے اور سراپردہ
سلطانی سے سفر مین ایک تیر یا دو تیر کے فاصلے سے اوترتے تھے بعضے نقد تنخواہ پاتے تھے اور بعضے بابت تنخواہ کے نصف جاگیر
اور نصف نقد اور کم سے کم تنخواہ اون لوگون کی دس سے پندرہ تمن تک اور ہر تمن بیس روپیہ کا ہوتا ہے یہ سالانہ مقرر تھا اور دوسرے
سردار اور امیر از قسم دہ باشی اور یوز باشی اور منک باشی وقللر آقاسی بقدر اپنے مراتب کے تنخواہ اور جاگیر سے کامیاب تھے
اور سوا ان دستہ غلامون مذکور الوس درانی قندہار کے کہ قریب تیس ہزار سوار کے ہونگے اور اسی دستور سے

ہرایک گروہ اپنے اپنے قوم کے سرداروں کے پاس بموجب حکم بادشاہ کے رہتے تھے اور دوسرے سوا اسکے قوم ترین اور بڑیچ اور ہوتک اور توخی
اور ترکی اور علی خیل و اندر کہ ہمراہ رکاب بادشاہ کے رہتے تھے اور قیام ان لوگونکا اکثر قندھار اور اوسکے نواح مین تھا لڑائی کیوقت بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا کرتے
تھے اور تنخواہ اس قوم کی بالکل قندھار سے ملا کرتی تھی اور یہ لوگ اوس ملک کے رؤسا سے تھے اور سوا اسکے اور بھی فوج بہت تھی کہ تفصیل
اوسکی طول ہی اجمالاً کم و بیش ۸۶ ہزار سوار سوا شتر سواروں کے اور تین ہزار نوسو پیادے شمار مین آتے تھے اور لڑائی ان لوگون کی اکثر
بندوق اور نیزہ اور تلوار سے تھی اور سوا اس فوج خاص ولایتی کے قوم سندہ وٹی اور داؤد پوترہ اور ملک بہاول خان اور ملتان اور دیرہ
اسمعیل خان اور دیرہ غازیخان بھی قریب پندرہ ہزار آدمی کے سوار اور پیادے ہوسے مگر ان لوگون مین اکثر پیادے اور شتر سوار تھے
جب بادشاہ ہندوستان کا سفر کرتے تھے یہ سب لوگ ہمراہ رکاب ہوتے تھے اور طریقہ خدمتگذاری اور جانفشانی بجا لاتے تھے اور جب
بادشاہ ہندوستان کا قصد کرتے تھے لاکھ سوار سواے فوج اور رئیسان ملک پنجاب کے جمع ہوجاتے تھے صوبہ دار ممالک محروسہ درانیون کے عہد
زمان شاہ بادشاہ تک اس تفصیل سے تھے مخلص الدولہ عبداللہ خان صوبہ دار کشمیر نے چونتیس لاکھ روپیہ پر تمام کشمیر کو مال اور سائر وغیرہ سے
اجارہ لیا تھا اور تنخواہ ملازمان متعینہ اور سہ بندی   نونگہداشت اور ائمہ اور جاگیر اور روزینہ یہ سب رقمین اسی روپیہ مین مجرا پاتا تھا چنانچہ بعد ادا
کرنے ان سب رقوم کے چھہ سات لاکھ روپیہ نقد اور پشمینہ وغیرہ بادشاہ کے حضور مین بھیجتا تھا اور خود قریب چالیس لاکھ روپیہ کے کشمیر سے
وصول کرتا تھا یہ شخص بڑا عالی ہمت اور بہ نسبت قوم درانیون کے رحیم اور منصف تھا وفادار خان کو بھی بطریق نذرانہ کے کچھہ دیا کرتا تھا دوسرا
مظفرخان بہادر صفدر جنگ صدوزئی صوبہ دار ملتان کہ اسکے باپ دادا کا وطن یہی شہر تھا اسکا باپ بھی شجاع خان زمانہ تیمور شاہ مین یہین کا
صوبہ دار تھا منجملہ اس ملک کے بہت سے محال علیحدہ ہوکر کچھہ بہاول خان اور کچھہ سکھون کے متعلق ہوے اور ملک جھنگ مین ریاست اور زمینداری
قوم سیال کی ہی اور کئی لاکھہ روپیہ قریب اوس ملک کا حاصل ہی اور یہ ملک مشہور جھنگ سیالان ہی حسن اور عشق اس جگہ کا بڑی شہرت رکھتا ہی اور
یہ بھی ملتان کے متعلق تھا وہان سے خارج ہوکر سکھون کے قبضے مین آگیا باقی ملک ملتان کا مردم صدوزئی کی جاگیر مین رہا اس سبب سے کہ وہ ہمقوم
اور رشتہ دار سلاطین درانیہ کے تھے فقط دو تین لاکھہ روپیہ مع فرمایشات چھینٹ وغیرہ کے بادشاہ کو ملتا تھا اور مظفرخان مذکور ایک مرد بادیانت
اور منصف صاحب تمکین اور عالی منش اور رعب اور ہیبت اوسکی اس قدر تھی کہ سب صدوزئی اوسکے سامنے نقش دیوار کیطرح خاموش
کھڑے رہتے تھے اور سب رئیس اوسکی محفل مین اسی صورت سے سہمناک بیٹھتے تھے کہ گویا ان مین جان نہین ہی اوسکی عملداری مین کیسکی
کیا طاقت اور مجال تھی کہ کوئی کسی پر ظلم اور زیادتی کرسکے اور کئی قلعہ قریب ملتان کے ذخیرے سے بھرے ہوے اوسکے اور اوسکے
باپ کے بنائے ہوے موجود تھے کہ نام اونکا شجاع گڑہ وغیرہ مشہور ہی محمد بہاول خان عباسی بھی اوسکے ساتھہ نہایت رابطہ اور اخلاص
رکھتا تھا اور ملک جھنگ سیال کے بھی رئیس اوس سے متفق تھے میرزا احسن بخت بیٹا شاہ عالم بادشاہ ہندوستان کا بموجب فرمانے زمان شاہ
کے ملتان مین اسی مظفرالدولہ کے پاس رہتا تھا شاہ زمان نے اپنے عہد سلطنت مین لاکھہ روپیہ سالانہ اس شہزادے کے واسطے مقرر کیا
تھا مگر اوسکی بدوضعی اور بدمعاشی کے سبب سے وہ سالانہ موقوف ہوگیا فقط تیس روپیہ یومیہ پاتا تھا تمام آدمی ملتان کے بلکہ مظفرالدولہ
بھی اس شاہزادے کی بدروشی سے ناخوش تھے دیرہ غازی خان کہ ملتان کے قریب ہی سات لاکھہ روپیہ پر مع تنخواہ ملازمین اجارہ مین ہی
اور دیرہ اسمعیل خان کہ ملتان اور پشاور کے درمیان مین واقع ہی عبدالرحیم ہوتکی نے دو لاکھہ روپیہ پر اجارہ لیا تھا اور قریب چار لاکھہ روپیہ کے
وہان سے وصول کرتا تھا اور اس عبدالرحیم خان کی لڑکی شاہ زمان بادشاہ کے عقد مین تھی مگر یہ شخص سخت مزاج اور رعیت آزار تھا حاکم
سندہ کا شکارپور مین کہ بڑا عمدہ شہر ہی بادشاہ کی طرف سے رہتا تھا اور فتح علی خان سندھی حاکم ٹھٹھہ اور بھکر کا بھی بادشاہ کو محصول دیا کرتا تھا
اور شہر حیدرآباد مذکور دارالحکومت تھا اور ملک بلوچستان مین بھی سکہ اور خطبہ سلاطین درانیہ کے نام سے جاری تھا وہان کا رئیس

محصول کی عوض پانچہزار سوار ہمراہ لیکر شریک لشکر شاہی ہوتا تھا اور پشاور کا ملک سات لاکھ روپیہ پر اوسنے اجارہ کیا تھا بعد اوسکے ۱۲۱۲ ہجری
مین زرداد خان پوپلزئی وہان کا حاکم ہوا اور عبد اللہ خان کابلی مخاطب بجان نثار خان زمان شاہ کے عہد مین کابل کا حاکم تھا یہ شخص
بڑا صاحب تقوی اور پرہیزگار تھا بہت سے امور نامشروع اسنے کابل سے موقوف کیے تھے بادشاہ اس سے بہت راضی تھے قصبہ لیہ
کہ ملتان سے اوس طرف دریا کے تیس کوس کے فاصلے سے پشاور کیطرف ہے یہان کا حاکم امین الدولہ محمد خان صدوزئی تھا یہ شخص بہ سبب
گرفتار کرنے ہمایون شاہ کے درانیون کے خوف سے بادشاہ کے پاس نہین آتا تھا بہت سے سردارزادے قوم درانی رفیق ہمایون شاہ
کے اسی امین الدولہ کے ہاتھ سے قتل ہوے تھے اس سبب سے درانی لوگ چاہتے تھے کہ اسپر قابو پاکر اسکو قتل کرین اسی وجہ سے
بادشاہ نے بھی اسکو اپنے پاس آنے سے منع کر دیا تھا اور ولیعہد اور صوبہ دار قندھار کے سلطان حیدر اور سلطان قیصر شہزادے تھے
بادشاہ نے تمام قندھار درانیون کی جاگیر مین مقرر کر دیا تھا اور ام البلاد بلخ کہ ترکستان کے شہرون سے ہے یہ بھی داخل ممالک محروسہ ہے مگر ویران
آبادی اسمین کم ہے اور گرد نواح اوسکے عمل ازبکون اور ترکون کا ہے حاصل اوس ملک کا اسقدر کم ہے کہ وہان کے حاکم اور فوج کے لیے
خزانہ بادشاہی سے کچھہ جایا کرتا تھا اور شہر بلخ سے روضۂ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا چھہ سات کوس کے فاصلے پر ہے
میرزا عزیز متولی اوس روضہ کا بادشاہ درانی سے رجوع رکھتا تھا اور حاکم بلخ کا ہمیشہ اوسکا مددگار رہتا تھا اور جو نذر و نیاز کہ ترکستان سے
آتی تھی یہی لیتا تھا اور یہ شخص بہت خوش خلق اور مہمان پرور اور بڑا روٹی دینے والا تھا کہتے ہین کہ عہد بادشاہ موصوف مین تمام آمد
ممالک محروسہ کی بقدر ایک کروڑ کے تھی اور مواجب سالانہ اداے بادشاہی کا بہ نسبت اداے ہندوستانی کے بہت کم تھا اور بسبب
جنگ و جدال بھائیون کے خزانہ بادشاہی ہمیشہ خالی رہتا تھا اور زمان شاہ بادشاہ بڑا منصف اور عادل تھا مگر چونکہ فوج ولایت کی قوم
افغان اور مغول اور اوزبک تھی یہ لوگ بڑے جاہل اور خونریز تھے بغیر ضرورت کے جو لوگ کہ مصدر تقصیرات ہوتے تھے انکی سزا اور
تنبیہ لازم ہوتی تھی اور پیٹ چاک کیے جاتے تھے اور ناک کالی جاتی تھی - اور دوسری طرح کی سزائین بھی ہوتی تھین مگر یہ لوگ اپنی
حرکتون اور ظلم و ستم سے باز نہین آتے تھے اور خلق خدا کو اذیت پونہچاتے تھے اور عمر زمان شاہ بادشاہ ممدوح کی آغاز ۱۲۱۳ ہجری
تک تخمیناً تیس برس کی ہوگی ڈاڑہی انکی سیاہ اور گول تھی سال مذکور تک ان کے چار لڑکے تھے ایک سلطان حیدر دوسرے
سلطان قیصر تیسرے سلطان ناصر چوتھے سلطان منصور انکی والدہ کی انگوٹھی پر یہ شعر لکھا تھا ؎ سپہر رشک برد از بلندی جاہم

کنیز فاطمہ و مادر زمان شاہم

بیان احوال پنجاب و منزلون کا پشاور سے کابل اور قندھار اور ہرات تک اور توضیح دوآبہ اور آبادی کہ درمیان اونکے ہے

جو منزلین کہ پشاور سے پنجاب اور ہندوستان کیطرف واقع ہین اونکی تفصیل یہ ہے دریای سندہ کے تین گھاٹ ہین ایک گھاٹ قلعہ اٹک کا
کہ پشاور سے تیس کوس کے فاصلے پر ہے اور یہ قلعہ خٹک پٹھانون کے تصرف مین ہے زمانہ سلاطین تیموریہ سے یہ لوگ وہانکے رئیس ہین اور قلعہ مذکور
کنارۂ دریاے سندہ پر اس طرف حسن ابدال کے نہایت مضبوط اور بہت بلند اور سنگین واقع ہوا ہے اس قلعہ سے کنارے دریاے جہلم تک ...

بیان دوآبہ اول پنجاب کا

واضح ہو کہ اس دوآبۂ اول مین یعنی مابین دریای سندہ اٹک اور دریاے جہلم کے مقام حسن ابدال ہے کہ وہان سے کشمیر اور ... کو
راہ گئی ہے اور اوس وقت مین عملداری سکھون کی اسی جگہ سے شروع ہوئی تھی اور مقام راول پنڈی اور قلعہ رہتاس کہ بنایا ہوا شیر شاہ افغان

سور کا ہی سوا ان مقامات مشہورہ آبادیون کے بہت سے پہاڑ اور جنگل واقع ہین اور علاوہ قلعہ اٹک کے ایک اور راہ ہی کہ دشت کھیب سے ہوکر دریای جہلم کو پہونچتے ہین اور اس راہ مین دریای سندہ کو نیلاب کے گھاٹ سے کہ پینتیس کوس کے فاصلہ پر پشاور سے ہی عبور کرتے ہین اور بعد اوترنے کے گھاٹ سے اور طی کرنے مسافت بیس کوس کے مقام دہنی کھیب مین پہونچتے ہین رعایا اور رئیس اس ملک کے سب اہل اسلام ہین اور اپنے زور و قوت سے کل حاصل اس ملک کا کھاتے ہین مگر سکھون کو کچھ تھوڑا دیکر آپ کو اونکے شر و فساد سے بچاتے ہین اس مقام کے راجہ کا نام مہدی ہی اور اس جگہ گھوڑے بہت خوبصورت اور خوش ترکیب اور شائستہ ملتے ہین اور آدمی بھی یہان کے بہت قوی جثہ اور قد آور اور دلاور ہوتے ہین اور ان حدون مین جہلم کے کنارے تک بہت سے پہاڑ بلند اور ٹیلے دشوار گذار واقع ہوے ہین اور پنڈ دادن خان کہ دریاے جہلم کے کنارے پر ہی اوسکے قریب نمکسار ہی یعنی نمک کے پہاڑ بہت بلند ہین اس مقام مین جو شخص ایک بلند مکان پہاڑون پر بناکر اوسمین رہتا ہی اوسکو راجہ کہتے ہین اور ایک دوسرے کا مطیع نہین ہی سب لوگ سلاطین درانیہ کے حضور مین رجوع رکھتے ہین اور پنڈ دادن خان کہ قلعہ اور شہر عظیم ہی اوسکے نیچے دریاے جہلم بہتا ہی اور نمکسار بھی ہی اوس وقت مین پنڈد کو مین سکھون کی بھی عملداری تھی اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ نمکسار کی آمدنی ہی زمان شاہ کے وقت مین رنجیت سنگھ بیٹا مہاسنگھ کا کہ اوس نواح کے سکھون مین عمدہ اور ممتاز تھا قلعہ اور شہر پنڈ اور نمکسار سب اوسکے قبضے مین تھا بعد اسکے اسی رنجیت سنگھ نے تمام ملک پنجاب اور ملتان اور پشاور اور کشمیر وغیرہ مین اپنا عمل کرلیا اور ۱۲۵۵ ہجری مین مرا اوس وقت مین قریب پانچ چھ ہزار سپاہ کے اس دوابہ مین تھی اور اسی سپاہ مین پنجاب کے مسلمان بھی نوکر تھے تیسرا گھاٹ دریاے سندہ کا قریب کالے باغ اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کے ہی کہ وہان سے اوترکے ملتان کو جاتے ہین ❊

بیان دوسرے دوآبہ کا

یہ دوآبہ درمیان دریاے جہلم اور دریای چناب کے ہی عرض اوسکا شاہراہ مین اکتیس کوس ہی اور اوسکے مقام آبادی سے قصبہ ڈنگیان ہی کہ راجہ اوسکا خداداد خان ہی اور گانون شادی وال کہ تین گانون اسی نام کے ہین یہان راجپوت مسلمان رہتے ہین اور شہر گجرات مین یہان دولہ اور قصبات اور اور شہر بہت سے ہین کہتے ہین کہ دریاے چناب پنجاب کے سب دریاؤن سے بڑا ہی اور سب صورت مین گنگ دریاے ہندوستان سے مشابہ بلکہ شیرینی مین گنگا کے پانی سے بہتر اور خوشگوار اور ہاضم اور صحت بخش ہے ❊

بیان تیسرے دوآبہ کا

یہ دوآبہ درمیان دریاے چناب اور راوی کے واقع ہی عرض اوسکا شاہراہ مین کہ سب راہون سے قریب تر ہی تخمیناً بتیس کوس کی راہ ہوگا اور اس دوابہ مین شہر وزیرآباد دریاے چناب کے کنارے پر ہی اور قصبہ سودہرہ ہی اور گوجرانوالہ اور تنودی موسی خان اور سیالکوٹ اور میرووال اور سوا انکے اور قصبہ اور دہات اور چار محال امین آباد وغیرہ کے واقع ہین جب اس جگہ سے لاہور کو جاتے ہین تو دریاے راوی کو لاہور کے قلعہ کے نیچے اوترتے ہین اور اگر امرتسر کیطرف جاتے ہین تو دریاے مذکور کو میرووال کے گھاٹ سے کہ یہ قصبہ راجپوت مسلمانون کا ہی عبور کرتے ہین

بیان چوتھے دوآبہ کا

دریای راوی اور دریای بیاہ کے درمیان یہ دوآبہ واقع ہی عرض اسکا شاہراہ مین چوبیس کوس کا ہی اس دوآبہ مین شہر لاہور اور امرتسر اور قصبہ جنڈیالہ اور خواص پور اور بیرون وال کہ مقام بود و باش [illegible] وغیرہ کا ہی واقع ہین اور امرتسر ملک مانجھہ آبادی ہی کہ پنجاب کے سب شہرون سے بڑا ہی ابتدا تسلط سکھون کی اسی ملک مانجھہ سے ہوئی تھی [illegible] شہر امرتسر مین بہت سے سردار جدا جدا [illegible] اور اس شہر کے عمدہ سردارون مین گلاب سنگھ

بھنگی ہتیا جھنڈا سنگہ کا تھا اکثر آدمی شہر و بازار کے اوس سے رجوع کرتے تھے اور اصل مین امرتسر نام ایک تالاب کا ہی کہ گرد اوسکے پختہ مکانات بنائے گئے تھے اور درمیان تالاب کے ایک گنبد ہی وہ عبادت گاہ سکھون کا اور اونکے گرو کی جگہ ہی ہر روز صبح و شام سب خاص و عام قوم سکھ کے وہان جاکر کتاب گرنتھ سنا کرتے ہین کہ نانک شاہ اون کے گرو نے اپنے ذہن اور فہم کے موافق علم توحید مین اور اختیار کرنا اچھے کامون کا اور پرہیز کرنا برے کامون سے تصنیف کی ہی اور جب وہ پڑھہ چکتا ہی تو مسلمانونکی تحقیر اور اہانت باواز بلند کرتے ہین احمد شاہ درانی نے اوس تالاب کو ہڈیون سے بھروادیا تھا اوس وقت مین وہان کا شہر و بازار بہت امن و امان ہین تھا لاہور امرتسر سے اٹھارہ کوس کے فاصلے پر درمیان دکھن اور پورب کے واقع ہی اس دوآبہ مین سکھ اور مسلمان دونون فرقے رہتے ہین ؞ ؞

بیان پانچوین دوآبہ کا

درمیان دریاے بیاہ اور ستلج کے یہ دوآبہ واقع ہی عرض اسکا تینتیس ۳۳ کوس ہوگا پنجاب کے آدمی ان دونون دریا کے مابین کو دوابہ خاص کہتے ہین یعنی جب کوئی دوابہ کہتا ہی تو اوس سے مراد انھین دو دریا کے مابین سے ہوتی ہی قصبہ اور گانون اس دوابہ مین بہت ہین قریب بارہ ہزار سوار اور پیادہ کے سکھ اور مسلمان اوس وقت مین وہان رہتے تھے اور جب دریاے ستلج سے پورب کیطرف عبور کرتے ہین تو ملک پنجاب کا تمام ہوجاتا ہی اور اوس جگہ سے ملک ہریانہ اور باوتی سرہند شروع ہوتا ہی اور دریاے سندھ اٹک سے جمنا کے کنارے تک کہ قصبہ بوریا کے نیچے جاری ہی سکھونکی قوم کے ہزارون سردار چھوٹے بڑے رہتے تھے کہ ایک دوسرے کی اطاعت نہین کرتا تھا جسکے پاس دو تین گھوڑے ہوتے ہین وہ سرداری کا دعوی کرتا ہی اور ہزارون سوار کے ساتھ لڑنے پر مستعد ہوتا ہی اس سبب سے کہ اوسکے ہم قوم جب کسی غیر شخص کا مقابلہ ہوتا ہی تو سب اوسکے ساتھ متفق ہوجاتے ہین اور سابق مین سکھ لوگ باوجود کثرت فوج کے جب سلاطین درانیہ کی آمد سنتے تھے مضطر ہوکر فوراً بھاگ جاتے تھے اور اگر اتفاق کرکے ولایت کی فوج کے ساتھ لڑتے تو پھر ہرگز اونکو ہندوستان مین آنے نہین دیتے جبکہ سلطنت درانیہ مین ضعف آگیا تب رنجیت سنگہ نے زور پکڑکے کل پنجاب اور سرحد کابل اور کشمیر وغیرہ مین اپنا عمل کرلیا اور سب سکھون نے سردارون کو زیر و زبر کرکے اپنا مطیع بنایا اور پشاور ایک شہر ہی کہ لاہور سے دو سو کوس کے فاصلے پر اوتر اور پچھان کیجانب واقع ہی جو مسافر لاہور سے پشاور کا قصد کرتا ہی دریای راوی اور چناب اور جہلم اور دریاے سندھ اوسکو اوترنا پڑتا ہی اور دریاے اٹک سے جب اوترا تو پشاور تینتیس ۳۳ کوس رہجاتا ہی اور پشاور ایک پرانا شہر ہی جس زمانے مین کہ ہندو لوگ ہندوستان مین حاکم تھے نام اس شہر کا بگرام پیشاور تھا سلاطین اسلام کے زمانے مین پشاور مشہور ہوا اوس جگہ طرح طرح کے میوے قسم قسم کے اور بہت اچھے اچھے میوے کثرت سے پیدا ہوتے ہین وہان کے آدمی گلاب کا عطر خوب بناتے ہین چنانچہ قیمت اوسکی پانچ روپیہ سے چالیس روپیہ تولہ تک ہوتی ہی اور سب میوے کابل کے پشاور مین پیدا ہوتے ہین اور چاول اس شہر کا بہ نسبت اور تحفون کے نادر اور نفیس کئی قسم کا ہوتا ہی قسم اول اوسکی کہ سلاطین اور امرا کے باورچیخانے مین صرف ہوتا ہی باڑ چاول ہی اور پانی باڑ کا سرد اور ہاضم ہوتا ہی کہ برف اوسکے پانی مین گلتی ہی اور اس پانی سے اس قسم کا چاول لطیف اور عمدہ پیدا ہوتا ہی کہتے ہین کہ اس چاول کی قیمت فی من بارہ روپیہ سے بیس روپیہ تک ہوتی ہی اور قسم اوسط اوسکا پنج دوآبہ کہتے ہین اس وجہ سے کہ وہ دوآبہ سے کہ قریب پشاور کے ہی آتا ہی اور دو دریا کے پانی سے پیدا ہوتا ہی اور اسکی قیمت فی من چار روپیہ سے چھہ روپیہ تک ہوتی ہی اور باڑ چاول سوا پشاور کے اور کسی جگہ پیدا نہین ہوتا اسمین بڑی خوشبو ہوتی ہی اور پکنے کے بعد بہت بڑہ جاتا ہی نواح پشاور اور کوہستان مین ریاست اور زمینداری پٹھانون کی ہی مگر شہر خاص مین پٹھان لوگ کمتر رہتے ہین اور قوم کلال یعنی چوبدار اور چابک سوار اور گھوڑون کے دلال اکثر ہین اور اکثر ہندوستان مین یہی آدمی ہین جو پشاور مین مقیم ہین اور دو تین ہزار گھر کشمیریون کے بھی وہان ہین اور اہل حرفہ اور پیشہ ور جابجا کے وہان موجود ہین اور جس طرح کہ وہان پٹھان لوگ کم ہین اوسیطرح

شیخ اور سید اور مغل بھی وہان بہت کم ہین وہان کے رہنے والے بڑے مفسد اور بدزبان ہر وقت بازار و کوچہ مین گالی گلوچ لات گھونسا آپس مین
چلا کرتا ہی اور سب حنفی مذہب ہین آخوند درویزہ کہ مرد متشرع اور زمانہ بادشاہ مین اوس شہر کا محتسب تھا اوسکے ساتھ ان لوگون کو بڑا
اعتقاد ہی آخوند مذکور نے وہان کے پٹھانون کو جہالت سے نکالکر راہ راست شرع اور دینداری کی بتائی اور زبان پشتو مین کئی کتابین مثل مخزن
وغیرہ کے تصنیف کین اگرچہ یہ خود تاجیک فارسی گو اور مرید سید علی ترمذی مشہور پیر بابا کا تھا کہ سادات کنہر اونھین کی اولاد مین قبر آخوند
مذکور کی پشاور کے قریب ہی اور کابل اس شہر سے اوتر کیجانب واقع ہی اور تفصیل منزلون کی پشاور سے کابل تک یہ ہی پہلی منزل
پشاور سے چلکر جمرود مین کہ سات کوس دریاے خیبر کے کنارے پر ہی پہونچتے ہین [۲] دوسری منزل گڑھی لعل بیگ کہ درمیان درہ
خیبر کے ہی اور وہان کچھ آبادی بھی ہی اور درمیان درہ اور پہاڑ کے افریدی پٹھان رہتے ہین اور جابجا چوکیان بھی ہین اور یہی افریدی
ہتھیار بند مسافرون اور سوداگرون کی حفاظت کے واسطے مقرر ہین اور اسی خدمت کے عوض مین سرکار بادشاہی سے تنخواہ پاتے ہین
اور کسی مقام پر یہی لوگ بحافظ رہزنی کرکے سوداگر اور مسافرون کو لوٹ لیتے ہین اور رات کے وقت چوری بھی کرتے ہین خزانہ پشاور سے
ان لوگون کو تنخواہ ملا کرتی ہی اور درہ خیبر کا محصول بھی انھین افریدیون کو معاف ہی [۳] تیسری منزل درہ مذکور اور گڑھی لعل بیگ سے
گذر کے اور لنڈی خانہ کو راہ مین چھوڑ کے ڈہکا مین ٹھہرتے ہین [۴] چوتھی منزل ڈہکا سے ہزارنا و مین پہونچتے ہین [۵] پانچوین
منزل ہزارنا و سے چلکر بھٹی کوٹ مین کہ قوم مہمند کی عیدگاہ ہی جاتے ہین [۶] چھٹی منزل بھٹی کوٹ سے روانہ ہوکے علی نعمان
مین جاتے ہین یہان تاجیک کے فارسی گویون کی بود و باش ہی [۷] ساتوین منزل علی نعمان سے چارباغ مین پہونچتے ہین یہان بھی قوم تاجیک
کی سکونت ہی [۸] اٹھوین منزل چارباغ سے کوچ کرکے اور فتح آباد سے گذر کے نیلا مین اوترتے ہین [۹] نوین منزل نیلا سے گندمک
مین پہونچتے ہین یہان کی ریاست خگوانی پٹھانون کی ہی [۱۰] دسوین منزل گندمک سے سرخ رود کہ ایک ندی جاری ہی اور یہان کچھ
آبادی نہین ٹھہرتے ہین اور اس نواح مین بھی وہی خگوانی پٹھان بود و باش رکھتے ہین [۱۱] گیارہوین منزل سرخ رود سے خکدلہ مین پہونچتے
ہین اس جگہ کچھ آبادی ہی یہان سے زمینداری سلیمان خیل پٹھانون کی شروع ہوئی [۱۲] بارہوین منزل خکدلہ سے باریکاب مین پہونچتے
ہین [۱۳] تیرہوین منزل باریکاب سے دو راہین گئی ہین ایک راہ سے فوج بادشاہی اور قافلے روانہ ہوکر مقام ترین مین پہونچتے ہین
وہان سے چھوٹے کابل مین ہوکر دارالسلطنت کابل مین جاتے ہین اور دوسری راہ سے کہ کتل لتہ بند ہی یہان سے جریدہ اور پیادہ آدمی
جاتے ہین یہ راہ بت خاک مین بادشاہی راہ سے مل گئی ہی [۱۴] چودھوین منزل ترین سے چھوٹے کابل مین پہونچتے ہین یہان کچھ آبادی
ہی [۱۵] پندرہوین منزل چھوٹے کابل سے چلکر دارالسلطنت کابل مین وارد ہوتے ہین یہ منزلین کہ لکھی گئین لشکر بادشاہی اور تاجرون
کی منزلین ہین اور سوار اور پیادے چھ سات روز مین پشاور سے کابل مین پہونچتے ہین اور یہ منزلین اکثر سات آٹھ کوس اور بعضی دس
کوس کی ہین اور کل راہ تخمیناً درمیان ان دونون شہر کے ایکسو بیس [۱۲۰] کوس ہوگی اور شہر کابل باختر کی زمین مین واقع ہی اس مین طرح طرح کے
میوے اور بہت قسم کے پھول اور شیرین چشمہ شہر اور بازار مین جاری ہین اور وہان کا میوہ خشک ہوکر ہر طرف جاتا ہی خصوصاً ہندوستان
مین مگر پانی وہان کا کہ شہر کے قریب یا اوسکے اندر ہی ہلکا اور ہاضم نہین جاڑے مین تین چار مہینے برف بشدت برستی ہی اور وہان کی
برف گزند رسان ہی خاصکر مسافرونکو اگر احتیاط نکرین تو ہاتھ پانون کی اونگلیان گلگر گر پڑتی ہین اور اس شہر مین قدیم سے بود و باش
تاجیک فارسی گویون کی ہی اور جبسے کہ یہ شہر پای تخت سلاطین درانیہ کا ہوا درانی پٹھان اور مغل اور قزلباش وغیرہ کہ بادشاہان درانیہ
کے ملازم تھے اونھون نے بھی وہان کا رہنا اختیار کیا اور بڑی بڑی عمارتین بنوائین اگرچہ شہر مختصر ہی مگر خوب آباد اور ہر اقلیم کی جنس وہان
پائی جاتی ہی خصوصاً ممالک ایرانی و تورانی ہر قسم کے گھوڑے اور پارچہ ریشمی کی کثرت ہی اور جو شخص کہ خراسان او ر ایران اور توران سے

ہندوستان کو آتا ہی اوسکو کابل مین آنا ضرور پڑتا ہی اور اوسمین ایک بازار ہی بنا ہوا بہت خوب کہ اینٹ اور پتھر اور گچ سے اوسکو بنایا ہی اور اوسکی چھت کہ بازار مین بہت لانبی اور چوڑی کا ہی اوسمین روشنی کے لیے روشندان رکھے ہین اہتمام اس بازار سقف کا چار سُو اور بنانے والا اسکا علی مردان خان ایرانی ہی کہ ابتدا مین امراے سلاطین صفویہ سے تھا بعد اسکے شاہجہان بادشاہ ہندوستان کی خدمت مین آکر مرتبہ امیر الامرا کا پایا اور شاہجہان آباد کی نہر بھی اسی امیر کی بنائی ہوئی ہی اور شہر کابل مین زلزلہ اکثر آتا ہی کابلی آدمی بہت سخت مزاج اور جنگجو اور فتنہ انگیز ہوتے ہین اور عمارتین وہان کی اکثر خام ہین سلاطین درانیہ مع قبایل اور شہزادون کے اکثر بالاحصار کابل مین رہا کرتے ہین

بیان منزلون کا کابل سے قندھار تک

پہلی منزل کابل سے قلعہ قاضی تک ہی اس نواح مین تاجیک کابلی آدمی رہتے ہین **دوسری منزل** قلعہ قاضی سے قلعہ میدان تک ہی وہان بھی آبادی قوم افغان سلیمان خیل ٹاپل وردک اور وردک افغان سادات کی ہی **تیسری منزل** قلعہ میدان سے پل وردک تک ہی یہان قلعہ اور آبادی ہی **چوتھی منزل** پل وردک سے تکیہ تک ہی یہان بھی آبادی اور مسکن قوم افغان کا ہی **پانچوین منزل** قلعہ تکیہ سے قلعہ ششگاو تک ہی یہان بھی آبادی ہی **چھٹی منزل** قلعہ ششگاو سے شہر غزنین تک ہی اور یہ شہر سابق مین تخت گاہ سلطان محمود غزنوی کا تھا زمانہ ماضی مین بہت آباد تھا ایکبار اس قدر برف برسی کہ تمام اہل شہر اوسکے صدمے سے مر گئے چند آدمی بچ گئے تھے پھر وہ شہر آباد ہوا اب تاجیک آدمی اور پٹھان قلعہ کے اندر قریب دو تین ہزار گھر کے آباد ہین **ساتوین منزل** غزنین سے قلعہ نانی تک ہی یہان بھی آبادی ہی **آٹھوین منزل** قلعہ نانی سے قرہ باغ تک ہی کہ ناظر درانی کا قلعہ وہان بنا ہوا ہی یہان بود و باش قوم اندرکی ہی **نوین منزل** قلعہ قرہ باغ سے کاریز قلعہ غوجیان تک ہی یہان قوم افغان خیل رہتی ہی **دسوین منزل** قلعہ کاریز غوجیان سے قلعہ ٹکو تک ہی **گیارہوین منزل** قلعہ ٹکو سے چشمہ سرہ تک ہی یہان کچھ آبادی نہین ہی اور بڑے بڑے غار ہین سردار مرد خان اسحاق زئی تیمور شاہی نے مسافرون کی آسایش کے واسطے کہ حرارت آفتاب اور سختی سردی کی اونکو نہ ہو اون راہ کو خوب درست کرایا تھا اب پانی بھی وہان ملتا ہی اور ٹکو سے اس منزل کی نواح تک قوم افغان غلجی اور ترکی کی بود و باش ہی **بارہوین منزل** چشمہ سرہ سے قلعہ ترین شہر تک ہی یہان کچھ آبادی ہی **تیرہوین منزل** قلعہ ترین سے قلعہ قلات تک ہی یہان افغانان توخی کی بود و باش ہی **چودھوین منزل** قلعہ قلات سے تیر انداز کنار رود ترنک تک ہی اس مقام سے ریاست اور بود و باش قوم درانی کی شروع ہوئی **پندرہوین منزل** قلعہ تیر انداز سے شہر صفا تک ہی کہ بنایا ہوا قاضی فیض اللہ خان مدار المہام تیمور شاہی کا ہی **سولہوین منزل** شہر صفا سے کاریز عالمدو تک ہی **سترہوین منزل** کاریز عالمدو سے قندہار تک ہی یہ منزلین اکثر بارہ تیرہ چودہ اور بعضی سولہ کوس کی ہین اور قندھار کابل سے سوا دو سو کوس اور بعض کے نزدیک ڈھائی سو کوس جانب مغرب مائل بجنوب ہی کہتے ہین کہ یہ شہر بہت قدیم ہی زمانہ سابق مین جب ظہور اسلام ہوا تو چند مدت شاہان پیشین کے عمل مین رہا بعد اسکے سلاطین صفویہ اور تیموریہ کے تصرف مین آیا اور پہلے ریاست قندھار کی قوم افغان غلجہ سے متعلق تھی نادر شاہ نے غلجیون سے چھین لی اور قوم ابدالی کو کہ اب درانی مشہور ہین وہان آباد کیا اور شہر کو مع قلعہ ویران کر کے قریب اوسکے شہر نادر آباد و بسا کر اپنا دار الحکومت مقرر کیا احمد شاہ درانی نے اپنے عہد سلطنت مین ایک شہر نادر آباد کے قریب آباد کیا اوسکا نام اشرف البلاد احمد شاہی قندھار رکھا اب کہ ۱۱۶۴ ہجری مین یہی شہر آباد ہی اور گرد اس شہر کے قلعہ پختہ اور درمیان مین بازار اور دو کانون کے تختے جاری مین اور ندیون کے کنارے پر توت کے درخت اور چنار ہر طرف

اوسکے بازار اور اوسکے اندر ایک گنبد بہت بلند بنا ہوا ہی اسجگہہ انجیر اور انگور کئی قسم کا بہت خوب ہوتا ہی اور قندہار مین برف نہین پڑتی اور اس شہر مین چیچک کا مرض کسیکو کبھی نہین ہوتا یہان کی ہوا نہایت لطیف اور معتدل ہی یہان زلزلہ بھی کم آتا ہی بلکہ بعض یہ کہتے ہین کہ یہان زلزلہ کبھی نہین آیا ؛

بیان اون منزلون کا جو درمیان قندہار اور شہر ہرات کے واقع ہین ؛

پہلی منزل قندہار سے کوکران تک ہی جو ایک آباد گانون ہی دوسری منزل کوکران سے اشوقہ تک ہی یہ بھی آباد ہی تیسری منزل اشوقہ سے سنگیسار گانون تک ہی جو بہت آباد ہی چوتھی منزل سنگیسار سے کشکی نخود تک ہی کہ یہ گانون بھی آباد ہی پانچوین منزل کشکی نخود سے خاک چوپان تک ہی یہان کچھ آبادی نہین ہی مگر پانی ملتا ہی چھٹی منزل خاک چوپان سے گرشک تک ہی یہان شہر ہی اور ایک ندی بھی جاری ہی ساتوین منزل گرشک سے شوراوک تک ہی یہان کچھ آبادی نہین تمام پانی پانی ہی آٹھوین منزل شوراوک سے دلہک تک ہی یہان ایک قلعہ ہی ویران آبادی کچھہ نہین تمام پانی پانی ہی نوین منزل دلہک سے خاشرود تک ہی اور ایک ندی جاری ہی دسوین منزل خاشرود سے پیلوامتک تک ہی یہان آبادی ہی گیارہوین منزل اس منزل مین دو راہین ہین ایک ہی کہ فرح اور سبزوار سے ہو کر ہرات کو گئی ہی اس راہ مین فوج شاہی اور سوداگرون کی آمد و رفت ہی اور دوسری راہ سے آدمی جریدہ اور سوار گرماب سے ہو کر ہرات مین پہونچتے ہین بارہوین منزل دوراہی سے کرا تک ہی یہان ایک فقیر کا باغ اور پانی بھی ملتا ہی تیرہوین منزل کرا سے کرائی تک ہی یہان قلعہ اور آبادی اور قبر ملا عثمان اخوند کی ہی چودہوین منزل کرائی سے شوز تک ہی یہان بھی آبادی ہی اور ہینگ بھی اس جگہہ پیدا ہوتی ہی پندرہوین منزل شوز سے قلعہ علی زائی تک ہی یہان بھی آبادی ہی سولوین منزل قلعہ علی زائی سے قلعہ قاضی تک ہی جو کہ آباد ہی سترہوین منزل قلعہ قاضی سے رباط اول تک ہی یہان آبادی نہین ہی پانی ہی اس جگہہ ایک مکان بنا ہی کہ مسافر لوگ وہان پہونچکر رات کو دروازہ بند کر کے سو رہتے ہین اٹھارہوین منزل رباط دوم ہی یہان بھی آبادی نہین ہی رباط اول کیطرح یہان بھی مسافر رہتے ہین انیسوین منزل رباط مستوفی پسر وکیل الرعایا حاجی تیمور شاہی کی بنائی ہوئی ہی بیسوین منزل رباط مستوفی سے دو کوس قبر اسد اللہ خان چھوٹے بھائی پدر بزرگوار احمد شاہ درانی تک ہی وہان سے دو کوس پل مالان اور وہان سے دو کوس ہرات ہی یہ سب منزلین اکثر دس گیارہ بارہ اور بعضی پندرہ کوس کی ہین اور سب مسافت ڈھائی سو کوس ہوگی اور آدمی جریدہ اور سوار دس روز اور پندرہ روز مین قندہار سے ہرات پہونچتے ہین اور ان منزلون مین فوج اور توپخانہ بھی جا سکتا ہی اور ہرات ایک شہر مشہور ہی اوس مین قلعہ مستحکم اور اندر اوسکے شہر اور بازار مین جاری ہین سابق مین سلاطین ایران سے تعلق رکھتا تھا اور اب کہ سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین اولاد سلطان محمود پسر تیمور شاہ درانی کے قبضے مین ہی چند سال پیشتر شہزادہ کامران خلف سلطان محمود ہرات کا حاکم تھا اب شاید کہ اونکے لڑکون مین سے کوئی وہانکا حاکم ہوگا عہد شہزادہ کامران مین بالکل وہان کا اختیار یار محمد خان وزیر کو تھا اور قبر خواجہ عبد اللہ انصاری کی کہ مشایخ کبار سے تھے ایک کوس کے فاصلے پر مغرب کیطرف قلعہ ہرات سے واقع ہی اور قلعہ کے پیچھے مغرب کی جانب بلکہ چارون طرف آبادی قوم قلیچ خان تیموری کی ہی اور قلعہ کے دکھن کیطرف قوم ایماق جمشیدی ہرات سے پندرہ کوس تک آباد ہین اور اس قوم کے سردار سابق کا نام انتوش خان جمشیدی تھا اور اوس طرف میدان مین پہاڑ کے باہر اولاد عیسی خان کو ہی شیعہ مذہب کی آبادی ہی اور وہان سے نواح مشہد مقدس تک بھی یہی قوم رہتی ہی سابق مین یہ سب سردار مطیع اور فرمانبردار زمان شاہ بادشاہ درانی کے تھے اب ہر شخص خود مختار ہوگیا ہی اور مشہد مقدس کہ وہان مزار فائض الانوار حضرت امام ثامن موسی رضا کا ہی ہرات سے دس منزل دکھن

کی جانب واقع ہی اور بہرام خان فیروزکوہی اعماق مین منزل ہرات سے درمیان مغرب اور جنوب کے ہی اور ریاست قوم ہزارہ اہل سنت کی اسی طرف ہی اور اکثر یہ لوگ ملک ایران کی راہ مین رہزنی اور غارت گری کرتے ہین اور ہرات سے جانب شمال چالیس کوس کے فاصلے پر سواد کرامت بنیاد خطہ چشت ہی اور چشت کیطرف تمام کوہستان مین ریاست اور بود وباش قوم تایمنی کے واقع ہوئی ہی اور مابین دامن کوہ کے نواح ہرات مین تمام قوم چار اعماق کی سکونت رکھتی ہی اور جانب مغرب چشت کے حد کوہ سے باہر حد میمنہ اور بلخ مین ریاست ترکون اور اوزبک کی ہی یہان کے لوگ خواجگان چشت سے بہت اعتقاد رکھتے ہین اور مقام اتمام کوہ مین ریاست قوم ہزارہ اور شیعہ اور افغان کی ہی اور اوس طرف افغانون کے کافر سیہ پوش رہتے ہین اہل اسلام اس قوم پر ہمیشہ جہاد کیا کرتے ہین اور چشت ایک مقام ہی متبرک بڑی خیر وبرکت کا پیشوایان ارباب حقیقت اور معرفت اوس مکان عرفان نشان مین زیر زمین خواب راحت مین ہین اور اللہ کے حکم سے خاص وعام کی حاجت روائی اونکی روح پر فتوح سے ہوتی ہی اور ہر طرحکا فیض ظاہری اور باطنی اونکی خاک پاک سے بندگان خدا کو حاصل ہوتا ہی

بیان منازل مابین ہرات اور چشت

جب ہرات سے چشت کو روانہ ہوتے ہین تو **پہلی منزل** قریہ میروان ہی **دوسری منزل** میروان سے شہر آباد ہی **تیسری منزل** آباد سے قلعہ صمیر ہی اسجگہ مزار سلطان محمد مخدوم صاحب کا ہی **چوتھی منزل** قلعہ صمیر سے خطہ متبرکہ چشت ہی وہان ایک بڑا اونچا پہاڑ ہی اور اس پہاڑ مین اوپر چڑھنے کی راہ ہی اور اس پہاڑ کے درہ مین چشت کی آبادی ہی صاحبزادگان مودودی کے تخمیناً ایک سو دس گھر ہونگے اور سوا انکے اور آدمی بھی یہان رہتے ہین وہان سے پہاڑ پر چڑھنے کی دو راہین ہین ایک راہ مین حضرت خواجگان موصوف کا مزار ہی اور اسکے پہلو مین جنوب ومشرق کے درمیان مین ایک مدرسہ عالیشان اور ایک مسجد رفیع بنا ہی کہ حضرت مودود چشتی کے ایک معتقد نے تعمیر کی ہی اور یہ مکان بہت بلند اور مستحکم ہی اور اسکے قرب مین ایک درخت اوگا ہی کہ اوسکا میوہ بعینہ فندق کی صورت ہی آدمی اوسکے میوے کو تبرک جانکر دور دور لیجاتے ہین اور لڑکون کے ہاتھ اور گلے مین حفاظت کے واسطے باندھتے ہین اوس درخت کی طرفہ کیفیت ہی کہ سال بھر مین سات مرتبہ پھولتا پھلتا ہی کہتے ہین کہ حضرت مودود چشتی نے وضو کے وقت اپنی مسواک اوس جگہ گاڑ دی تھی وہی مسواک یہ درخت ہوگیا شاید کہ وہ مسواک فندق کی لکڑی کی ہوگی اور قریب اوس مکان کے ایک پتھر ہی مائل بسبزی کہ اکثر ابو العباس حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اوسپر تکیہ لگا کر بیٹھتے اور خواجہ مودود چشتی سے ہمکلام ہوتے تھے اب تک اوسپر حضرت خضر کے پیٹھ کے لگانے کا نشان موجود ہی اور وہان سے جب اوپر چڑھتے ہین وہان ہشت مزار حضرات چشت کے ہین اونکی تفصیل یہ ہی **پہلا مزار** حضرت سلطان فرس ناقہ قدس اللہ سرہ کا ہی وہ بزرگ بسبب ظلم بنی عباس کے کہ سادات پر کرتے تھے عرب سے چشت مین تشریف لائے تھے خواجہ ابدال چشتی کے والد بزرگوار ہین **دوسرا مزار** حضرت زبدۃ الکاملین عمدۃ الواصلین قدوۂ دریای حقیقت اختر برج طریقت مالک ملک لایزال حضرت خواجہ ابو احمد ابدال کا ہی **تیسرا مزار** ربا انوار جناب سرفراز ارباب ہدایت پیشوای اصحاب ولایت مقبول بارگاہ لایزال خواجہ محمد زاہد فرزند خواجہ ابو احمد ابدال کا ہی **چوتھا مزار** متبرک قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین عارف معارف ربانی سالک مسالک یزدانی جامع کمالات دینی ودنیوی حاوی کرامات صوری ومعنوی حضرت خواجہ ابو ناصر الدین یوسف والد بزرگوار خواجہ مودود چشتی کا ہی **پانچوان مزار** منور اور مرقد مطہر عنقا سے قاف لاہوت سلطان اقلیم جبروت عمدہ عارفین خدا آگاہ زبدۂ عاشقین حقیقت پناہ شہنشاہ ملک عرفان فرمانروای انس وجان رہبر کاروان فقرا قافلہ سالار قوافل عرفا افسر فرق صوفیان والاجاہ ویہیم تارک محققان خدا آگاہ قدر دریای نبوت گوہر برج فتوت سلالہ سلسلۂ مصطفویہ نقاوۂ خاندان مرتضویہ عالم علم خفی وجلی نور دیدۂ نبی وعلی شیخ الشیوخ ثقلین قرۃ العین حسن وحسین برگزیدۂ

رب الودود خواجہ مودود کا ہے چھٹا مزار مخزن طریقت معدن حقیقت آفتاب سپہر توحید ماہتاب فلک تفرید عمدہ سیراب بلان انہار بہشتی خواجہ احمد ابن مودود چشتی کا یہ چھٹا مزار متبرک ایک جگہ قریب قریب ہین اور گرد اوس مکان کے چار دیواری پختہ ہے اور قبر حضرت مودود چشتی کی ماہی پشت ہے اور سبز غلاف اوسپر پڑا رہتا ہے اور ایک گنبد کی مسجد ان مزارون کے قریب ہے آدمی اوسمین نماز پڑھتے ہین اور سوا ے انکے بہت سے خلفاے کرام اور اولیاے عظام اس خاندان کے اوس مکان مین مدفون ہین اور دوسری راہ کہ چشت سے پہاڑ کے اوپر گئی ہے کنارے سے درہ چشت پر ایک چشمہ آب شیرین کا اور مکان چلہ کشی خواجہ محمد زاہد فرزند خواجہ احمد ابدال کا ہے وہان ایک باغ ہے اوسکا نام باغ خواجہ مودود ہے کہتے ہین کہ کسی بادشاہ نے سلاطین خراسان سے یہ باغ آپ کے نام نامی پر لگا کر میوے اوسکے محتاجون اور مسکینون پر وقف کردیے اور اس باغ کی دیوار کے نیچے بھی ایک راہ ہے کہ آپ کے مزار تک پہونچ گئی ہے اور چار کوس کی مسافت پہاڑ کے اوپر مکان چلہ کشی خواجہ مودود کا ہے وہان دو ندیان جاری ہین ایک گرم دوسری سرد حق تعالی نے اس دو قسم کا پانی آپ کے واسطے وہان پیدا کیا کہ جاڑے اور گرمی کے غسل مین کام آئے اور انھین دونون ندیون کا پانی سب مزارون پر پہونچتا ہے اور اس مکان سے سات کوس کے فاصلے پر جگہ چلہ کشی خواجہ ابو احمد ابدال کی بلندی پر واقع ہوئی ہے **کرامت عجیب** جانب مغرب چشت سے دو پہاڑ ملے ہوے ہین اون دونون پہاڑون سے شب جمعہ کو کف اور خون بہتا ہے جسکو اطراف کے آدمی قریب اور بعید کے وہان جاکر روئی اوس سے تر کر کے لیجاتے ہین اور اسکو ناسور اور دنبل پر بطور مرہم کے رکھتے ہین اللہ کے حکم سے صحت ہوجاتی ہے اور سبب نکلنے اس خون اور کف کا ان دونون پہاڑون سے یہ ہے کہ ایک روز حضرت مودود چشتی اوس ندی کے کنارے پر کہ قریب اون پہاڑون کے جاری ہے وضو کرتے تھے یکایک ایک بڑا اژدہا خونخوار ایک غار سے نکلا اور آپکی طرف چلا جب وہ اس ندی کے قریب مابین ان دونون پہاڑون کے پہونچا تب آپ نے اوس سے فرمایا کہ ٹھہر کہان آتا ہے بمجرد اس کہنے کے دونون پہاڑون نے حرکت کی اور اوس اژدہے کو دبا لیا اژدہا چلایا کہ یا عمدۂ عارفین مجھے بچائیے آپ نے فرمایا کہ اب اسی جگہ رہو تجھسے بندگان خدا کو فیض پہونچے گا کہتے ہین کہ وہی اژدہا شب جمعہ کو زور کرکے چاہتا ہے کہ دونون پہاڑون سے نکلجاے جب باہر نہین جاسکتا تب خون اور کف اوس سے جاری ہوتا ہے اللہ تعالے نے اون بزرگ کی دعا سے اوسکے خون اور کف کو تاثیر مرہم کی عطا کی ہے کہ ناسور اور دنبل اوسکے لگانے سے اچھے ہوجاتے ہین ✣

دوسری کرامت یہ ہے کہ ایک بڑی چٹان پتھر کی ہوا مین معلق کھڑی ہوئی ہے ایک راوی ثقہ اور معتمد کا بیان ہے کہ وہ پتھر درمیان روضۂ متبرکہ خواجہ مودود چشتی اور مکان چلہ کشی اوس بزرگ کے کہ تخمیناً چار کوس کا فاصلہ ہوگا ہوا مین معلق ہے جب آپ کے مزار شریف سے مکان چلہ کشی کیطرف جاتے ہین تو داہنے ہاتھ کی جانب رہتا ہے اور بلندی اوس پہاڑ کی جہان سے وہ پتھر جدا ہوکر نیچے کو آیا اور بیچ مین لٹک رہا تخمیناً ڈیڑہ کوس ہوگی اور بالفعل وہ پتھر آدھے کوس کی بلندی مین معلق ہے دیکھنے والونکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پتھر ہل رہا ہے قریب ہے کہ گر پڑے اور قصہ اوسکا یہ ہے کہ جب خواجہ ابو احمد چشتی رح توجہ اور دعا ابو اسحاق شامی اپنے مرشد سے پیدا ہوے تو ایک روز خواجہ ابو احمد موصوف اپنے پدر بزرگوار یعنے سلطان فرس ناقہ کی اجازت سے بطریق شکار کے ایک پہاڑ کیطرف گئے تھے وہان سے وہ گم ہوگئے بعد چند روز کے ایک شخص خبر لایا کہ مینے خواجہ ابو احمد کو فلانے موضع مین اوس پہاڑ کے ابو اسحاق شامی کے ساتھ دیکھا تب بحکم سلطان فرس ناقہ کئی آدمی اونکے لانے کو گئے اور ہرچند اونکو سمجھایا اور اصرار کیا مگر وہ نہ آئے اور آٹھ برس کی عمر مین ایسی ریاضت کی کہ خلیفہ ہوگئے اور جبہ اور کلہ پہنا اور اونکے پیر روشن ضمیر نے اونکو اپنی جگہ بٹھا کے فرمایا کہ اے احمد تو میرا فرزند ہے مجکو جو کچھ نعمت کہ پیران طریقت سے حاصل ہوئی ہے وہ سب مینے تجکو دی اور ہاتھ پکڑ کے قبلہ رخ کھڑے ہوے اور دعا کی غیب سے آواز آئی کہ ہمنے ابو احمد کو اپنی دوستی مین قبول کیا اور جو شخص انکی صحبت مین رہیگا اوسکو بھی اپنا دوست سمجھینگے ایک روز خواجہ ابو احمد نے خواجہ

ابو اسحاق شامی کو دیکھا کہ اونکے پاس اونتالیس ابدال بیٹھے ہین ابو احمد نے اونکو سلام کیا اونکے مرشد نے انکو بھی اجازت بیٹھنے کی دیکر اوس جلسے مین شریک کیا انکی شرکت سے پورے چہل عدد ابدال ہوگئے جب شیخ کا وقت برابر ہوا ابو احمد کو بیعت سے مشرف کرکے توجہ دیکر ایک طرفۃ العین مین ولی کامل کردیا تین روز تک شیخ کی خدمت مین حاضر رہے چوتھے روز شیخ نے اجازت دی کہ اپنے باپ یعنی سلطان فرسناقہ کو جاکر ہدایت ترک کرنے شراب خواری کی کرو ابو احمد اپنے مرشد کی خدمت سے رخصت ہوکر روانہ ہوے اور دروازہ اول و دوم شہر کے شراب خانہ مسمار کرکے باپ کے دولتخانے پر پونہچے اور وہان کا میخانہ بھی توڑ ڈالا اور سب مکانات گرادیے اونکے باپ نے یہ حال دیکھکر اونکے آنے سے توکچھہ خوش نہوے اور غصے مین آکر حبشی غلامون کو حکم دیا کہ جب ابو احمد آنے تو ایک بڑا پتھر اوسپر ڈالدینا خواجہ ابو احمد جب وہان پہونچکر ایک مسجد مین کہ بغیر چھت کی تھی نماز پڑھنے لگے حبشی غلامون نے بعد ادا ے نماز اونکے خوب زور کرکے ایک بڑا پتھر اونکے اوپر گرایا اونھون نے اوس پتھر کیطرف دیکھا بس وہ پتھر جسقدر کہ پہاڑ سے جدا ہوا تھا اوسیجگہ معلق ٹھہر گیا جب سلطان فرسناقہ نے اپنے بیٹے کی یہ کرامت دیکھی شراب اور سب منہیات سے توبہ کی اور بعض ثقات کا یہ قول ہی کہ خواجہ ابو احمد ابدال ایک مسجد مین کہ بغیر چھت کی تھی نماز پڑھکے مراقبہ مین تھے کہ بعض کفار نے پہاڑ سے ایک بڑا پتھر اونکی طرف لڑھکایا خواجہ نے آنکھہ اوٹھاکر پتھر پر نگاہ کی بس وہ اوسیجگہ ہوا مین ٹھہر گیا آٹھ سو برس گذرے کہ وہ پتھر اب تک اوسیطرح معلق ہی ایک کنارہ اوسکا پہاڑ سے ملا ہوا ہی

نقل ایک درویش صادق القول متقی خداشناس شاہ عبدالستار نام نقل کرتے تھے کہ مین ۱۲۱۱ ہجری مین حضرت چشت کے مزار پر اعتکاف مین تھا کہ چند صاحبزادے مودودی مثل قابل خواجہ اور رکن الدین خواجہ اور شرف شاہ خواجہ و ربل خواجہ و موسی خواجہ اور زاہد خواجہ اور خادم خواجہ اور احمد خواجہ اور سوا انکے اور بھی خواجگان سادات مودودی یہ سب ہمراہ ناصر خواجہ صاحب خرقہ اور سجادہ نشین کے واسطے لینے نذر و نیاز اپنے آبا و اجداد کرام کے کوہستان بالا پر تشریف لے گئے وہان یہ واقعہ غریب اور امر عجیب مشاہدہ کیا کہ مکان چلہ کشی مودود چشتی سے تین کوس کے فاصلے پر ایک کوہ بلند کہسار سے ہی ایک پتھر اوس پہاڑ سے جدا ہوکر گرا اوسکے الگ ہونے سے ایک کھڑکی نمودار ہوئی اوسکے اندر ایک غار نظر پڑا اوس غار مین قریب ڈھائی سو آدمی کے مرد اور عورت مردہ پڑے ہوے تھے لباس عربی بجنسہ اونکے بدن مین موجود تھا اور عرب کے آدمیون کیطرح کمرین بندہی ہوئی تھین اور اوس کھڑکی کے کنارے پر ایک بوڑھی عورت بیجان وہان بیٹھی ہوئی اور اون مین سے کوئی بیٹھا ہوا اور کوئی لیٹا ہوا ایک آدمی کی بغل مین ایک تھیلی پائی اوسمین پانچ روپیہ دیکھے اونپر سکہ خالد بن ولید بن عبدالملک کے نام کا تھا اور ایک چھری فولادی مگر غلاف اوسکا گلکر خاک ہوگیا تھا سب صاحبزادہاے مودودی نے اوردن کے لباس مین تفحص کی حاجی میر خرد مودودی کہ اوسیجگہ پہاڑ کی چوٹی پر قریب اوس غار کے رہتے تھے اونھون نے اوس کھڑکی کو خوب مضبوط بند کردیا شاہ عبدالستار کہتے ہین کہ مین اوس چھری کو لایا تھا مگر قندہار کی راہ مین درمیان لشکر زمان شاہ بادشاہ درانی کے بیٹنے اونٹ اپنی سواری کا دوڑایا تو وہ چھری میری کمر سے گرگئی دانشمندون نے یہ تصور کیا کہ غار کے لوگ قوم سادات اور شرفاے عرب سے ہونگے جو بسبب ظلم بنی امیہ کے بھاگ کر اوس غار مین جا چھپے اور جناب کبریا سے اپنی حفاظت کی دعا کی مجیب الدعوات نے اونکی دعا قبول کی اور اصحاب کہف کی طرح اونکو اوس غار مین پردہ پوش کیا

دوسری نقل کہ پہلی نقل سے عجیب تر ہی کہتے ہین کہ قوم کفار سیاہ پوش مین ایک بوڑھا مرد ضعیف کہتا تھا کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مینے اپنی آنکھہ سے دیکھا اور جنگ احد مین کفار قریش کا مین شریک تھا دو تین زخم نیزہ اور تیر کے وہ اپنے بازو اور پشت پر دکھاتا تھا اصحاب کرام کے ہاتھہ سے مینے اوٹھائے ہین بیان شیخ عمر نام کہ درویش کامل تھے اونھون نے بذریعہ ایک پٹھان کے جو بست زنی کرکے اوس کافر سے ملاقات رکھتا تھا اپنے پاس بلایا جب وہ آیا تب اوس نے تمام حال جنگ احد اور جنگ بدر کا زبان عربی مین موافق محاورہ عرب کے کہ اوس عہد مین رائج تھا قسم کھاکر

بیان کیا اور کہا کہ جب مین معرکہ جنگ سے بھاگا تو تمھارے پیغمبر کے چچازاد بھائی یعنی حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے میری پشت پر نیزہ مارا کہ مین بیہوش ہوکر گر پڑا جب مجکو ہوش آیا تو اوٹھ کر بھاگا اور اپنے کئی رشتہ دار ساتھ لیکر اس پہاڑ مین قیام اختیار کیا ایک مدت دراز گذری کہ وہ سب مرگئے بگر اونکی اور میری اولاد بہت سی باقی ہی اور مین اب تک زندہ ہون اور قوی میرے درست ہین اور شاہ عبدالستار نے یہ بھی نقل کی کہ وہ بوڈھا کافر قبل از ملاقات میان شیخ عمر درویش کے سید نجیب شاہ کے پاس بھی گیا تھا اور اونسے بھی ملاقات کی تھی اور یہ بزرگ رئیس کنہر اولاد سید علی ترمذی مشہور بپیر بابا سے ہین اونھون نے اوس کافر کی بہت تعظیم اور توقیر کی اور سکے جانے کے بعد لوگون نے پوچھا کہ آپ کو ایسے شقی کافر کی کہ جسنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ایمان نہ لایا کیا ضرور تھا تعظیم کرنا اونھون نے جواب دیا کہ مینے اس امر کا پاس کیا کہ اس کافر کی آنکھون نے جمال باکمال جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا دیکھا ہی یہ نقل پشاور مین بہت مشہور ہی بیشبہہ یہ قوم یعنی کفار سیہ پوش قوم قریش سے ہین کہ مجاہدین انصار و مہاجرین کے خوف سے بھاگ کر کوہستان مین سکونت اختیار کی ملک اس قوم کا پشاور سے پچاس ساٹھ کوس کے فاصلے پر جانب کوہ شمالی قریب ملک یوسف زئی اور دوسرے قوم پٹھانون کے شروع ہوکر سرحد خوست اور اندراب اور حدود بدخشان اور قندہار اور کوہ چشت کے نیچے قریب ملک ہزارہ کے واقع ہوا ہی پٹھان اور ہزارہ کے شیعہ اس قوم سے لڑتے ہین اور انکی عورتون کو کہ بہت خوب صورت ہوتی ہین گرفتار کرکے گران قیمت پر بیچتے ہین لباس اس قوم کا سیاہ پشم سے ہوتا ہی عورتین انکی نہایت صاحب حسن ہوتی ہین اور مرد بدصورت اور بدترکیب ہین ✢ ✢ ✢

بیان حال ترکستان اور زبوتہ بے حاکم سابق اسجگہ کا

قوم ترک اور اوذبک اور الیمان اور قزاغ سیاہ لباس گھوڑے کے پوست سے بناتے ہین اور سردار اور رئیس سرداران ترکیہ اور سرگروہ قوم اوذبکیہ کا زبوتہ بے ہی کہ نواح سمرقند اور یارکند اور دشت کوکان سے سرحد خطا تک تمام اوذبک صحرانشین کہ تخمیناً ایک لاکھ پچاس ہزار گھر ہون گے اوسکے زیر حکومت ہین اور پچاس ہزار سوار ہمیشہ اوسکی رکاب مین سوا اوسکی قوم کے رہتے ہین اور مکان بود و باش اوس کا شہر قوقان ہی کہ حد خطا سے قریب تر واقع ہوا ہی بادشاہ خطا نے اوسکو اپنا فرزند کیا تھا ہر برس دو برس کے بعد ایلچی زبوتہ بے کا تحفہ مثل گھوڑے اور سمور وغیرہ بادشاہ خطا کے لیے لیجاتا ہی بادشاہ جیسی خاطرداری اور رعایت اسکے ایلچی کی کرتا ہی اور سلاطین اور حکام کے قاصدون کی ایسی پاسداری نہین کرتا اور جب ایلچی بادشاہ کے روبرو جاتا ہی تو اوس سے تین بار پوچھتا ہی کہ میرا فرزند زبوتہ بے خوش و خرم ہی اور کئی لاکھ روپیہ کے تحفے قسم طلائی احمر وغیرہ کے اوسکے لیے بھیجتا ہی اور بادشاہ بسبب اسکے کہ زبوتہ بے جمعیت اپنی قوم کی بہت رکھتا ہی اوسکی خاطرداری کمال کرتا ہی شاہ غفران اللہ سرہندی کہ اب اولاد اونکی پشاور مین رہتی ہی ایک بار بموجب حکم بادشاہ زمان شاہ درانی کے ۱۲۰۹ھ ہجری مین قوقان کو گئے تھے وہ لوگون سے نقل کرتے تھے کہ ایکبار قاضی القضاۃ شہر قوقان کا زبوتہ بے کیطرف سے ایلچی مقرر ہوکر بادشاہ خطا کی خدمت مین گیا تھا قاضی موصوف مجھسے کہتا تھا کہ مین پندرہ دن مین سرحد خطا مین پونہچا وہان مین نے ایک گاڑی گھوڑے کی کھڑی ہوئی دیکھی دو آدمی اوسپر سوار جب مین اونکے قریب پونہچا تب وہ مجھ اکیلے کو لیکر اوس گاڑی مین کہ صندوق کی تشکل بنی تھی بٹھا کر روانہ ہوے اور چونکہ موسم زمستان تھا اس واسطے کا تھا ایک سیاہ پتھر میرے آگے رکھدیا اوس پتھر مین مثل آگ کے گرمی تھی اور اوسکی حرارت بدن اور لباس کو کچھ نقصان نہین کرتی تھی اور سب سامان کھانے پینے کا اوس گاڑی مین موجود تھا اثناے راہ مین چاشت کا کھانا کھلاتے تھے اور شام کو ایک مکان مین کہ پختہ ایک برج تھا اور اوس جگہ تب پانسو آدمی کے تھے اور سب طرحکا اسباب اور ضروری چیزین مہیا تھین وہان ٹھہرتے تھے اور وہ صندوق گاڑی کا چارون طرف سے بند تھا راہ مین کہین آبادی نظر آئی الغرض اسی صورت سے

۲۲۰۳۶

سرحد خطا سے شہر غلو تک ایک مہینے کئی روز مین ہر منزل مین بدستور دن اور رات کا کھانا کھاتے ہوے اوس شہر مین پہونچے اور اوسی گاڑی پر مجکو بٹھا کر دولتخانہ بادشاہ تک لیگئے جب دربار کے قریب پہونچے تو مین پیادہ ہوکر اندر گیا مینے ایک مکان دیکھا نہایت زیبا اور دلکش دیوارون اور چھت پر سب سنہرا کام اور آئینہ بندی اور اوسکے درمیان مین ایک بنگلہ نفیس سنہرا تھا بموجب تعلیم کے مین نے سلام بطور سجدہ کے کیا بنگلہ کے اوپر سے ایک ہاتھ نکلا اور ایک شخص نے آواز بلند سے زبان ترکی خطائی مین کہا کہ بادشاہ فرماتے ہین کہ میرا فرزند زبوتہ بے تو بہت خوش وخرم اور اچھی طرح سے ہے مینے یہ سنکر پھر سجدہ کیا اور کہا کہ زبوتہ بے دعا سے دولت مین مشغول ہے جب مجکو رخصت کیا تو بہت سی چیزین نادر اور تحفہ طرح طرح کے کہ قیمت اونکی دس لاکھ روپیہ کی ہوگی میرے حاکم کے لیے عنایت فرمایا اور بیس ہزار روپیہ کا سونا اور اوسکے ساتھ ہر قسم کی چیزین مجکو بھی دین پھر بادشاہ کے لوگون نے مجکو بدستور اوسی گاڑی پر بٹھا کر اوسیقدر مدت مین سرحد قوقان تک پہونچا دیا یہ بیان قاضی القضاۃ کا تھا کہ مجھسے کہا اب سنیے کہ شاہ غفران التسنہ تھے کہ مینے تمام ایام تک رہتا کی سیر کی کوئی حاکم مثل زبوتہ بے کے منصف اور عادل رحیم المزاج صاحب تمکین مینے نہ دیکھا اوسنے ایک مکان بہت آراستہ نفیس اپنے رہنے کے لیے بنایا تھا اوسمین جلوس کرتا تھا اور وہان کوئی جانے نپاتا تھا پچاس ساٹھ غلام اوس مکان کے گرد اپنی اپنی باری سے کھڑے رہتے ہین وہی لوگ عرضیان ارباب حاجت کی بادشاہ کے پاس لیجاکر دستخط کرالاتے ہین جمعہ کے دن بادشاہ جامع مسجد مین جاتا ہے دس ہزار غلام اور دوسری فوج بھی مسلح اوسکے ہمراہ ہوتے ہے وہان پر علما اور سادات حاضر ہوکر عرضیان حاجتمندون کی گذرانتے ہین جو مقدمے کہ سہل ہوتے ہین اونکو بادشاہ خود فیصل کرتا ہے اور بڑے مقدمے مشکل اور دقت طلب مفتیان عدالت کے سپرد کردیتا ہے کہ شرع کے موافق فیصلہ کیا کرین بعد اوسکے ایک مکان مین کہ قریب دس ہزار آدمی کے ہوتے ہین اون سب کے ساتھ کھانا کھاتا ہے اکثر کھانا اوسکا اونکی گوشت ہے پلاو کمتر ہوتا ہے جب کھانے سے فارغ ہوا پھر اپنے اوسی مکان معین مین جاتا ہے پھر جمعہ کے دن نکلتا ہے لوگون کا سلام اور سوال وجواب اور ایلچیون کی ملاقات بطور سلاطین کے ہوا کرتی ہے اور وکیل سرداران ترکستان مثل شاہ مرادبی اور خدایے نظربے وغیرہ کے وہان حاضر رہتے ہین اور عرضیان دیتے ہین اور خان کا لفظ بیٹا لوزن کے نام مین لگایا جاتا ہے اور چونکہ بوتہ زلیعنی بچہ شتر بہت قوی اور چست وچالاک ہوتا ہے اور بے مخفف بیگ کا ہے کہ آخر نام ترکون اور مغول مین لاتے ہین اس سبب سے حاکم شہر قوقان مذکور کہ حکومت اور ریاست اوسکی نہایت قوی اور مستحکم تھی زبوتہ بے اوسکا نام رکھا گیا اس وجہ سے کہ بعض نام توصیفی ہوتے ہین خصوصًا نام اور لقب بادشاہون اور حکام کا اسی قسم سے مشہور کرتے تھے اور شاہ مرادبے عمدہ رئیسون اور حکام ترکستان سے ہے اولاد قتمش خان سے کہ زمانہ امیر تیمور گورکان مین حاکم ترکستان تھا اور بعد مغلوب ہونے کے اوسنے اطاعت امیر تیمور کی قبول کی اور خدای نظر بے عمدہ سرداران اوزبکیہ سے ہے اور اپنا مین کہ تین سو کوس کابل سے درمیان مغرب اور شمال کے ہے استقامت رکھتا ہے دس ہزار لشکر کا مالک ہے ایک مرتبہ شاہ مرادبے کو شکست دیکر شہر بخارا تک پہونچا یا تھا یہ شخص مرد سخی اور مہمان دوست ہے بارہ ہزار سکہ سونے کے کہ اڑتالیس ہزار روپیہ ہوتے ہین ہر سال علما اور فضلا اور مشائخ اور مسافرین کے واسطے مقرر کیے ہین تیمور شاہ درانی برخلاف شاہ مرادبے کے طرح طرح کے تحفے اور خلعت اوسکے واسطے بھیجتا تھا اور نواح بلخ تک اوسکے قبضے مین تھے اور زمان شاہ درانی بھی اوسکی رعایت کرتا تھا اوس ایام مین شاہ مرادبے سے صلح تھی لیکن خود مختار رہتا ایک شخص اوسکے مرشدزادون مین سے نقل کرتا تھا کہ باوجود بڑھاپے کے ایک بکری کا گوشت ہر روز کھانا تھا دن کو سویا کرتا تھا رات کے وقت ایک بکرے کے گوشت کی یخنی پکا کر اور وہ طشت مین رکھکے اوسکے پاس رکھدیتے تھے وہ تمام رات اوس گوشت کو آہستہ آہستہ چھوری سے کاٹ کر کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ اب مین سیر ہوا اور ہمیشہ شکایت کرتا تھا کہ اب میری بھوکھ بہت کم ہوگئی ہے اور شجاعت اوسکی اس مرتبہ تھی کہ دو سو سوار اوسکے مقابلے مین نہین ٹھہر سکتے اور نیزہ اوسکا اس قدر موٹا اور لانبا تھا

کہ سوای اوسکے کوئی اوسکو اوٹھا نہین سکتا دوسرے میر محمد شاہ بادشاہ بدخشان کہ دس پندرہ ہزار آدمی تاجیک سوار اور پیادے مع سپاہ دیہات اور قصبات کے اوسکے ہمراہ ہین مگر فوج ازبکیہ کا مغلوب ہی اپنے ملک کو کبھی صلح اور کبھی لڑائی سے محفوظ رکھتا ہی اور قوم سادات سے ہی اور مسکن اوسکا شہر فیض آباد واقع بدخشان ہی اور یہ ملک کابل سے ڈیڑھ سو کوس جانب شمال درمیان بلخ اور قندز اور حصار کولاب کے واقع ہی اور کتل ہندوکش سے کہ کابل سے بفاصلہ ایک سو کئی کوس طرف ترکستان کے ہی شروع ہوا ہی اور انتہا اوسکی نواح قندز اور کولاب سے ہی اور ان ملکون مین ہر شخص بجای خود سردار ہی لیکن ظاہر مین بادشاہ بدخشان کی اطاعت کرتے ہین اور کبھی کبھی بطور خراج کے کچھ دیا کرتے ہین لاجورد اور لعل کی کان اس ملک مین ہی قریب شہر فیض آباد کے ۱۲۱۰ ہجری مین چھوٹے چھوٹے سردار ازبکیہ مثل فتح علی خان او جعفر علی خان کے قندز اور حصار کولاب وغیرہ مین بستے ہین ہر شخص بقدر اپنی طاقت کے قلعہ اور ملک رکھتا ہی جب کوئی حاکم زبردست اپر حملہ کرتا ہی تو بقدر اپنی لیاقت کے نذرانہ دیکر اپنے ملک کو بچالیتے ہین زمان شاہ درانی کے عہد مین محمد خان نامی قوم قاچار نے تمام ایران پر قبضہ کر لیا تھا اور اوسکے بھتیجے باباعلی خان یعنی فتحعلی خان قاچار نے چودھوین محرم ۱۲۱۲ ہجری مین اوسکو قلعہ شیشہ سرحد روس مین قتل کرایا اور خود بادشاہ ایران کا ہو گیا محمد خان مذکور ایک مرد تھا خونریز تند خو سب سردار اور رئیس ایران کے اوس سے ڈرا کرتے تھے اکثر آدمیون کو اوس نے قتل کیا وہ رئیسان مازندران سے تھا کئی ہزار آدمی اوسکے ساتھ رہتے تھے نادر شاہ کے قتل مین وہ بھی شریک تھا کسی شخص نے اوسکو آختہ کر ڈالا تھا عمر اوسکی بہت بڑی تھی آخر کار کلات کا قلعہ کہ بنایا ہوا سلاطین کیانیہ کا تھا اور نادر شاہ نے اوسکو از سر نو درست کر کے اپنا خزانہ اوس مین رکھا تھا جب وہ قلعہ خان مذکور کے ہاتھ آیا یہی سبب اوسکے خروج کا ہوا کہ وہ فی الفور محمد خان اپنے چچا کو قتل کر کے تمام ایران کا حاکم ہوا واضح ہو کہ ایک شخص امام الدین نامی حسینی نسب چشتی طریقت کہ ملک خراسان وغیرہ مین بہت رہا تھا یہ سب حال اوس نے ابتدائے سلطنت احمد شاہ درانی سے قلم بند کیا تھا اور اکثر یہ حالات اوس نے بچشم خود بھی مشاہدہ کئے تھے غالب کہ یہ شخص سرکار سلاطین درانیہ مین زمرۂ اہل قلم سے ہوگا اس وجہ سے راقم نے بنظر صداقت قول اوس شخص کے ۱۲۱۲ ہجری تک یہ تمام ماجرا بطریق انتخاب اوسکی کتاب سے تحریر کیا اور بعد سنہ مذکور کے جو حال کہ باشندگان کابل اور قندہار سے کہ وہ لوگ ثقہ اور صادق القول اور واقف حال تھے اور میرے پاس اکثر آیا کرتے تھے جو کچھ مین نے سنا مجملا بقیہ حال زمان شاہ اور سلطان محمود اوسکے بھائی کا لکھا آب واضح ہو کہ جب زمان شاہ بادشاہ نے سلطان محمود کو ہزیمت دی وہ اپنے اہل و عیال اور حاجی فیروز الدین خان برادر حقیقی کے ساتھ مقابلہ فوج بادشاہی سے بھاگ کر ترکستان کے پہاڑون مین چلا گیا اور مطمئن ہو کر بقصد ہندوستان براہ کابل لاہور مین داخل ہوا غلام محمد خان پوتا علی محمد خان روہیلہ کا کہ اس بار بھی لشکر بادشاہی کے ہمراہ تھا بادشاہ ممدوح کو ہندوستان مین لیجانے کو کہ انگریزون اور صوبہ اودہ کی طرف سے بیقرار تھا بہت اصرار رکھتا تھا اور زمان شاہ چاہتا تھا کہ بعد انتظام ملک پنجاب کے جریدہ کچھ فوج جرار لیکر شاہجہان آباد کو روانہ ہو اس عرصہ مین اخبار اور عرائض دولتخواہون سے دریافت ہوا کہ سلطان محمود نے ہرات کی طرف سر نکالا ہی اور بعض سرداران قندہار اوسکو بلا کر چاہتے ہین کہ پھر اوسکو ہرات مین بلائین بلکہ قندہار کو اوسکے حوالہ کرین جب یہ خبرین متواتر پہونچین پھر قندہار مین جا کر دو تین سردارون کو جو سلطان محمود سے متفق ہو گئے تھے قتل کیا اور سردار پاینده خان کے اغوا کرنے سے اور بہت امرا و سردار کو ہلاک کیا باقی ماندہ نے جب یہ حال دیکھا تو سخت حیران ہوئے اور سمجھے کہ پاینده خان ہمکو بھی زندہ نہ چھوڑے گا وہ یہ چاہتا ہی کہ جب ہم سب لوگ مارے جائین تو اپنی اولاد کو کہ کثیر ہین امور سلطنت مین دخیل کرے پس سب نے اتفاق کر کے اسکی بدگوئی اور برائیان کچھ سچ اور کچھ جھوٹ زمان شاہ سے کہنا شروع کین اور اونکے مزاج کو اوسکی طرف سے برہم کرایا یہان تک کہ بادشاہ نے سلام اور مجرا پاینده خان کا بند کیا اوسکے لڑکون نے کہ ستره نفر جوان و پہلوان اور شجاع بطن ازواج مختلفہ سے تھے چنانچہ تفصیل اونکی ذیل مین لکھی جائے گی اپنے باپ سے کہا کہ بادشاہ کا مزاج آپ کیطرف سے پھر گیا ہی بہتر یہ ہی قبل اسکے کہ ہمارے قتل کا حکم ہو قندہار سے بھاگ کر شہر گرشک اپنے وطن اپنی قوم مین جا رہین پاینده خان نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہی اور قرین صلاح اور مین بھی بادشاہ کی طرف سے مطمئن نہین ہون مگر بات یہ ہی کہ جب ہم تم یہان سے بھاگ کے کسی امیر یا کسی پٹھان کے گھر مین پوشیدہ رہین گے تو وہ سب تمکو ہمیشہ طعنہ دیا کرین گے کہ پاینده خان تمہارے باپ نے خوف جان سے بھاگ کر ہمارے گھر مین پناہ لی تھی اس غیرت سے

مین نہین چاہتا ہون کہ یہان سے بھاگ جاؤن پادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہونا اس جا رہے مین بہتر جانتا ہون کہ تم طعنہ زنی سے بچو آخر کار زمان شاہ
نے بسبب درانداز ی سردارون کے کہ اوسکے درپی قتل تھے پاینده خان کو قتل کیا تب فتح خان اوسکا لڑکا کہ بہ نسبت اور بھائیون کے
صاحب جرأت اور ہمت تھا اپنے سب بھائیون کو لیکر قندہار سے بھاگا اور گرشک اپنے وطن مین چلا گیا اور وہان سے سلطان محمود کے پاس
جاکر کہا کہ مین اب آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون چونکہ آپ پادشاہ کے بڑے بھائی ہین اور سلطنت کے مستحق مین چاہتا ہون کہ آپکو پادشاہ
کرون سلطان محمود نے کہا کہ مین کیونکر سلطنت کا داعیہ کرون نہ میرے پاس فوج نہ خزانہ تب فتح خان نے عرض کیا کہ فوج اور خزانہ کی
طرف سے آپ خاطر جمع رکھین کہ مین سب بہم پہونچا دونگا سلطان محمود تو خدا سے چاہتے تھے کہ مین بادشاہ ہو جاؤن فتح خان کو اپنا
وزیر کیا اور فوج کے سامان مین مشغول ہوئے اور اس طرف زمان شاہ نے جب پاینده خان اور دوسرے سردارون کو کہ اونپر گمان مخالفت تھا
قتل کیا اور خاطر جمع ہوئی تو شہزادہ حیدر کو قندہار مین ولی عہد کرکے کچھ فوج اور بعضے سردار معتمد علیہ اوسکو دیکر ہرات مین متعین کیا اور خود
متوجہ ہندوستان ہوئے اور قندہار سے کوچ بکوچ پنجاب کو روانہ ہوئے اس عرصہ مین فتح خان نے اپنی قوم اور ریگھ اور پٹھانون کو جمع کرکے ایک
فوج شایستہ بہم پہونچائی اور سلطان محمود کو ساتھ لیکر قندہار پر حملہ کیا اور وہان پہونچکر رات کے وقت کمند ڈالکے نوبت خانہ شاہی قندہار
پر چڑھ گیا اور پاؤن سے جوتہ اوتار کے بجاے چوب کے نقارے پر مارا اور آواز بلند سے کہا کہ دور دور سلطان محمود پادشاہ درانی کا ہی
اور قلعہ کے دروازے کو اندر سے کھولدیا یہان تک کہ سلطان محمود شاہ مع فوج قلعہ مین داخل ہوئے فوج متعین شہر و محافظ شہزادہ حیدر اور تمام
اہل شہر نے غلبہ او تسلط محمود شاہ کا دیکھکر مجبور ہوکر اطاعت محمود شاہ کی قبول کی اور نذرین گذرانی محمود شاہ نے حیدر شہزادہ کو قید کیا اور خود
تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا اور اپنے نام کی منادی تمام شہر قندہار اور اوسکے نواح مین کرادی فتح خان وزیر نے خزانہ قندہار کو لیکر قریب
چالیس پچاس ہزار سوار جرار کے نوکر رکھے اور بقصد تسخیر کابل کے مع محمود شاہ روانہ ہوا زمان شاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو لاہور سے بارادہ جنگ
محمود شاہ مضطر اور سراسیمہ متوجہ کابل ہوئے اور وقت روانگی کے لاہور سے اپنے سرداران ہمراہی سے فرمایا کہ جس کو لاہور مین رہنا منظور
ہو اوسکو ہم یہان کا حاکم مقرر کرین کسی نے سرداران ولایت سے اس بات کو قبول نکیا آخر کار زمان شاہ بمجبوری رنجیت سنگھ سکھون کے
سردار کو کہ اونکے پاس حاضر رہا کرتا تھا لاہور کا حاکم کرکے خود کابل کو روانہ ہوئے اس اثنا مین محمود شاہ مع فتح خان وزیر کے کابل مین پہونچکر
تخت پر بیٹھ گیا اور بعد انتظام کے زمان شاہ کے مقابلہ کے واسطے پشاور کو روانہ ہوا قریب درخیبر کے دونون لشکرون کا سامنا ہوا اور جنگ عظیم
واقع ہوئی آخر کو محمود شاہ غالب آیا اور زمان شاہ دستگیر ہوئے محمود شاہ نے بعوض ہمایون شاہ اپنے بھائی کے زمان شاہ کو نابینا کرایا اور
شجاع الملک برادر حقیقی زمان شاہ کا بھاگ کر اپنے خسر کے گھر کہ سردار خیبریان تھا جا چھپا محمود شاہ مظفر و منصور ہوکر واسطے بندوبست ملک خراسان
اور تنبیہ اور تادیب کشون کے پھر قندہار مین آئے جب یہ حال حافظ شیر محمد خان بامی زئی ولد شرف الوزرا شاہ ولیخان وزیر احمد شاہ درانی مرد نہایت
شجاع اور دلیر نے دیکھا تو بمقام خیبر مین بہت سی فوج خیبریون اور قوم بامی زئی کی جمع کی اور شجاع الملک کو تخت سلطنت پر بٹھا کر محمود شاہ درانی پر
فوج کشی کی اور بہت سی لڑائیون کے بعد محمود شاہ پر غالب آیا تب شجاع الملک نے محمود شاہ کو قید کرکے چاہا کہ اپنے بھائی زمان شاہ کے بدلے اوسکو بھی
اندھا کرے مگر زمان شاہ نے اوسکو اس ارادے سے منع کیا اور کہا میرے عوض محمود شاہ کی آنکھین نکلوانا مناسب نہین ہے کہ اوسنے اپنے بھائی حقیقی کا
بدلا مجھسے لیا اور وہ عوض تمام ہو گیا اب لازم نہین ہے کہ سب سلاطین درانیہ اندھے ہو جائین تب شجاع الملک زمان شاہ کے سمجھانے سے اس قصد سے
باز رہا مگر محمود شاہ کو نظر بند کیا کہتے ہین کہ زمان شاہ نے ہمایون شاہ کی آنکھین حلقہ چشم سے نکلوا ڈالی تھین اور محمود شاہ نے فقط گرم سلائی زمانشاہ
کی آنکھون مین پھروادی تھی اس سبب سے دونون آنکھین زمان شاہ کی ظاہر مین صحیح معلوم ہوتی تھین مگر بینائی مطلق نہ تھی شجاع الملک چار برس کئی مہینے
پادشاہ مستقل رہا جب کشمیر کی تسخیر کے لیے گیا اور ساتھ عطاء اللہ خان برادر اور ساتھ پسر فتح خان وزیر کے کہ وہان کا صوبہ دار تھا اور صوبہ دار مذکور

شجاع الملک پر غالب آیا اور اوسکو وہان کے قلعہ مین قید کیا محمود شاہ نے وقوع اس واقعہ سے قید سے رہائی پاکر پھر زور اور قوت پکڑی اور کابل
[illegible] حاجی فیروز الدین اپنے بھائی کو ہرات اور خراسان کا حاکم کرکے قندہار دار السلطنت قدیم سلاطین درانیہ مین اقامت
قبول کی بعد چند روز کے شاہزادہ کامران پسر محمود شاہ نے کہ قندہار مین اونکے ہمراہ تھا کئی بار اپنے باپ سے کہا کہ ہرات کو حاجی فیروز الدین سے لیکر
میرے حوالہ کیجیے چونکہ اکثر قبائل شاہی ہرات مین تھے محمود شاہ خوب جانتا تھا کہ حاجی فیروز الدین بغیر لڑنے اور مغلوب ہونے کے ہرات کو نہ چھوڑیگا
اس سبب سے اس باب مین تامل کرتا تھا جب فتح خان وزیر صوبہ کشمیر وغیرہ اور ممالک محروسہ کا انتظام بخوبی کرکے محمود شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تب محمود شاہ
نے شہزادہ کامران کی خواہش مقدمہ ہرات مین اوس سے ظاہر کی وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو مین حکمت عملی سے ہرات کے قلعہ کو
خالی کرا سکتا ہون پس ظاہر مین محمود شاہ سے باغی ہو کر بطور جنگ زرگری کے نواح قندہار مین محمود شاہ سے لڑائی شروع کی اور دس پندرہ دن تک
دونون طرف سے خالی توپین چلا کین یہان تک کہ سب لوگون پر کیا قریب اور کیا بعید ثابت ہو گیا کہ فتح خان نے محمود شاہ سے بغاوت کی اور اوس سے
لڑتا ہی بعد ظاہر کرنے مخالفت جعلی کے نسبت محمود شاہ کے مقابلہ فوج شاہی سے بھاگ کر گویا پناہ لینے کے لیے ہرات مین پہونچا شہزادہ فیروز الدین کو قرینہ
سے معلوم ہوا کہ فتح خان مکر و فریب سے ہرات پر قبضہ کیا چاہتا ہی اس سبب سے بارادہ مقابلہ کچھ فوج لیکر شہر کے باہر آیا اور آمادہ جنگ ہوا وزیر مذکور نے
دوست محمد خان اپنے بھائی اور ایک اور اپنے بھائی کو قلعہ ہرات کی تسخیر کے واسطے مقرر کیا اور خود حاجی فیروز الدین کے مقابلہ کے لیے شہر کے باہر ٹھہرا
دوست محمد خان اوس فوج سے کہ قلعہ کی حفاظت کے لیے مقرر تھی لڑکر اوس پر غالب آیا اور تمام مال و اسباب حرم بادشاہی قلعہ کا لوٹ لیا کہتے ہین کہ
خواجہ سراؤن کے ذریعہ سے ازاربند قیمتی دو لاکھ روپیہ کا شہزادہ کامران کی بہن سے چھین لیا اسی ضمن مین فتح علی خان قاجار والی ایران بموجب طلب اور
سازش حاجی فیروز الدین کے تین لاکھ فوج سے ہرات کی تسخیر کو متوجہ ہوا فتح خان وزیر اور حاجی خان کاکر فوج ایران سے لڑکر غالب آئے اور اوسکو شکست
دی اور مشہد مقدس تک لڑتے ہوئے اونکا تعاقب کیا یہان تک کہ والی ایران اپنے ملک کو چلے گئے اس اثنا مین خبر لوٹ مال و اسباب حرم سرائے بادشاہی
خصوصًا چھین لینا ازاربند کا شہزادہ کامران کی بہن سے سنکر شاہزادہ کامران کو غصہ آیا اور ہرات مین پہونچکر کہ خالی تھا اپنا بندوبست کر لیا فتح خان وزیر
کو بھی یہ گستاخی اور بی ادبی دوست محمد خان کی بہ نسبت مستورات پادشاہی کے نہایت ناگوار ہوئی اور دوست محمد خان کو لکھا کہ مین جب مہم
بادشاہ ایران اور حاجی فیروز الدین سے فارغ ہو کر پھرونگا تو تجھکو جان سے قتل کرونگا تو نے اس حرکت ناشایستہ سے مجھکو اور میرے خاندان کو بدنام
اور روسیاہ کیا دوست محمد خان یہ بات سنکر اپنی جان کے خوف سے بھاگا اور کشمیر مین جاکر پناہ پکڑی صوبہ دار کشمیر نے بموجب لکھنے فتح خان کے دوست محمد خان
کو ایک مکان مین کہ تالاب ڈل مشہور ہی قید کیا فتح خان فوج ایران اور حاجی فیروز الدین پر فتحیاب ہو کر خوش خوش ہرات مین پہونچا اور دوسرے روز
شہزادہ کامران کی خدمت مین حاضر ہو کر نذر فتح گذرانی چونکہ شہزادہ موصوف لوگون کے طعن و تشنیع اور خصوص اپنی بہن اور مستورات حرم شاہی کے
کہنے سے بدگمان ہو گیا تھا اور اوسکو یہ شبہ تھا کہ دوست محمد خان اسی فتح خان کے اشارہ سے مرتکب ایسی حرکت کا ہوا ہی دوسرے روز جب فتح خان شہزادہ کے
سلام کو قلعہ مین آیا تو شہزادہ موصوف نے اوسکو قید کرکے اندھا کرا دیا اور قندہار مین بھیجدیا محمود شاہ کو اس بات سے نہایت قلق ہوا اور افسوس کیا
اور شہزادہ کامران کو بہت سی نفرین اور ملامت لکھی کہ تو نے ایسے وزیر نمک حلال اور بہادر کو بے قصور اندھا کر دیا پھر جب فتح خان محمود شاہ کے پاس
حاضر ہوا تو بادشاہ نے اوسکی بہت تشفی اور دلجوئی کی اور چاہا کہ پھر اوسکو خلعت دیکر بدستور عہدہ وزارت عنایت کرے فتح خان نے عرض کیا کہ قربانت
شوم اب کہ مین آنکھون سے معذور ہو گیا امور وزارت کے کیونکر انجام کر سکونگا میرے بھائیون مین سے جسکو آپ لائق سمجھین اوسکو وزیر اپنا مقرر
فرماوین میرے کسی بھائی کا اس منصب سے سرفراز ہونا گویا کہ میرا ہی ہی اب مخفی نرہے کہ اصل سبب عداوت اور کینہ کا امیر دوست محمد خان اور اوسکے بھائیون
خاندان درانیہ کے ساتھ ایک تو قتل ہونا سردار پاینده خان باپ دوست محمد خان کا زمان شاہ کے حکم سے دوسرے اندھا کیا جانا فتح خان وزیر بڑے بھائی
دوست محمد خان کا بحکم شاہزادہ کامران پس یہی باعث تھا کہ سترہ آدمی برادران وزیر مذکور کے اوس وقت مین ذخیل اور محیط تھے یہ سب خاندان درانیہ سے

منحرف ہوئے اور بلوہ باصلاح کی کہ شجاع الملک کو تخت سلطنت سے اوتھا کر میر واعظ سید صحیح النسب کو ملک خراسان مین بادشاہ بنائین اور اوسکے معین اور مددگار ہو کر کسیکو اولاد درانیہ مین سے بادشاہ ہونے دین شجاع الملک کہ کشمیر سے رہائی پا کر پشاور مین تھا اور بادشاہ بن بیٹھا تھا جب اوسکو یہ حال معلوم ہوا تو کابل مین جا کر میر واعظ کو بقصور قتل کیا کہتے ہین کہ سید مذکور نے وقت قتل کے باصرار شجاع الملک سے کہا کہ ... ہون اور ہرگز خواہان سلطنت نہین ہون اگر تو نے مجکو ناحق قتل کیا تو تیری سلطنت اور سب درانیون کی بربادی ہو جاوےگی اس واسطے کہ مظلومونکی آہ بے اثر نہین ہوتی چنانچہ یہی بات وقوع مین آئی کہ کابل اور اوس نواح کے افغان معتقدان سید مذکور شجاع الملک سے منحرف ہو کر مستعد فتنہ اور فساد ہوئے یہان تک کہ شجاع الملک اون لوگون کے انحراف سے پھر کابل مین نہ ٹھہر سکا اور لاہور مین چلا آیا رنجیت سنگہ کہ تمام ملک پنجاب کا اوسکے قبضہ مین تھا اوسنے شجاع الملک کا استقبال کیا اور بکمال عزت اور احترام سے اوسکو شہر مین لیگیا اور ایک اچھے مکان آراستہ مین اوسکو اوتارا اور بہت تعظیم اور تکریم سے پیش آیا اور اکثر لاکھ دو لاکھ روپیہ اوسکے صرف کے لیئے دیا کرتا تھا اس اثنا مین دیوان اور مختار رنجیت سنگہ کا کہ یہ دونون شخص ہندو تھے شجاع الملک سے ناخوش ہوئے اور رنجیت سنگہ سے کہا کہ آپ عبث شجاع الملک کو اسقدر روپیہ دیا کرتے ہین وہ ہرگز محتاج نہین ہے اور اوسکے پاس بہت سا جواہرات ہے خصوصًا کوہ نور کہ نہایت بیش قیمت ہے اوسکے پاس موجود ہے علاوہ اسکے اوسکا ارادہ یہ ہے کہ ملک پنجاب کو تم سے لے لے اس سبب سے کہ اوسکے بھائی زمان شاہ نے اپنی طرف سے تمکو یہان کا حاکم کر دیا تھا یہ بات اوسکے دل مین مستحکم ہے اور ہمیشہ اسی فکر مین رہتا ہے کہ پٹھانون کو نوکر رکھکر اس ملک پر قابض اور مسلط ہو جائے رنجیت سنگہ کہ ایک مرد حریص تھا اوسنے ان دونون ہندوؤن کی بات پر اعتماد کر کے خلاف وضع شجاع الملک کو قید کیا اور جبر و قہر سے زبردستی کر کے کل جواہرات مع کوہ نور شجاع الملک سے چھین لیے اور انواع و اقسام کی تکلیفات اوسکو پہونچائی القصہ شجاع الملک بیچارہ چندمدت رنجیت سنگہ کی قید مین رہا آخر کو پٹھانون نے ایک سرنگ خوابگاہ شجاع الملک تک پہونچا کر اوسکو قید سے نکالا اور شجاع الملک کوہستان کی راہ سے مقام لودھیانہ مین کہ وہان فوج انگریزی تھی پہونچکر اوسکی پناہ مین قیام کیا سرکار انگریزی سے ایک مدت تک لائق رتبہ اور شان شجاع الملک کے کفالت ہوا کی جب محمد شاہ نبیرہ فتح علیخان قاچار بادشاہ ایران نے ہرات پر یورش کیا تب سرکار انگریزی نے حسب درخواست شجاع الملک کے اپنی بہت سی فوج دیکر اوسکو کابل اور قندہار مین بھیجدیا اور سرداران انگریزی نے تخت سلطنت خراسان ملک موروثی پر شجاع الملک کو بٹھادیا اور اوسکی طرف سے تمام ملک مین عمل کر لیا مگر گردش طالع شجاع الملک سے باوجود مدد اور کمک سرکار انگریزی کے کابل اور قندہار کے افغانون نے یورش کر کے شجاع الملک اور مسٹر مکناٹن وزیر اوسکے کو قتل کیا اوسوقت سرکار انگریزی نے اوس ملک سے دست بردار ہو کر اپنی فوج کو ہندوستان مین بلالیا اب نام سردار پائندہ خان بارک زئی کے لڑکون کے کہ جنکا ذکر اوپر لکہا گیا ہے سن لینا چاہیئے تیمور قلی خان نواب اسد خان فتح خان وزیر محمود کہ جسکو شہزادہ کامران نے اندہا کرایا تھا محمد عظیم خان صوبہ دار کشمیر یہ چارون بھائی ایک ماں سے تھے نواب عبد الصمد خان کہ اوسکو سید محمد خان نے مار ڈالا تھا امیر محمد خان امیر دوست محمد خان کہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری تک زندہ اور رئیس کابل تھا یہ تینون بھائی ایک ماں سے ہین جبار خان کہ جسنے امیر دوست محمد خان کے قبائل کو کابل مین قید کرایا تھا یہ اکیلا ایک ماں سے کہن دل خان مہر دل خان شیر دل خان پر دل خان رحم دل خان یہ پانچون بھائی ایک ماں سے یار محمد خان سلطان محمد خان کہ رفیق اور ملازم رنجیت سنگہ کا تھا اور سال مذکور تک زندہ اور نوکر والی لاہور کا رہا پیر محمد خان سید محمد خان یہ چارون بھائی ایک ماں سے ہین واللہ اعلم بالصواب تمت

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ یہ کتاب واقعات درانی جسکو جناب سیدی مکرمی میر وارث علی صاحب سیفی نے کتاب تاریخ احمد زبان فارسی تصنیف لطیف منشی عبد الکریم صاحب مرحوم سے حسب محاورہ روزمرہ اردو مین ترجمہ کیا عشرہ اول ربیع الآخری سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین حسن صحت اہتمام کارپردازان مطبع نظامی طبع ہو کر مطبوع طبائع اہل جہان ہوئی واضح ہو کہ صفحہ چہارم کی آٹھ سطر مین بجائے (نواح الہ ہو وایالت پشاور) کے سہو سے (حکومت نواح ایران) چھپ گیا ہے ناظرین کتاب صحت اوسکی کر لیوین

وجہ مہر کی خاتمہ پر واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی واقع کانپور کی ہے مہر اور دستخط مہتمم کے اخیر مین ثبت کی گئی فقط